محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا

پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہم

کا

اندازِ تربیت



جلد دوم



حق پاسبان

مرتب

حضرت مولانا مفتی محمد اسلم نقشبندی مجددی مدظلہ

(ایم اے اسلامیات ایل ایل بی)

مکتبۃ الفقیر

حضرت جی دامت برکاتہم

کا

اندازِ تربیت

جلد دوم

مرتب

حضرت مولانا مفتی محمد اسلم نقشبندی مجددی مدظلہ

(فاضل وفاق المدارس) ، ایم اے اسلامیات (گولڈ میڈلسٹ)

ایم اے اردو ، ایل ایل بی ، بی ایڈ

ناشر

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ فیصل آباد

041-2618003

نام کتاب .... حضرت جی دامت برکاتہم کا انداز تربیت جلد دوم

مرتب .... حضرت مولانا مفتی محمد اسلم نقشبندی مجددی مدظلہ

اشاعت اول .... فروری 2013

تعداد 1100

کمپوزنگ .... محمد ہمایوں نقشبندی مجددی راولپنڈی

ناشر .... مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد

اجمالی فہرست

پیش لفظ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عاجز ''ملفوظات و معارفِ مفتی اعظمؒ'' نامی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا، جس میں اصلاحی و تربیتی باتیں جو متعلقین نے مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ سے سیکھی تھیں وہ لکھی گئیں تھیں۔ اس عاجز کے دل میں بھی خیال پیدا ہوا کہ جو تعلیمات ہم نے محبوب العلماء و الصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم سے سنی ہیں وہ بھی معرض تحریر میں آنی چاہییں، تاکہ دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں، اس لیے کہ ہر آدمی ہر وقت تو شیخ کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ بات القاء فرمائی کہ دوسرے متعلقین خصوصاً خلفائے کرام سے بھی اصلاحی و تربیتی باتیں جو انہوں نے حضرت شیخ دامت برکاتہم سے سنی ہوں، یکجا کر دی جائیں تو دوسرے سالکین کو بھی فائدہ دیں گی۔ اسی جذبے کے تحت مختلف خلفائے کرام جن تک رسائی ہو سکی یہ اصلاحی و تربیتی ملفوظات جمع کرنے شروع کر دیے گئے تو ایک کتاب بن گئی۔

الحمدللہ! اندازِ تربیت کی پہلی جلد توقعات سے بھی زیادہ مقبول ہوئی اور لوگوں کو اس سے بہت سے فوائد حاصل ہوئے، کئی لوگوں نے اپنے اندر اصلاحی تبدیلی کا عزم مصمم کیا، جس سے مزید حوصلہ افزائی ہوئی اور دوسری جلد تحریر کرنے کا داعیہ پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس جلد سے بھی لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ نصیب فرمائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہے اور حضرت جی دامت برکاتہم کی دعاؤں کے اثرات ہیں کہ یہ عاجز ہیرے جواہرات سے قیمتی باتوں کو جمع کرنے کے قابل ہوا۔

حضرات خلفائے کرام نے اس عاجز پر احسان فرماتے ہوئے حضرت جی دامت برکاتہم سے متعلق بہت سی قیمتی باتیں ارشاد فرمائی ہیں، جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ تمام سالکین سے خصوصی التجا ہے کہ یہ اصلاحی و تربیتی تعلیمات بار بار پڑھنے اور اپنی زندگیوں میں لاگو کرنے کی کوشش کریں کیونکہ

ے عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

دینی طلبا سے خصوصی گزارش ہے کہ ان تعلیمات کو نہ صرف ذوق و شوق سے پڑھیں، بلکہ دوسری منزل عمل، تیسری منزل اخلاص، چوتھی منزل رضائے الٰہی اور پانچویں منزل اللہ تعالیٰ کی محبت کا عشق و جنوں پیدا کرنے کے لیے بھی اپنا محاسبہ کرتے رہیں، یہی حقیقت تک پہنچنے کا راز ہے، کیونکہ:

ے عشق تیری انتہا عشق میری انتہا
تو بھی ابھی ناتمام میں بھی ابھی ناتمام

ے صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق، صبر حسینؓ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

ے جس میں نہ ہو انقلاب، موت ہے وہ زندگی
روح امم کی حیات کشمکش انقلاب

عاجز و مسکین فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

عرضِ ناشر

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کے علوم ومعارف جوکہ اصلاح وتربیت سے متعلقہ ہیں، ان کومختلف لوگوں سے جمع کیا گیا ہے، تاکہ علماء کرام اورعوام زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاسکیں۔ ہر شخص کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ ہمیں تربیت سے متعلقہ مواد ایک ہی جگہ مل جائے، تاکہ ہم اس سے استفادہ کرکے کچھ نہ کچھ اپنی تربیت کا شعور پیدا کرسکیں۔ انہی سہولیات کی خاطر اس موادکو جمع کیا گیا ہے، تاکہ ہر کسی کو اپنی تربیت کروانے کا احساس پیدا ہوسکے۔ واقعی! یہ باتیں ہیرے جواہرات سے بھی زیادہ قیمتی ہیں۔ جس طرح شاہین کی پرواز ہر آن بلند سے بلند تر اور فزوں تر ہوتی چلی جاتی ہے کچھ یہی حال حضرت جی دامت برکاتہم کے اصلاح وتربیت کے نکات کا ہے۔ آپ کے جس ملفوظ کو بھی سنتے ہیں فکر کو ایک نئی پرواز نصیب ہوتی ہے۔ یہ حضرت جی کے دل کا سوز اور روح کا گداز ہے، جو الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر آپ تک پہنچ رہا ہے۔ دورانِ گفتگو رخِ انور پر فکر کے گہرے سائے زبانِ حال سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں:

؎ میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ
کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ مئے خانہ

اس ’’اندازِ تربیت‘‘ کی اشاعت کا یہ کام ہم نے بھی اسی نیت سے شروع کیا ہے کہ حضرت جی دامت برکاتہم کی اس فکر سے سب کو فکر مند کیا جائے۔ الحمدللہ! ادارہ مکتبۃ الفقیر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت دامت برکاتہم کے مختلف بیانات اور

ملفوظات کو کتابی صورت میں استفادۂ عام کے لیے شائع کر رہا ہے۔ ہر کتاب احاطۂ تحریر میں لانے کے بعد حضرت جی دامت برکاتہم کی دعا اور توجہ کے لیے پیش کی جاتی ہے، پھر تکنیکی مرحلے آتے ہیں، کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا کام بڑی عرق ریزی سے کیا جاتا ہے اور آخرکار پرنٹنگ اور بائینڈنگ کا مرحلہ آتا ہے۔ یہ تمام مراحل بڑی توجہ اور محنت طلب ہیں جو کہ مکتبۃ الفقیر کے زیرِ اہتمام سرانجام دیے جاتے ہیں، پھر کتاب آپ کے ہاتھوں میں پہنچتی ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اشاعت کے اس کام میں ادارے سے کہیں کوئی کمی یا کوتاہی محسوس ہو یا اس کی بہتری کے لیے تجاویز رکھتے ہوں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بارگاہ ایزدی میں یہ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ ہمیں حضرت دامت برکاتہم کے ملفوظات اور کتب کی بازگشت پوری دنیا میں پہنچانے کی توفیق نصیب فرمائے اور اسے آخرت کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین بحرمت سید المرسلین ﷺ

فقیر سیف اللہ نقشبندی مجددی

مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

بیعت کے مقاصد

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بیعت کے مقاصد

آج امت مسلمہ کی زبوں حالی اس انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ جھوٹ، سچ سے اور کھوٹا، کھرے سے بالکل پیوست نظر آتا ہے۔

ع ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیے

جس طرح علم ظاہر کے علمائے حق کی صفوں میں علمائے سوء داخل ہو چکے ہیں اسی طرح علم باطن کے حامل مشائخ حق پرست کے بھیس میں نفس پرست لوگ شامل ہو چکے ہیں۔عوام الناس کی روحانی اور باطنی تنزلی کی انتہا یہاں تک ہوچکی کہ ایک طبقے نے بیعت طریقت کولازم قرار دے کر فرائض کے ترک کرنے اور شریعت وطریقت کو الگ الگ ثابت کرنے کا بہانہ بنالیا۔ضَلُّوْا فَأَضَلُّوْا

''خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔''

دوسرے طبقے نے بیعت طریقت کو بدعت وگمراہی سمجھ کر اس کی مخالفت کا بیڑا اٹھالیا۔وَیَا اَسَفیٰ

ان حالات میں اہل حق کے لیے افراط وتفریط کے شکار ان دونوں طبقوں سے چومکھی لڑائی لڑنے کے سوا چارہ نہیں، تاکہ احکام شریعت کو نکھار کر پیش کیا جائے اور حق وباطل کی حدِ فاصل کو واضح کیا جائے۔درج ذیل میں بیعت طریقت کی شرعی حیثیت کو پیش کیا جاتا ہے۔

بیعت کی تعریف:

شریعت کی کسی بات کے لیے لوگوں سے عہد لیا جائے کہ وہ اس کام کو سرانجام دیں گے، خواہ پوری شریعت کا عہد لیا جائے یا کسی خاص بات کا عہد لیا جائے، اس کو بیعت کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس امر کو بہت سے مواقع پر سرانجام دیا۔ صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم ﷺ سے چار طرح کی بیعت کی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ بیعتِ اسلام:

جب کوئی دین اسلام میں داخل ہونا چاہتا اور کفر و شرک سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہتا تو نبی اکرم ﷺ اس سے بیعت لیتے تھے۔ روایات سے ثابت ہے کہ ہجرت سے قبل حج کے موقع پر مدینہ طیبہ کے لوگ حاضر خدمت ہوکر بیعت ہوئے۔ بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانی کا تذکرہ حدیث کی معتبر کتب میں موجود ہے۔

۲۔ بیعتِ جہاد:

رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کی لڑائی کے وقت صحابہ کرامؓ سے عہد لیا تھا کہ اگر دشمن سے مقابلے کی نوبت آئی تو بھاگیں گے نہیں، بلکہ جب تک زندہ رہیں گے دشمنوں کا مقابلہ کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ (الفتح :18)

"تحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت کرتے تھے۔"

☆　حضرت سلمہؓ بن اکوع اس بیعت میں شریک تھے۔ ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے درخت (سمرہ) کے نیچے کس بات پر بیعت کی تھی؟ فرمایا: عَلَی الْمَوْتِ یعنی ہم مرجائیں گے بھاگیں گے نہیں۔ (مسند احمد: ۵۱/۴) یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ ارشاد ہوا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

(الفتح: ۱۰)

''جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔''

☆　غزوہ احزاب میں خندق کھودتے ہوئے صحابہ کرامؓ نے اشعار پڑھے:

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا

عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

''ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے بیعت کی ہے جہاد کرنے پر جب تک زندہ رہیں گے۔'' (السیرۃ الحلبیۃ: ۶۳۳/۲)

مندرجہ بالا شعر میں اس بیعت جہاد کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔　بیعتِ ہجرت:

حارث بن زیاد ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ میں یوم خندق میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ لوگوں سے ہجرت پر بیعت لے رہے تھے۔ میرا گمان ہوا کہ یہ لوگ بیعت کے لیے بلائے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس سے بھی ہجرت پر بیعت لے لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! یہ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ

میرے چچیرے بھائی حوط بن یزید ہیں (یا یزید بن حوط)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں سے بیعت نہیں لیتا۔ لوگ تو تمہاری طرف ہجرت کر کے آتے ہیں تم لوگوں کی طرف ہجرت کر کے نہ جاؤ گے...... الی آخرہ۔ اس کو احمد، ابونعیم اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

۴۔ بیعتِ توبہ (بیعت طریقت)

امت کی تعلیم کے لیے رسول اللہ ﷺ نے بعض اوقات صحابہ کرامؓ سے بعض گناہوں کے نہ کرنے پر بیعت لی۔

امام بخاری و مسلم نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت نقل کی ہے:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ صَامِتٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ: بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّ فٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَاءَ عَاقَبَهٗ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ (متفق علیہ)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میری بیعت کرو'' وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ ''اور ان کے گرد صحابہ کی ایک جماعت تھی۔'' یہاں ''اَصْحَابِهٖ'' کا لفظ اس بات کی نشان دہی کر رہا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو بیعت اسلام سے پہلے مشرف ہو چکے تھے، ان

کے دل ایمان کی دولت سے مالا مال ہو چکے تھے۔ رحمۃ للعالمین کی نظر رحمت نے ان کو روحانیت کی ان بلندیوں تک پہنچا دیا تھا کہ امت کے اولیا ان کے مرتبہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ ان صحابہ کرام سے بیعت توبہ لی گئی۔ یہاں ذہن میں چند سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کے جوابات قلمبند کیے جاتے ہیں:

سوال نمبر 1: صحابہ کرامؓ کو ایمان کی ان بلندیوں پر پہنچنے کے بعد پھر اس بیعت کی کیا ضرورت تھی؟

جواب: ایک تو یہ امت کی تعلیم کے لیے تھی اور دوسرے گناہوں سے بچنے کے لیے (بیعتِ توبہ) تھی۔ روایت کے الفاظ **وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ** ''نہ چوری کرو گے، نہ زنا کرو گے اور نہ ہی اولاد کو قتل کرو گے'' اس پر دلالت کر رہے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ کبائر سے اجتناب کے لیے بیعت تھی۔

سوال نمبر 2: صحابہ کرامؓ کو اس بیعت کا کیا فائدہ تھا؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کا امیدوار بننا تھا۔ چنانچہ روایت کے الفاظ **فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ** ''جو کوئی تم میں سے اس عہد پر قائم رہا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے'' اس پر دلالت کر رہے ہیں۔

سوال نمبر 3: کبائر سے بچنا تو ایمان والوں کے لیے کلمہ پڑھ لینے کے بعد ویسے ہی ضروری تھا تو بیعت کے ذریعے اور وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر ان گناہوں سے بچنے کا عہد ایک فالتو عمل نظر آتا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں سورۃ الممتحنہ میں صحابیات سے بھی اس طرح کی بیعت کا تذکرہ ہے۔ وہاں نبی علیہ السلام کو ارشاد فرمایا گیا ہے: **فَبَايِعْهُنَّ**

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللہَ ''آپ انہیں بیعت کر لیجیے اور ان کے لیے استغفار کیجیے'' معلوم ہوا کہ ان گناہوں سے توبہ تو وہ لوگ گھر بیٹھ کر تنہائی میں بھی کر سکتے تھے، مگر نبی علیہ السلام سے بیعت کرنے میں ایک بے بدل فائدہ یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے بھی ان حضرات کے بارے میں استغفار کے کلمات ادا ہوتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ اِنَّ اللہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ''اور اللہ غفور اور رحیم ہے۔'' پس مغفرت اور رحمت کی بارش ہو جاتی تھی۔

قرآن پاک میں بھی اسی عنوان سے متعلقہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللہَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللہَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء: ٦٤)

اس آیت کریمہ میں فَاسْتَغْفَرُوا اللہَ ''وہ اللہ سے استغفار کرتے'' کے ساتھ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ ''ان کے لیے رسول اللہ ﷺ بھی استغفار کرتے'' بھی ہے اور آخر میں فرمایا گیا: لَوَجَدُوا اللہَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ''یہ پاتے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا'' نتیجہ یہ نکلا کہ نبی علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کرنے کا یہ فائدہ تھا کہ نبی رحمت ﷺ بھی ان کی مغفرت کے لیے استغفار کریں اور اسی کو بہانہ بنا کر ان کے گناہوں کی بخشش کر دی جائے۔ اسی بیعتِ توبہ کا نام آج ''بیعتِ طریقت'' ہے۔

سوال نمبر 4: اس بیعت توبہ کے بارے میں اور بھی روایات ہیں یا نہیں؟

جواب: اس طرح کی کئی احادیث موجود ہیں۔ مسلم شریف میں حضرت عوف رضی اللہ عنہ بن مالک اشجعی سے ایک روایت ہے اور ابن ماجہ میں بھی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے چند غریب مہاجرین سے بیعت لی کہ وہ کسی سے سوال نہ کریں گے۔ ایک

روایت میں حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے بیعت لی کہ وہ مسلمانوں کی خیر خواہی کریں گے (مسلم: ۷۵/۱) ایک روایت میں انصاری عورتوں سے بیعت لی کہ وہ میت پر بین نہیں کیا کریں گی۔(بخاری: ۲۰۳/1 بتحقیق فوادعبد الباقی) بخاری شریف کی روایت ہے کہ ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ ہم لوگ حضور اکرم ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کیا کرتے تھے۔(بخاری مع حاشیۃ السندی: ۲۴۵/۴)

سوال نمبر5: اگرچہ نبی اکرم ﷺ سے کئی طرح کی بیعتیں ثابت ہیں، مگر صحابہ کرامؓ کے زمانے میں بیعت خلافت اور بیعت جہاد کے سوا اور کسی بیعت کا ثبوت نہیں ملتا؟

جواب: اس کا الزامی جواب تو بہت آسان ہے کہ جب ایک فعل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے تو کسی اور سے نقل کرنے کی کیا ضرورت ہے، تاہم تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اور حضرت سیدنا علیؓ سے ثابت ہے۔ اسی لیے تمام اہل طریقت حضرات کے پاس مستند شجرۂ سلسلہ موجود ہے۔ خلفائے راشدین جب بیعت خلافت لیتے تھے تو اسی میں بیعت توبہ بھی شامل ہوتی تھی۔ خلیفۂ وقت کے علاوہ دوسرے صحابہ کرامؓ اس لیے بیعت نہ لیتے تھے کہ کہیں بیعتِ خلافت میں شبہ نہ پڑ جائے اور فتنہ نہ کھڑا ہو جائے، فقط صحبت پر اکتفا ہوتا تھا۔ جب خلفائے راشدین کا دور ختم ہوا اور خلافت کا معاملہ امور مملکت کے انتظام و انصرام اور نظم و نسق تک سمٹ کر رہ گیا تو سلف صالحین نے بیعت توبہ (بیعتِ طریقت) والی سنت کو زندہ کیا۔ الحمدللہ! آج بھی یہ سنت امت میں جاری و ساری ہے۔

سوال نمبر6: بیعتِ توبہ کا حکم کیا ہے یہ فرض ہے یا واجب ہے؟

جواب: نہ یہ فرض ہے نہ واجب ہے، بلکہ سنت عمل ہے۔ یہ الگ بات ہے

کہ اس سنت پر عمل کرنے سے فرائض زندہ ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 7: اگر کوئی آدمی یہ بیعت نہ کرے تو کیا ہوتا ہے؟

جواب: اس سنت کی برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِاَةِ شَهِیْدٍ

(مشکاۃالمصابیح ص: ۳۰، الترغیب والترھیب: ۸۰/۱)

''جس نے فسادِ امت کے وقت میں میری ایک سنت پر عمل کیا اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہوگا۔''

سوال نمبر 8: کیا ہر عالم اور صوفی یہ بیعت لے سکتا ہے؟

جواب: جس طرح نبی اکرم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو خلافت سپرد فرمائی اسی طرح باطنی نعمت بھی منتقل فرمائی۔

اس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ سلسلہ آگے چلا اور آج تک اولیائے امت میں یہ نعمت سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔ پس بیعت صرف وہ شخص لے سکتا ہے جس نے کسی ولی اللہ کی صحبت میں رہ کر نعمت باطنی حاصل کی ہو اور ان بزرگوں نے انہیں اس کام پر مامور کیا ہو۔ جو آدمی ازخود بیعت لینا شروع کر دے اس کی مثال ''ٹپکے کے آم'' کی سی ہے جس کے نسب کا پتہ نہیں ہوتا۔ پس ایسے شخص سے بیعت نہ کرنی چاہیے۔

سوال نمبر 9: کیا کوئی عورت بھی یہ بیعت لے سکتی ہے؟

جواب: اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ عورت ولایت کے اعلیٰ سے اعلیٰ ترین مراتب تک پہنچ سکتی ہے، مگر شریعت نے رشد و ہدایت کے منصب کی ذمہ داریاں اس کے

نازک کندھوں پر نہیں ڈالیں۔ اس لیے کبھی کوئی عورت نبی نہیں بنائی گئی گو کہ اسے نبیوں کی ماں ہونے کا شرف نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت کا بوجھ مردوں کے کندھوں پر رکھا، اس لیے انبیا علیہم السلام کی وراشت بھی مردوں ہی کے سپرد کی گئی۔ پس کوئی بھی عورت بیعت نہیں لے سکتی۔

سوال نمبر 10: کیا بیعت کے لیے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کلمات پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: ہاتھ میں ہاتھ دے کر کلمات پڑھنا سنت ہے، اس پر ضرور عمل کرنا چاہیے۔ اگر لوگ بہت زیادہ ہوں تو چادر پھیلا کر سب اسے پکڑ لیں۔ یہ بھی عمل نبوی ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت پتھر چھوٹا تھا۔ اٹھانے کی سعادت حاصل کرنے والے زیادہ تھے تو نبی علیہ السلام نے اسے اپنی چادر میں رکھ دیا اور سب لوگوں نے چادر پکڑ کر حجر اسود کو اٹھایا۔ (سیرۃ ابن ھشام: ۲۰۹/۱) اگر مجمع اس سے بھی زیادہ ہو تو فقط کلمات پڑھا کر نیت کر کے بیعت لی جا سکتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے مجاہدین سے اسی طرح جہاد پر بیعت لی۔ (دیکھیے: اسد الغابہ: 6/۴)

سوال نمبر 11: کیا عورتیں بھی ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کریں؟

جواب: ہرگز نہیں، نبی علیہ السلام کی عادتِ شریفہ تھی کہ عورتوں کو پردے میں بغیر ہاتھ مس کیے بیعت فرماتے تھے۔ ایک روایت میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا مَسَّ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهٖ امْرَاَةً قَطُّ اِلَّا اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهَا فَاِذَا اَخَذَ عَلَيْهَا وَاَعْطَتْهُ قَالَ: اِذْهَبِيْ فَقَدْ بَايَعْتُكِ

(اخرجه البخاری و مسلم و ابوداود، جامع الاصول: ۲۵۸/۱)

”حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ بوقتِ بیعت رسول اکرم ﷺ نے کسی

عورت کا ہاتھ نہیں پکڑا، بلکہ ایک کپڑا پکڑوا دیتے اور (وعظ و تلقین کے بعد) ارشاد فرماتے کہ جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی۔''

سوال نمبر 12: بچوں کی بیعت کا کیا جواز ہے؟

جواب: مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو بیعت کے لیے لایا گیا، عمر سات آٹھ سال ہوگی، پس نبی اکرم ﷺ ان کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکرائے اور پھر بیعت کی۔ (مسلم، رقم: ۲۱۴۶)

سوال نمبر 13: کیا غائبانہ بیعت بھی کی جا سکتی ہے؟

جواب: جس طرح نبی علیہ السلام نے صلح حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے صحابہ کرامؓ سے بیعت لی تو اس وقت حضرت عثمان غنیؓ کو بھی غائبانہ بیعت میں شامل کیا حالانکہ وہ تو اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے۔ لہذا غائبانہ بیعت کا ثبوت ملتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۸۷، سیرت ابن ھشام)

سوال نمبر 14: کیا خط کے ذریعے یا ٹیلی فون پر بیعت کی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! جب غائبانہ بیعت ثابت ہے تو خط کے ذریعے بیعت اسی میں شامل ہے، ٹیلی فون کے ذریعے بیعت تو بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

سوال نمبر 15: کیا ایک وقت میں کئی حضرات سے بیعت کی جا سکتی ہے؟

جواب: نہیں! ایک وقت میں ایک ہی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیے۔ جگہ جگہ بیعت کرنے والے کی مثال چمچے کے مانند ہے جو طرح طرح کے کھانوں میں ڈوبا رہتا ہے، مگر ذائقے سے محروم رہتا ہے۔

ع یک ''دست'' گیر محکم بگیر

سوال نمبر16: کیا ایک شیخ کی وفات کے بعد کسی دوسرے شیخ سے بیعت کرنا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں! اگر تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کا حصول نہیں ہوا تو تجدید بیعت ضروری ہے۔ مثلاً: ایک طالب علم کسی قاری صاحب سے قرآن پاک پڑھ رہا ہو اور وہ قاری صاحب فوت ہو جائیں تو طالب علم قرآن پاک پڑھنا بند نہیں کرتا، بلکہ کسی دوسرے استاد سے پڑھنا اور قرآن پاک مکمل کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ البتہ جن حضرات کو نسبت کی بشارت مل چکی ہو انہیں تجدید بیعت کرنا ضروری نہیں۔

سوال نمبر17: جو لوگ بیعت کے مخالف ہیں کیا انہوں نے یہ حدیثیں نہیں پڑھیں؟

جواب: پڑھی تو یقیناً ہوں گی، مگر سمجھی نہیں، ورنہ اتنے واضح مسنون عمل پر یوں اعتراض نہ کرتے۔ بیعتِ طریقت کی مخالفت کرنے والوں کا حال چند الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ (یونس:39)

''ایسے کلام کو جھٹلانے لگے جس کے علم کا ابھی تک انہوں نے احاطہ بھی نہیں کیا۔''

سوال نمبر18: بیعتِ طریقت کی غرض وغایت کیا ہوتی ہے؟

جواب: بیعت کے اغراض ومقاصد وضاحت سے بیان کیے جاتے ہیں:

ا۔ نہ اس میں کشف وکرامات کا حاصل ہونا ضروری ہے۔

۲۔ نہ قیامت میں بخشوانے کی ذمہ داری ہے۔

۳۔ نہ دنیاوی کاموں میں کامیابی مثلاً: غلبہ ہو، مقدمات فتح ہوں وغیرہ ضروری ہے۔

۳۔ نہ تصرفات لازم ہیں کہ گناہ کا خیال ہی نہ آئے۔

۴۔ نہ ایسی محویت کا حاصل ہونا لازمی ہے کہ اپنے پرائے کی خبر نہ ہو۔

۵۔ نہ ہی رنگوں اور انوار کا نظر آنا ضروری ہے۔

۶۔ نہ ہی عمدہ خوابوں کا نظر آنا ضروری ہے۔

بلکہ اصل مقصد تو شریعت کے احکام پر چل کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔

سوال نمبر 19: بیعت کی افادیت کے لیے عقلی دلائل پیش کریں؟

جواب: تین دلائل سے یہ بات واضح کی جاتی ہے۔

☆ جس طرح ایک نوجوان فوج میں ملازمت اختیار کرے اور وردی پہن کر کسی جگہ ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہو تو ہر آدمی اس کی عزت کرتا ہے اور اس کی بات مانتا ہے۔ اس کی عزت فوج کی عزت اور اس کی ذلت فوج کی ذلت سمجھی جاتی ہے۔ کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ تم کس قبیلے یا خاندان سے ہو؟ فوج کی نسبت اور وردی کی عزت کام آتی ہے۔ اسی طرح جو شخص مشائخ طریقت سے بیعت ہو جاتا ہے اس کو سلسلہ کے بزرگوں سے روحانی تعلق نصیب ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت کے ہاں اس نسبت کی وجہ سے اس کی عزت وقدر بڑھ جاتی ہے۔

☆ دو اینٹیں ایک ہی جگہ بن کر تیار ہوئیں۔ ایک کو مسجد کے فرش میں لگا دیا گیا۔ دوسری کو بیت الخلا میں لگا دیا گیا۔ ایک کا مرتبہ اتنا بڑھا کر وہاں پیشانی ٹیکتے پھرتے ہیں اور دوسری کا مرتبہ اتنا گرا کہ بیت الخلا میں ننگے پاؤں جانا گوارا نہیں کرتے۔ یہ نسبت تھی۔ اچھی نسبت نے عزت بخشی اور بری نسبت ذلت کا باعث بنی۔ اسی طرح جو شخص مشائخ طریقت سے بیعت ہو جاتا ہے اسے اچھی نسبت مل جاتی ہے اللہ رب

العزت کے ہاں اس کا اکرام ہوتا ہے۔

☆ قرآن پاک پر اگر ایک سادہ گتہ جلد کی شکل میں چڑھا دیا جائے تو اگرچہ اس پر کوئی آیت یا کوئی لفظ نہیں لکھا ہوا ہوتا۔ اس کے باوجود فقہا نے مسئلہ لکھا ہے کہ جس طرح آیات لکھے ہوئے صفحات کو بے وضو ہاتھ نہیں لگا سکتے اسی طرح اس گتے کو بھی بے وضو نہیں چھو سکتے۔ کہنے کو وہ گتہ ہے مگر قرآن پاک کے ساتھ یک جان ہونے سے اس کا مرتبہ بڑھ گیا۔ سبحان اللہ!

جو شخص مشائخ طریقت سے بیعت کے ذریعے جڑ جاتا ہے اسے بھی ان اہل اللہ سے نسبت رکھنے کی وجہ سے عزت نصیب ہوتی ہے۔ انشاء اللہ اسی نسبت کی وجہ سے رحمت و کرم کا معاملہ ہوگا۔ بقول شخصے:

عمل کی اپنے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت مرا تو بس آسرا یہی ہے

سوال نمبر 20: ایک آدمی بیعت کے کلمات تو پڑھ لیتا ہے مگر زندگی نہیں بدلتا تو کیا فائدہ......؟

جواب: گو ایسے شخص نے بیعت سے پورا فائدہ تو حاصل نہ کیا، مگر بالکل خالی بھی نہ رہا کم از کم دو فائدے ضرور ملے۔: ایک تو یہ کہ بیعت کے وقت جو توبہ کے کلمات پڑھے اس کی برکت سے انشاء اللہ پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ مشائخ طریقت نے احادیث کی روشنی میں کہا ہے کہ جو آدمی سچے دل سے بیعت کے کلمات پڑھ لیتا ہے، سو سال کا کافر اور مشرک کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بھی معاف کر دیتا ہے۔ سر سے اتنے بڑے بوجھ کا دور ہو جانا معمولی بات تو نہیں ہے۔ دوسرا

فائدہ یہ ہوگا کہ موت کے وقت جب دنیا کا تعلق کمزور ہو جاتا ہے اور آخرت کے احوال سامنے کھلنے لگ جاتے ہیں اس وقت یہ نسبت کام آتی ہے۔ گنہگار سہی، مگر موت، ایمان اور اسلام پر آتی ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ انکشافِ آخرت کے ساتھ دنیا کا ہوش جمع ہو سکتا ہے۔ فرعون نے آخرت کی جھلکی دیکھی، مگر اسے بنی اسرائیل کے حالات یاد تھے کہنے لگا: اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ (یونس ۹۰) ممکن ہے اسی لیے حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ نے فرمایا کہ جس قلب پر یہ انگلی لگ گئی (یعنی ”اللہ اللہ“ کی نسبت مل گئی) اسے ذکر کے سوا موت نہیں آ سکتی۔

خلاصۂ کلام:

بیعتِ طریقت کرنے سے انسان کو اپنے مشائخ سلسلہ کے واسطہ سے نبی اکرم ﷺ کے قلب مبارک سے ایک روحانی تعلق نصیب ہو جاتا ہے۔ وضاحت کے لیے دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ ایک آدمی نیا گھر بنوائے، خوب سجائے، وائرنگ کروائے، فانوس لگوائے، مگر اس کے فانوس میں اس وقت تک روشنی نہیں آ سکتی جب تک کہ وہ وائرنگ کا کنکشن پاور ہاؤس سے نہ جوڑے۔ اسی طرح انسان جب دل کے فانوس کا کنکشن سلسلہ کے مشائخ کی وائرنگ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک سے جوڑتا ہے جو رحمتوں کا خزینہ ہے تو پھر سالک کے دل میں روشنی آتی ہے۔ انوار و برکات نبی علیہ السلام کے قلب مبارک سے مشائخ کے قلوب سے ہوتے ہوئے سالک کے قلب میں آتے ہیں۔

2۔ ایک ٹرین کئی ڈبوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ ایک اور ڈبہ جوڑ دیا جائے تو جہاں ٹرین پہنچے گی، وہ ڈبہ بھی پہنچ جائے گا۔ یوں سوچیے کہ سلسلہ کے مشائخ ٹرین کے مانند، نبی اکرم ﷺ اس ٹرین کے انجن کے مانند اور سالک اس سے جڑنے والے ڈبے کے مانند ہے۔ یہ ٹرین اللہ کی رضا والے اسٹیشن پر جا رہی ہے اگر یہ ڈبہ جڑا رہے گا تو جہاں انجن منزل پر پہنچے گا اس تھرڈ کلاس ڈبے کو بھی منزل پر پہنچنا نصیب ہوگا۔

ع لذیذ بود حکایت دراز تر گفتیم

آمدم برسر مطلب، وہ حضرات جو اب تک بیعت کے متعلق شکوک وشبہات کا شکار رہے ہیں انہیں چاہیے کہ اس سعادتِ عظمٰی کے حصول میں دیر نہ لگائیں، بلکہ کسی جامع الشریعت والطریقت ہستی سے اپنے باطنی رشتے کو جوڑیں۔ حقیقت یہی ہے کہ آج کے پرفتن دور میں کسی شیخ کامل کے ذریعے سلسلے میں داخل ہونے والے کی مثال وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (آل عمران:۹۷) ''اور جو اس میں داخل ہوا امن پا گیا'' کا مصداق ہے۔

ع شاید کہ ترے دل میں اتر جائے میری بات

نسبت کیا ہے؟

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

نسبت کیا ہے؟

ایک چیز کا دوسری چیز سے کوئی خصوصی تعلق قائم ہو جانا ''نسبت'' کہلاتا ہے۔ گویا نسبت ایک چیز کے دوسری چیز سے انمٹ اور گہرے تعلق اور لگاؤ کو کہتے ہیں۔ اس تعلق اور لگاؤ کی وجہ سے اشیا کی قدر و قیمت بدل جاتی ہے۔لہٰذا جب کسی ادنیٰ چیز کی نسبت کسی اعلیٰ چیز سے ہوتی ہے تو اس ادنیٰ چیز کا مقام بھی بلند ہو جاتا ہے۔ہم اپنی روزمرہ زندگی میں بہت سی ایسی مثالیں دیکھتے ہیں۔

نسبت کی وجہ سے رتبے میں فرق:

ایک کارخانے میں دو اینٹیں تیار ہوئیں۔کسی آدمی نے خرید کر ایک کو مسجد کے صحن میں لگا دیا اور دوسری کو بیت الخلاء میں لگا دیا۔ اینٹیں ایک جیسی ، بنانے والا ایک آدمی، قیمت بھی ایک جیسی، لگانے والا بھی ایک آدمی، لیکن ایک کو نسبت مسجد سے ہوگئی جبکہ دوسری کو نسبت بیت الخلاء سے ہوگئی۔جس کی نسبت بیت الخلاء سے ہوئی، وہاں ہم ننگا پاؤں رکھنا بھی پسند نہیں کرتے اور جس کی نسبت بیت اللہ (مسجد) سے ہوئی وہاں ہم اپنی پیشانیاں ٹیکتے پھرتے ہیں۔ دونوں کے رتبے میں فرق کیوں ہوا؟ سچ بات یہی ہے کہ نسبت نے دونوں میں فرق پیدا کر دیا۔

مسجد کی عظمت:

دیکھیے! زمین تو سب کی سب اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے، لیکن پوری زمین کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل کرنے کا وعدہ نہیں فرمایا۔البتہ زمین کا وہ ٹکڑا جسے ہم مسجد بنا دیں،

یعنی جو اللہ کا گھر بن جائے، زمین کے جس ٹکڑے کو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ نسبت ہو جائے تو علماء کرام نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن دنیا کی تمام مسجدوں کو بیت اللہ کے ساتھ شامل کر کے بیت اللہ کو جنت کا حصہ بنا دیا جائے گا، حالانکہ یہ وہی زمین تھی جس پر مسجد بننے سے پہلے لوگ جوتوں سمیت گزرتے تھے اور جانور گزرتے پیشاب، پاخانہ کر دیتے تھے، مگر اللہ کے نام کے ساتھ نسبت مل جانے کی وجہ سے اس کی عظمت بڑھ گئی، آخرت میں یہ جنت کا حصہ بن جائے گی۔

قرآن مجید کے گتے کا رتبہ:

فقہا نے مسئلہ لکھا ہے کہ اگر آپ قرآن مجید پر ایک گتہ جوڑ دیں اس طرح کہ وہ قرآن مجید کا جزو بن جائے تو اب جس طرح لکھے ہوئے کاغذ کو آپ بے وضو نہیں چھو سکتے اسی طرح اس گتے کو بھی بے وضو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔کوئی آدمی اگر یہ کہے کہ گتے پر قرآن مجید نہیں لکھا ہوا، گتہ اور چیز ہے اور جن کاغذوں پر قرآن لکھا ہوا ہے وہ اور چیز ہیں تو فقہا اس کا جواب دیں گے کہ گتہ تو واقعی غیر چیز تھی، جنس غیر تھی، مگر سلائی کے ذریعے سے قرآن کے ساتھ یہ جڑ گیا، لہذا اس ایک جان ہونے کی نسبت کے صدقے اللہ تعالیٰ نے گتے کو بھی وہ مقام دے دیا کہ اب ہم اس گتے کو بھی بے وضو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔

ایک درخت سے جنت کا وعدہ:

استوانہ حنانہ کھجور کا ایک درخت تھا، جس کو نبی علیہ السلام کے ساتھ محبت تھی۔ نبی علیہ السلام اس کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا تو نبی علیہ

السلام نے اس پر بیٹھ کر خطبہ دینا شروع کیا تو وہ درخت نبی علیہ السلام کی جدائی میں بچوں کے مانند سسکیاں لے لے کر رونے لگا۔ علما نے لکھا ہے کہ چونکہ اس درخت کو نبی علیہ السلام کے ساتھ نسبت ہوگئی تھی اس لیے اس کے ساتھ جنت کا وعدہ کردیا گیا۔

کتے کا جنت میں داخلہ:

اصحاب کہف کے ساتھ ایک کتا چل پڑا تھا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے انسانی شکل دے کر جنت عطا فرمادیں گے۔ نیکوں کے ساتھ نسبت حاصل ہونے سے اگر کتے کو جنت مل سکتی ہے تو اگر مومن اللہ والوں کے ساتھ نسبت پکی کرلے گا تو اس کی نجات کیوں نہیں ہوگی؟

اونٹنی جنت میں:

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے بارے میں بھی مفسرین نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بھی جنت عطا فرمائیں گے۔ حالانکہ دنیا کے دوسرے اونٹ جنت میں نہیں جائیں گے، مگر اس کو چونکہ حضرت صالح علیہ السلام سے نسبت ہے اس لیے اس کو بھی جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرمادیا۔

تابوتِ سکینہ کا تذکرہ:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ بقرہ میں ایک جگہ تذکرہ فرماتے ہیں کہ دو فرشتے ایک بہت بڑا صندوق لے کر حضرت طالوت علیہ السلام کے پاس آئے۔ فرمایا: فِيْهِ سَكِيْنَةٌ (البقرۃ: ۲۴۸) "اس میں سکینہ ہے"۔ سکینہ اس رحمت، برکت اور نور کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ پر ارشاد

فرماتے ہیں: اَنْـزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ (التوبۃ: ۴۰) ''اللہ نے اپنے رسول کے اوپر سکینہ کو نازل کردیا''۔ اللہ تعالیٰ نے اس صندوق کے لیے بھی سکینہ کا لفظ استعمال کیا اور ارشاد فرمایا: فِیْـهِ سَکِیْـنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُـمْ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّـا تَـرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَ اٰلُ هٰـرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِکَةُ کہ اس میں رحمت، برکت اور نور تھا اور آل موسیٰ اور آل ہارون کی جو بچی ہوئی چیزیں تھیں وہ اس میں موجود تھیں۔ معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کے بچے ہوئے تبرکات میں اللہ تعالیٰ نے سکینہ کو رکھ دیا تھا۔

پس ثابت ہوا کہ نسبت نصیب ہو جانے سے کسی بھی چیز کی قدر بدل جاتی ہے۔ اس لحاظ سے انسان کی زندگی میں نسبت کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ انسان اپنی زندگی میں نہ صرف اچھی نسبت قائم کرے، بلکہ نسبتوں کا لحاظ رکھے اور ان کی قدر کرے تو اس کے فوائد وثمرات کو وہ دنیا وآخرت میں دیکھ سکتا ہے۔ اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں اور اللہ والوں کے حالات پڑھیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ نسبت کا مقام کیا ہے؟

نسبت کا مقام

حضرت یوسف علیہ السلام کے نزدیک نسبت کا مقام:

جس کو کسی سے نسبت ہو جاتی ہے وہ اپنی نسبت کی لاج رکھا کرتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس قحط کے زمانے میں ایک لڑکا غلہ لینے کے لیے آیا۔ آپ نے اس کو کچھ غلہ دے دیا۔ اس کے بعد اس نے آپ کو کوئی بات بتائی تو آپ اتنے خوش ہوئے کہ اس کو اور زیادہ غلہ دیا اور انعامات واعزازات کے ساتھ رخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: اے میرے پیارے پیغمبر! آپ نے اس لڑکے کا

اتنا زیادہ اکرام کیوں کیا؟ عرض کیا: رب کریم! میں نے تو ابتدا میں اس کو وہ حصہ دیا جو بنتا تھا، لیکن اس نے مجھے بتایا کہ میں وہ لڑکا ہوں جس نے بچپن میں آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی تھی۔ اس بات کو سن کر میرے دل میں محبت تڑپ اٹھی کہ یہ وہ لڑکا ہے جس نے بچپن میں میری پاکدامنی کی گواہی دی تھی۔ آج یہ بے حال ہو کر میرے پاس کچھ لینے کے لیے آیا ہے، میں کیوں نہ اس گواہی کی وجہ سے اس کا اکرام کروں۔ اس لیے اے اللہ! میں نے اس کا اکرام کیا، میں نے اس کو وہ کچھ دیا جو میرے اختیار میں تھا۔ رب کریم نے وحی نازل فرمائی: اے میرے پیغمبر! جس نے آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی آپ نے اس کو اتنا کچھ دیا جو آپ دے سکتے تھے، آپ نے وہ کچھ کیا جو آپ کی شان کے مطابق تھا، یاد رکھیے! جو بندہ دنیا میں میری الوہیت کی گواہی دے گا، میری ربوبیت کی گواہی دے گا، جب وہ میرا بندہ قیامت کے دن میرے سامنے آئے گا تو میں پروردگار بھی وہ کچھ دوں گا جو میری شان کے مطابق ہوگا۔ سبحان اللہ!

حضرت آدم علیہ السلام کے نزدیک نسبت کا مقام:

اللہ تعالیٰ نسبت کی برکات سے بندے کی دعائیں قبول کرتے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام دنیا میں اتارے گئے تو آپ نے دو سو سال یا تین سو سال تک اللہ رب العزت کے حضور بہت عاجزی اور آہ و زاری کی، اتنا روئے کہ اگر آنسوؤں کو جمع کر دیا جائے تو وہ پانی ندی اور نالے کی طرح بہنا شروع کر دے۔ بالآخر حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے اس کے محبوب ﷺ کا واسطہ دیا اور عرض کیا: اے اللہ! میں آپ کے محبوب ﷺ کی نسبت سے دعا

مانگتا ہوں، یا اللہ! میری توبہ قبول فرمالیجیے۔ پروردگار عالم نے توبہ تو قبول فرمالی، مگر ساتھ ہی پوچھا: اے میرے پیارے آدم! آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ میرے اتنے مقرب اور محبوب ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! جب میں جنت میں تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' میں پہچان گیا کہ جس ہستی کا نام آپ کے نام کے ساتھ ہے وہ آپ کی محبوب ہستی ہوگی۔ اس لیے میں نے آپ کی اس محبوب ہستی کا تصور کر کے آپ سے دعا مانگی ہے۔ سبحان اللہ! اس کے بعد وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور تمہاری اولاد میں سے ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کیے جاتے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اس نسبت کی برکت کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی چاہت ہوگی کہ مجھے آدم کے بجائے ان (نبی آخر الزماں ﷺ) کی نسبت سے پکارا جائے۔ چنانچہ علما نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں ''ابو محمد'' کی کنیت سے پکارا جائے گا۔ سبحان اللہ! آدم علیہ السلام کے دل کی تمنا ہوگی کہ میری اولاد میں سے جس کی نسبت کی برکت سے میری توبہ قبول ہوئی ہے مجھے جنت میں اسی کے نام کے ساتھ پکارا جائے۔

لمسِ نبوی ﷺ کی برکات:

ایک مرتبہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں۔ اسی اثناء میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کو اپنی صاحبزادی سے بہت محبت تھی، بیٹیاں تو ویسے ہی لختِ جگر ہوتی ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ و

السلام نے دیکھا تو فرمایا: فاطمہ! ایک روٹی میں بھی بنا دوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بھی آٹے کی ایک روٹی بنادی اور فرمایا کہ تنور میں لگا دو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ روٹی تنور میں لگا دی۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جب روٹیاں لگا کر فارغ ہوگئیں تو کہنے لگیں: ابوجان! سب روٹیاں پک گئی ہیں، مگر ایک روٹی ایسی ہے کہ جیسی لگائی گئی تھی ویسے ہی لگی ہوئی ہے۔ اس پر آگ نے کوئی اثر نہیں کیا۔ نبی علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا کہ جس آٹے پر میرے ہاتھ لگ گئے ہیں اس پر آگ اثر نہیں کرے گی۔ سبحان اللہ!

ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر گیا۔ میں کھانا کھا رہا تھا، انہوں نے اپنی باندی سے کہا کہ تولیہ لاؤ۔ جب وہ تولیہ لائی تو دیکھا کہ میلا کچیلا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کو غصے کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ جاؤ اسے صاف کر کے لاؤ۔ فرماتے ہیں کہ وہ بھاگ کر گئی اور جلتے ہوئے تنور کے اندر تولیے کو پھینک دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے وہ تولیہ تنور سے باہر نکالا تو بالکل صاف ستھرا تھا۔ وہ گرم گرم تولیہ میرے پاس لائی۔ میں نے ہاتھ صاف کر لیے، مگر حضرت انسؓ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ مسکرائے اور کہنے لگے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ میرے گھر دعوت پر تشریف لائے تھے۔ میں نے یہ تولیہ محبوب ﷺ کو ہاتھ مبارک صاف کرنے کے لیے دیا تھا۔ جب سے محبوب ﷺ نے ہاتھ مبارک صاف کیے ہیں آگ نے اس تولیے کو جلانا چھوڑ دیا ہے، جب یہ تولیہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسے تنور میں ڈال دیتے ہیں، آگ میل کچیل کو کھا لیتی ہے اور ہم صاف تولیے کو باہر نکال لیتے ہیں۔ سبحان اللہ! جس چیز کو نبوت کے ہاتھ لگ گئے تو اس نسبت کی برکت سے

آگ نے اس کو جلانا چھوڑ دیا۔

سب سے بہترین زمانہ:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خَیۡرُ الۡقُرُوۡنِ قَرۡنِیۡ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے۔ پھر کون لوگ؟ ثُمَّ الَّذِیۡنَ یَلُوۡنَهُمۡ پھر وہ جو اِن سے ملے ہوئے ہیں۔ ثُمَّ الَّذِیۡنَ یَلُوۡنَهُمۡ ان کے بعد پھر وہ جو اِن سے ملے ہوئے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام کے زمانے کو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے ساتھ ایک نسبت ہے۔ وہ ایسا زمانہ ہے کہ بعض مفسرین کے نزدیک وَالۡعَصۡرِ کہہ کر اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کے اس دور کی قسم کھائی۔ نبی اکرم ﷺ کی عمر کی قسم کھائی لَعَمۡرُکَ اے محبوب! مجھے قسم ہے آپ کی عمر کی۔ لَا اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ مجھے قسم ہے اس شہر کی وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ اور میرے محبوب! آپ اس شہر میں اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ یہ قسمیں کھانے کی وجہ یہ تھی کہ ان چیزوں کو اللہ کے محبوب ﷺ سے ایک نسبت ہوگئی تھی۔ سبحان اللہ!

حکیم ترمذیؒ کا سبق آموز واقعہ:

حکیم ترمذیؒ کو اللہ تعالیٰ نے دین کا بھی حکیم بنایا تھا اور دنیا کی بھی حکمت دی تھی۔ ترمذ کے رہنے والے تھے۔ اس وقت دریا آمو کے بالکل کنارے پر ان کا مزار ہے۔ آپ وقت کے ایک بہت بڑے محدث بھی تھے اور طبیب بھی۔ اللہ رب العزت نے آپ کو حسن و جمال اتنا دیا تھا کہ دیکھ کر دل فریفتہ ہو جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو باطنی حسن و جمال بھی عطا کیا ہوا تھا۔ اللہ رب العزت نے ان کو اپنے علاقے میں قبولیت عامہ تامہ عطا کر رکھی تھی۔

آپ عین جوانی کے وقت ایک دن اپنے مطب میں بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی

اور اس نے اپنا چہرہ کھول دیا۔ وہ بڑی حسینہ جمیلہ تھی۔ کہنے لگی کہ میں آپ پر فریفتہ ہوں، بڑی مدت سے موقع کی تلاش میں تھی، آج تنہائی ملی ہے آپ میری خواہش پوری کریں۔ آپ کے دل پر خوفِ خدا غالب ہوا تو رو پڑے۔ آپ اس انداز سے روئے کہ وہ عورت نادم ہو کر واپس چلی گئی۔ وقت گزر گیا اور آپ اس بات کو بھول گئے۔

جب آپ کے بال سفید ہو گئے اور کام بھی چھوڑ دیا تو ایک مرتبہ آپ مصلے پر بیٹھے تھے۔ ایسے ہی آپ کے دل میں خیال آیا کہ فلاں وقت جوانی میں ایک عورت نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ اس وقت اگر میں گناہ کر بھی لیتا تو آج توبہ کر لیتا۔ لیکن جیسے ہی دل میں یہ خیال گزرا تو رونے بیٹھ گئے۔ کہنے لگے: اے رب کریم! جوانی میں تو یہ حالت تھی کہ میں گناہ کا نام سن کر اتنا رویا کہ میرے رونے سے وہ عورت نادم ہو کر چلی گئی تھی، اب میرے بال سفید ہو گئے تو کیا میرا دل سیاہ ہو گیا؟ اے اللہ! میں تیرے سامنے کیسے پیش ہوں گا۔؟ اس بڑھاپے کے اندر جب میرے جسم میں قوت ہی نہیں رہی تو آج میرے دل میں گناہوں کا خیال کیوں پیدا ہوا؟

روتے ہوئے اسی حال میں سو گئے۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ پوچھا: حکیم ترمذی! تو کیوں روتا ہے؟ عرض کیا: اے اللہ کے محبوب ! جب جوانی کا وقت تھا، جب شہوات کا دور تھا، جب قوت کا زمانہ تھا، جب اندھے پن کا وقت تھا، اس وقت تو خشیتِ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ گناہ کی بات سن کر میں اتنا رویا کہ وہ عورت نادم ہو کر چلی گئی۔ لیکن اب جب بڑھاپا آیا ہے تو اے اللہ کے محبوب! میرے بال سفید ہو گئے، لگتا ہے کہ میرا دل اس قدر سیاہ ہو گیا ہے کہ میں سوچ رہا تھا کہ میں اس عورت کی خواہش پوری کر دیتا اور بعد میں توبہ کر لیتا۔ میں اس لیے آج بہت

پریشان ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ’’یہ تیری کمی اور قصور کی بات نہیں، جب تو جوان تھا تو اس زمانے کو میرے زمانے سے قرب کی نسبت تھی۔ ان برکتوں کی وجہ سے تیری کیفیت اتنی اچھی تھی کہ گناہ کی طرف خیال ہی نہ گیا۔ اب تیرا بڑھاپا آ گیا ہے تو میرے زمانے سے دوری ہوگئی ہے اس لیے اب دل میں گناہ کا وسوسہ پیدا ہو گیا تھا‘‘۔

نسبت کے احترام سے ولایت ملنے واقعہ:

حضرت جنید بغدادیؒ اپنے وقت کے شاہی پہلوان تھے۔ بادشاہِ وقت نے اعلان کروا رکھا تھا کہ جو شخص ہمارے پہلوان کو گرائے گا اس کو بہت زیادہ انعام دیا جائے گا۔ سادات کے گھرانے کا ایک آدمی بہت کمزور اور غریب تھا، نان شبینہ کو ترستا تھا۔ اس نے سنا کہ وقت کے بادشاہ کی طرف سے اعلان ہو رہا ہے کہ جو ہمارے پہلوان کو گرائے گا ہم اسے اتنا زیادہ انعام دیں گے۔ اس نے سوچا کہ جنید کو رستمِ زماں کہا جاتا ہے۔ میں اسے گرا تو نہیں سکتا، مگر میرے گھر میں غربت بہت زیادہ ہے۔ مجھے پریشانی بھی بہت ہے اور سادات میں سے ہوں اس لیے کسی کے آگے جا کر اپنا حال بھی نہیں کھول سکتا، چلو میں مقابلہ کی کوشش کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے جنیدؒ سے کشتی لڑنے کا اعلان کر دیا۔ وقت کا بادشاہ بہت حیران ہوا کہ اتنے بڑے پہلوان کے مقابلے میں ایک کمزور سا آدمی! بادشاہ نے اس شخص سے کہا کہ تو شکست کھا جائے گا۔ اس نے کہا کہ نہیں میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ مقابلے کے لیے دن متعین کر دیا گیا۔ بادشاہ وقت بھی کشتی دیکھنے کے لیے آیا۔ جب دونوں پہلوانوں نے پنجہ آزمائی شروع کی تو وہ سید

صاحب کہتے ہیں: جنید! تو رستم زماں ہے، تیری بڑی عزت ہے، تجھے بادشاہ سے روزینہ ملتا ہے، لیکن دیکھ لے میں سادات میں سے ہوں، غریب ہوں، میرے گھر میں اس وقت پریشانی اور تنگی ہے، آج اگر تو گر جائے گا تو تیری عزت پر وقتی طور پر حرف آئے گا، لیکن میری پریشانی دور ہو جائے گی۔ اس کے بعد اس نے کشتی کرنا شروع کر دی۔ جنیدؒ حیران تھے کہ اگر چاہتے تو بائیں ہاتھ کے ساتھ اس کو نیچے پٹخ سکتے تھے، مگر اس نے نبی اکرم ﷺ کی قرابت کا واسطہ دیا تھا۔ یہ محبوب ﷺ کی نسبت تھی جس سے جنید کا دل پسیج گیا تھا۔ دل نے فیصلہ کیا کہ جنید! اس وقت عزت کا خیال نہ کرنا، تجھے محبوب ﷺ کے ہاں عزت مل جائے تو تیرے لیے یہی کافی ہے۔ چنانچہ تھوڑی دیر پنجہ آزمائی کی اور اس کے بعد جنیدؒ خود ہی چت ہو گئے اور وہ کمزور آدمی ان کے سینے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے ان کو گرا لیا۔ بادشاہ نے کہا کہ نہیں کوئی وجہ بن گئی ہوگی، لہذا دوبارہ کشتی کروائی جائے۔ چنانچہ دوبارہ کشتی ہوئی، جنیدؒ پھر خود ہی گر گئے اور اسے اپنے سینے پر بٹھا لیا۔ بادشاہ بہت ناراض ہوا، اس نے جنید کو بہت زیادہ لعن طعن کی حتیٰ کہ اس نے کہا: جی چاہتا ہے کہ جوتوں کا ہار تیرے گلے میں ڈال کر پورے شہر میں پھرا دوں، تو اتنے کمزور آدمی سے ہار گیا۔ آپ نے وقتی ذلت کو برداشت کر لیا۔ گھر آ کر بتایا تو بیوی بھی پریشان ہوئی اور باقی اہل خانہ بھی پریشان ہوئے کہ تو نے اپنی عزت کو آج خاک میں ملا دیا۔ مگر جنیدؒ کا دل مطمئن تھا۔

رات کو سوئے تو خواب میں اللہ کے محبوب ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جنید! تو نے ہماری خاطر یہ ذلت برداشت کی ہے، یاد رکھنا کہ ہم تیری عزت کے ڈنکے دنیا میں بجا دیں گے۔ چنانچہ وہ جنید بغدادی جو ظاہری پہلوان

تھے اللہ رب العزت نے اسے روحانی دنیا کا پہلوان بنا دیا۔ آج جہاں بھی تصوف کی بات کی جائے گی جنید بغدادیؒ کا تذکرہ ضرور کیا جائے گا۔

ایک بندی اور بندے کی معافی:

ایک آدمی کی بیوی سے کوئی غلطی ہوئی، نقصان کر بیٹھی۔ اگر وہ چاہتا تو اسے سزا دے سکتا تھا، اگر وہ چاہتا تو اسے طلاق دے کر گھر بھیج سکتا تھا، کیونکہ وہ حق بجانب تھا۔ تاہم اس آدمی نے یہ سوچا کہ میری بیوی نقصان تو کر بیٹھی ہے، چلو میں اس اللہ کی بندی کو معاف کر دیتا ہوں۔ کچھ عرصہ بعد اس شخص کی وفات ہوگئی۔ کسی کو خواب میں نظر آیا، خواب دیکھنے والے نے پوچھا کہ سناؤ! آگے کیا معاملہ بنا؟ کہنے لگا کہ اللہ رب العزت نے میرے اوپر مہربانی فرمادی۔ اس نے پوچھا: وہ کیسے؟ کہنے لگا کہ ایک مرتبہ میری بیوی غلطی کر بیٹھی تھی۔ میں چاہتا تو سزا دے سکتا تھا، مگر میں نے اس کو اللہ کی بندی سمجھ کر معاف کر دیا۔ پروردگار عالم نے فرمایا کہ تو نے اسے میری بندی سمجھ کر معاف کر دیا، جا میں تجھے اپنا بندہ سمجھ کر معاف کر دیتا ہوں۔

امام رازیؒ کے نزدیک بسم اللہ کی برکت:

امام رازیؒ نے ایک عجیب بات لکھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تم ایمان والوں کو کشتی میں لے کر بیٹھو اور اس کے بعد پڑھنا: ''بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا '' لہٰذا جب کشتی کو چلانا ہوتا تو وہ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا پڑھتے اور کشتی چل پڑتی اور جب روکنا ہوتا تو فرماتے: بِسْمِ اللّٰهِ مُرْسٰهَا اس سے کشتی رک جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن پاک کی آیت بنا دیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰهَا اس آیت کے تحت امام رازیؒ نے ایک عجیب نکتہ لکھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم بسم اللہ پڑھ کر اس کشتی کو چلاؤ اور روکو بھی۔ لہذا بسم اللہ پڑھ کر اس کشتی کو چلاتے بھی تھے اور اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے طوفان سے اس کشتی کی حفاظت بھی فرمائی۔ وہ یہاں فرماتے ہیں کہ سوچنے کی بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بسم اللہ کے دو لفظ عطا فرمائے اور ان دو لفظوں کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی سرپرستی میں ان کی پوری امت کو اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے طوفان سے محفوظ فرمالیا، تو ہم بھی امید کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی سرپرستی میں امت محمدیہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عطا کردی۔ اس کی برکت سے جہنم کی آگ سے بچا کر جنت عطا فرمادیں گے۔ سبحان اللہ! چونکہ نبی علیہ السلام کے ساتھ امت کو ایک نسبت حاصل ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس امت کی بھی حفاظت فرمائیں گے۔

سلف صالحین اور نسبت کا خیال

سلف صالحین نسبتوں کا بڑا اکرام فرماتے تھے۔ اس کی بھی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

باسی روٹی کی نسبت:

ایک بزرگ کے سامنے جب بھی دسترخوان پر روٹیاں رکھی جاتیں تو وہ ٹھنڈی روٹی پہلے کھاتے اور گرم روٹی بعد میں۔ کسی نے کہا: حضرت! جب ٹھنڈی اور گرم دونوں قسم کی روٹیاں موجود ہوں، جی تو چاہتا ہے کہ گرم روٹی پہلے کھائیں، کیونکہ ٹھنڈی روٹی تو ٹھنڈی ہوچکی ہوتی ہے اس لیے وہ بعد میں کھانی چاہیے۔ مگر اللہ والوں کی نگاہ

کہیں اور ہوتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: نہیں یہ ٹھنڈی اور گرم دونوں میرے سامنے ہوتی ہیں، میں ان پر نظر دوڑاتا ہوں اور اپنے دل سے پوچھتا ہوں کہ اے دل! تیرا جی چاہتا ہے کہ گرم روٹی کھا کر لطف اٹھائے، مگر سوچ تو سہی کہ ٹھنڈی روٹی پہلے پکی اس لیے اس کو نبی علیہ السلام کے زمانے سے قرب کی نسبت زیادہ حاصل ہے اور گرم روٹی بعد میں پکی اس لیے اس کو دور کی نسبت ہے۔ لہذا میں قرب کی نسبت والی روٹی پہلے کھاتا ہوں اور بعد والی روٹی کو بعد میں کھاتا ہوں۔ اندازہ لگایئے کہ دستر خوان پر بیٹھے ہوئے ان چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ سے جو نسبت ہوتی تھی اللہ والے اس نسبت کا بھی خیال فرماتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک نسبت کا مقام:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مشاہرہ (تنخواہ) کم متعین فرمایا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا مشاہرہ زیادہ متعین فرمادیا۔ حضرت زیدؓ نبی اکرم ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ جب مشاہرہ متعین ہوگیا تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پوچھا: ابا جان! علم وفضل میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑھا دیا، مگر آپ نے اسامہ کا مشاہرہ مجھ سے زیادہ متعین فرمایا ہے؟ حضرت عمرؓ نے جواب ارشاد فرمایا: بیٹے! اللہ کے محبوب ﷺ کو اسامہ تیری بنسبت زیادہ پیارا تھا اور اسامہ کا باپ تیرے باپ سے زیادہ رسول اکرم ﷺ کو پیارا تھا اس لیے میں نے اسامہ کا مشاہرہ زیادہ مقرر کیا ہے۔ اللہ اکبر!

بعض مشائخ کا معمول:

ہمارے بعض مشائخ کا معمول رہا ہے کہ اگر ان کے ہاں کوئی صاحب نسبت بزرگ مہمان آتے تو وہ ان کا کھانا اپنے سر پر اٹھا کر لے جاتے تھے، حالانکہ ہاتھوں میں بھی اٹھا کر لے جاسکتے تھے، مگر نسبت کے اکرام کی وجہ سے وہ صاحب نسبت بزرگ کا کھانا اپنے سر پر اٹھا کر لے جاتے تھے۔

صاحبِ نسبت بزرگ کے تحفے کا اکرام:

دو بزرگ صاحب نسبت تھے۔ ان کی آپس میں محبت بہت زیادہ تھی۔ ان میں سے ایک بزرگ دوسرے بزرگ سے ملنے کے لیے گئے۔ سوچا کہ میں ان کے پاس کوئی تحفہ لے جاؤں۔ کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے: تَهَادُوْا تَحَابُّوْا ''تم ایک دوسرے کو ہدیہ دو محبت بڑھے گی'' (کنز العمال، رقم: ۱۵۰۵۵) چنانچہ سوچا کہ میں کیا لے کر جاؤں، کیونکہ کچھ پاس بھی نہیں تھا، مگر دل میں اخلاص تھا۔ اس لیے دل میں خیال آیا کہ جنگل میں سے لکڑیاں کاٹ کر لے جاؤں۔ چنانچہ لکڑیاں کاٹیں، ان کا گٹھا بنایا اور سر پر اٹھا کر لے چلے کہ میں اپنے ایک بھائی کو تحفہ دینے کے لیے جا رہا ہوں۔ انہوں نے یہ تحفہ گھر بھجوا دیا اور اپنے اہل خانہ کو وصیت کی، یہ ایک صاحب نسبت بزرگ کا تحفہ ہے۔ جب میں مر جاؤں تو میری میت کے غسل کا پانی ان لکڑیوں سے گرم کیا جائے۔ سبحان اللہ!

نسبت کے احترام پر گناہوں کی بخشش:

کعب احبار رضی اللہ عنہ وہ صحابی تھے جو علمائے بنی اسرائیل میں سے تھے۔

انہوں نے بعد میں اسلام قبول کرلیا۔ انہیں دو پیغمبروں پر ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ دنیا میں بھی سعادت ملی اور قیامت کے دن بھی ان کو دوہرا اجر ملے گا۔

وہب بن منبہؒ ان کا عمل نقل کرتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو ان کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ آخری صف میں نماز پڑھیں۔ جبکہ دوسرے لوگ دوڑ دوڑ کر پہلی صف میں جاتے، کیونکہ پہلی صف کے اجر اور اس کی فضیلت کے بارے میں احادیث میں بتایا گیا ہے۔ان کے شاگردوں نے جب ان کا یہ عمل دیکھا تو پوچھا: حضرت! دوسرے لوگ تو پہلی صف کے لیے کوشش کرتے ہیں اور آپ پہلی صف کی کوشش نہیں کرتے، پچھلی صف میں ہی کھڑے ہوکر نماز پڑھ لیتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت کعبؓ نے فرمایا کہ میں نے تورات اور اس کے علاوہ باقی آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے کہ امت محمدیہ ﷺ میں سے بعض ایسے بندے ہوں گے جو اپنے پروردگار کو اتنے مقبول ہوں گے کہ جہاں کھڑے ہوکر وہ نماز پڑھیں گے ان کے پیچھے اقتدا کرنے والے جتنے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سب کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میرے نیک بھائی سب آگے ہوں، ممکن ہے کہ کسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمادیں۔

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین کے ہاں نسبت کی بہت قدر ہوا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اچھی نسبت بنانے کی اور نسبت کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نورِ نسبت کے حصول کے ذرائع

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

نورِ نسبت کے حصول کے ذرائع

اللہ تعالیٰ نے نورِ نسبت کے حصول کی استعداد اور صلاحیت ہر انسان میں رکھی ہے۔ ہر شخص اس کو حاصل کر سکتا ہے، لیکن طلب اور محنت اس کے لیے شرط ہے۔ نبوت تو عطائی چیز ہے، لیکن نورِ نسبت ایک کسبی چیز ہے۔ جو بندہ بھی صدق دل سے اس کے لیے محنت کرے، اسے حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: ۲۹)

''جو بندہ بھی ہمارے لیے محنت کرتا ہے اسے ہم اپنے راستے دکھا دیتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ جو بندہ بھی نورِ نسبت کے حصول کی تمنا رکھتا ہے اور اس کے لیے کوشش کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا۔ اولیائے کرام اور مشائخ عظام اس کے حصول کے لیے ہماری رہنمائی فرماتے ہیں۔ کچھ ذرائع ایسے ہیں جن کو اختیار کرنے سے اس نعمت کا حصول جلدی اور آسان ہو جاتا ہے اور کچھ رکاوٹیں ایسی ہیں جو اس کے حاصل ہونے میں مانع رہتی ہیں۔ طالبین کی رہنمائی کے لیے دونوں کا ذکر کیا جاتا ہے، لیکن ان اوامر و نواہی کے اختیار کرنے سے پہلے بھی ایک چیز ہے جو حصولِ نسبت کے لیے ضروری ہے وہ ہے ''طلبِ صادق''۔

طلبِ صادق اور ہمت:

☆ حصولِ نسبت کے لیے سب سے پہلے طلبِ صادق اور ہمت کا ہونا ضروری ہے کہ ہر کام سے پہلے اس کا مضبوط داعیہ پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

طلبِ صادق مرکب ہے دو حروف سے ''طلب'' اور ''صادق''۔ ایک تو طلب ہو اور وہ بھی صادق ہو۔ سب سے پہلا کام طلب ہے کہ کسی چیز کی پہلے طلب ہوتی ہے پھر کوشش ہوتی ہے پھر حصول ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا تو بغیر طلب کے نہیں مل سکتی، خدا طلبی اور بلا طلبی یہ کیسے ممکن ہے؟ یاد رکھیں! دنیا کی سب چیزیں بغیر طلب کے مل سکتی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ بغیر طلب کے نہیں مل سکتے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

اَنُلْزِمُکُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ (هود: ۲۸)

''کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم ہدایت کو تمہارے اوپر منڈھ دیں جب کہ تم اسے نہ چاہتے ہو۔''

لہذا سب سے پہلے تو بندے میں حصولِ نسبت کی طلب ہونی چاہیے۔

پھر یہ کہ طلب ''صادق'' ہونی چاہیے۔ صادق سے مراد طلب میں خلوص نیت ہو کہ طالب خالص اللہ کی رضا حاصل کرنے کی نیت رکھتا ہو، اس کی نیت میں کسی قسم کا جلی یا خفی فتور واقع نہ ہو۔ جیسے ایک طالب علم کسی بزرگ کے پاس کافی عرصہ تک رہا اور اسے فائدہ نہ ہوا۔ ایک دن اس نے اپنے شیخ سے شکایت کی کہ حضرت! میں آپ کے پاس مدتوں رہا، لیکن میرے قلب کی حالت درست نہیں ہوئی۔ شیخ نے دریافت فرمایا کہ درستگی سے تمہارا کیا مقصود ہے؟ اس نے جواب دیا کہ حضرت! جو نعمت آپ سے ملے گی اسے دوسروں تک پہنچاؤں گا۔ شیخ نے فرمایا کہ بس اسی نیت کی ہی تو ساری خرابی ہے، تم نے پہلے ہی پیر بننے کی ٹھان رکھی ہے تمہیں فائدہ کیا ہو؟ اس بیہودہ خیال کو دل سے نکال دو اور یہ نیت کرو کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور بندگی بجالانے کا طریقہ آجائے۔

طلبِ صادق کے ساتھ پھر ہمت بھی ضروری ہے۔ ہمت سے مراد مضبوط قوتِ

ارادی کا ہونا ہے یعنی مصمم ارادہ ہو۔اب ایک شخص تمنا تو بہت رکھتا ہو، لیکن کچھ کرنے کی ہمت ہی نہ کرتا ہو تو خالی تمنا سے تو کچھ نہیں بن سکتا۔نسبت مع اللہ جیسی مہتم بالشان چیز کے حصول کے لیے بہت ہی مستقل مزاجی کی ضرورت ہے۔ بندہ لوہے کا لنگوٹ باندھ کر محنت اور مجاہدے میں لگ جائے کہ یہ انسان کے ذمے ہے، البتہ نتیجہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ بزرگوں نے یہ لکھا ہے کہ ''جب تک سالک، ہالک نہ بنے اسے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔'' یعنی اس میں اتنی جواں ہمتی ہو کہ وہ اس کام میں اپنے آپ کو ہلاک کرنے کے درپے ہو جائے۔

ایک اور بزرگ فرماتے ہیں کہ ''تصوف اضطراب کا دوسرا نام ہے، اضطراب نہ رہا تو تصوف نہ رہا۔'' یعنی انسان کو ہر وقت ایک فکر مضطرب کرتی رہے کہ میرا ہر ہر لمحہ اللہ کی یاد اور اللہ کے حکموں کے مطابق گزر جائے جو وقت اس کا اس اضطراب سے خالی گزرا گویا وہ تصوف کی پٹڑی سے اتر گیا۔

ایک دفعہ ایک صاحب حضرت عبدالقادر رائپوریؒ کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوئے۔ان کی خانقاہ پر کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ ہر وقت ذکر اذکار، نماز، تلاوت اور مراقبات میں مشغول ہیں۔یہ منظر دیکھ کر انہوں نے اپنے احباب سے ذکر کیا کہ یہ چکی تو ہم سے نہ پیسی جائے گی۔حضرت اس سے مطلع ہوگئے یا کسی نے عرض کر دیا تو ان کی اصلاح کے لیے محفل میں فرمانے لگے:

> ''دوست یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے حصے کی پڑیا بنی بنائی رکھی ہے مل جائے گی، جیب میں ڈال کر واپس آ جائیں گے، مگر یہاں بغیر محنت کے کچھ نہیں ہوسکتا۔''

کچھ دنوں کے بعد پھر ان کو اطلاع ملی کہ فلاں صاحب یہاں کی شب و روز کی محنت کو دیکھ کر گھبراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنی محنت کون کرے؟

آپ نے پھر بڑے جوش سے فرمایا:

''اگر کوئی گھر آپ کو ایسا معلوم ہو جہاں دو روٹیاں پکی پکائی مل جاتی ہوں تو میں بھی ٹوکری پکڑ کر آپ کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوں، تاکہ کچھ حاصل کرسکوں۔ دوست بار بار چکی پیسنے کی شکایت کرتے ہیں، میں تو کہتا ہوں کہ چکی پیسنے کا مرحلہ تو بہت دیر بعد کی بات ہے پہلے تو زمین کو جوتنا ہے، اچھا بھلا بیج گھر سے نکال کر کھیت میں بکھیرنا ہے پھر پانی لگانا ہے اور جب پک جائے تو اب کاٹنا ہے، گاہنا ہے اور غلہ بھوسہ سے الگ کرنا ہے، اس کے بعد چکی پیسنے کی باری آتی ہے۔ چکی پیس کر آٹا بنانے کے بعد اسے مشقت سے گوندھنا بھی ہے اور پھر اسے پکانے کا انتظام بھی کرنا ہے۔ پکنے کے بعد اب روٹی کو توڑ کر منہ میں لے جانے اور نگلنے کی مشقت بھی کرنی ہے، ان ساری کوششوں کے بعد اگر ہضم ہو جائے تو محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے، ورنہ قے ہو کر باہر بھی آسکتا ہے۔''

کسی دوست نے عرض کیا کہ حضرت! ماں بچے پر کتنی شفیق ہوتی ہے کہ سوئے ہوئے بچے کو اٹھا کر دودھ پلاتی ہے، مشائخ تو ماؤں سے بھی زیادہ شفیق ہوتے ہیں ان سے تو اس قسم کی امیدیں باندھی جاسکتی ہیں۔ اس پر حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا:

''بھئی! ماں کا کام تو اتنا ہی ہوتا ہے کہ چھاتی بچہ کے منہ میں ڈال دے اب اگر بچے میں ہی اتنی اہلیت نہ ہو کہ وہ ہونٹ ہلا کر چوس لے اور اپنے پیٹ میں ڈال لے تو اس میں ماں کا کیا قصور ہے یا اس کی شفقت میں کیا کمی ہے؟''

معلوم ہوا کہ طلب صادق اور ہمت اس راستے کی اولین شرط ہے۔ کم ہمتی اور سستی کا

علاج کسی پیر کے پاس نہیں ہے۔ سستی کا علاج چستی ہے۔ نقشبندی نسبت تو ایسی اقرب نسبت ہے کہ مشائخ نے لکھا ہے کہ اس میں سوائے سالک کی اپنی سستی کے اور کوئی چیز رکاوٹ ہے ہی نہیں۔ اور یہ جو عوام میں ایک خیال پایا جاتا ہے کہ اہل دل حضرات تصرف کر کے جس کو بھی باطنی دولت سے نوازنا چاہیں نواز سکتے ہیں یہ خام خیالی ہے۔ بزرگانِ دین کے جو اس قسم کے واقعات منقول ہیں ان کی صحت میں تو کوئی اشکال نہیں ہے کہ کسی صاحبِ باطن نے اپنی یا طالب کی کسی خاص کیفیت کی بنا پر جو بعض اوقات مجاہدے کے قائم مقام بن جاتی ہے باذن خداوندی کسی کو باطنی نسبت یا کوئی حال عطا کیا ہو، لیکن یہ واقعات نادر ہیں اور عمومی ضابطہ نہیں ہیں۔ عمومی ضابطہ یہی ہے کہ بندے کو محنت و کوشش کرنی پڑتی ہے۔ شیخ کی توجہ اس کی معاون اور رہنما بنتی ہے۔

باطن کی صفائی:

اس نعمت کے حاصل کرنے کا عزم بالجزم جب کرلیا تو اگلا مرحلہ ہے کہ اپنے باطن کو صاف کیا جائے۔ اس باطن کی صفائی کے دو عوامل ہیں: ایک تو یہ کہ پہلے سے موجود گندگی سے اس کو پاک کیا جائے اور دوسرا یہ کہ مزید ہر قسم کی آلائشوں کے آجانے سے اس کو بچایا جائے۔ پہلے سے موجود گندگی کو دھونے کے لیے ہم حصول نسبت کے ذرائع کو اختیار کرتے ہیں اور مزید آلائشوں سے حفاظت کے لیے اس کی رکاوٹوں سے ہم خبردار رہتے ہیں۔ جب ان دونوں باتوں کا انتظام کرلیں گے تو پھر نسبت کا نور ہمارے اندر جگمگانے لگے گا۔

حصولِ نسبت کے ذرائع

ہر سالک جو نسبت حاصل کرنے کی تمنا رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مندرجہ ذیل باتوں پر پابندی سے عمل کرنے کی کوشش کرے، اللہ رب العزت سے امید ہے کہ وہ جلد ہی اپنی مراد کو پہنچے گا۔

ا۔ وضو پر مداومت:

پاکیزگی اور طہارت اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (البقرۃ: ۲۲۲)

''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''دین کی بنیاد پاکی پر ہے۔'' (احیاء علوم الدین ص ۱/۲۶۳)

ایک اور جگہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

''طہارت نصف ایمان ہے۔'' (کنز العمال، رقم: ۲۶۷۹۵)

نسبت کا نور حاصل کرنے کے لیے شرطِ اول پاکیزگی ہے۔ تصوف و سلوک کی ساری محنت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ باطن کو پاک صاف کیا جائے، لیکن اس کی ابتدا ظاہری پاکیزگی سے شروع ہوتی ہے۔ جو سالک جس قدر ظاہری طہارت کا اہتمام کرے گا اس کا عکس اس کے باطن پر پڑے گا، جس سے باطن کی صفائی کا معاملہ آسان ہو جائے گا۔ اسی لیے مشائخ طریقت سالکین کو ہمیشہ باوضو رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مومنین کو ہمیشہ باوضو رہنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے، فرمایا:

''استقامت و پختگی اختیار کرو اور کاہل نہ بنو اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر نماز ہے اور وضو کی محافظت بجز مومن کے اور کوئی نہیں کرتا۔''

(کنز العمال، رقم: ۵۲۷۴)

ایک اور جگہ فرمایا: اَلْوُضُوْءُ سَلَاحُ الْمُؤْمِنِ ''وضو مومن کا ہتھیار ہے۔''

(دروس للشیخ عائض القرنی)

مزید فرمایا کہ وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (کنز العمال، رقم: ۲۶۰۴۲)

نبی علیہ السلام ہر وقت باوضو رہتے تھے، بلکہ آپ ﷺ تو وضو کا اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے تیمم فرمایا، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ سامنے پانی موجود ہے، آپ وہاں جا کر وضو فرما لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ معلوم نہیں وہاں تک پہنچ پاؤں گا یا نہیں (یعنی موت نہ آ جائے) اس لیے میں نے تیمم کر لیا۔

(مشکوۃ ص ۰۵۴)

امام غزالیؒ فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنے قلبی احوال پر نظر ڈالو تو تمہیں وضو سے پہلے اور وضو کے بعد کی حالت میں واضح فرق نظر آئے گا اور یہ بات بار بار مشاہدہ کی گئی ہے کہ جو سالک بھی اپنے سونے جاگنے، کھانے پینے اور معمولاتِ شب و روز میں وضو کا اہتمام کرتا ہے اس کی قلبی کیفیات میں بہت جلد ترقی ہوتی ہے۔ وضو کی برکت سے ایک نور اور سکینہ اس کے دل پر نازل ہوتی ہے، جو مومن کو جمعیتِ قلب عطا کرتی ہے اور وساوسِ شیطانیہ سے بچنے میں معاون ثابت ہوتی ہے، اسی لیے تو وضو کو مومن کا ہتھیار کہا گیا ہے۔

حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ اپنے مریدین کو تلقین فرماتے تھے کہ ہر وقت باوضو

رہنے کی مشق کریں۔ ایک مرتبہ آپ مطبخ میں تشریف لائے تو مہمانوں کے سامنے دستر خوان بچھایا جا چکا تھا۔ آپ نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا:

''فقیرو! ایک بات دل کے کانوں سے سنو، جو کھانا تمہارے سامنے رکھا گیا ہے اس کی فصل جب کاشت کی گئی تو وضو کے ساتھ، پھر جب اس کو پانی لگایا گیا تو وضو کے ساتھ، اس کو کاٹا گیا تو وضو کے ساتھ، گندم کو بھوسے سے جدا کیا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر گندم کو چکی میں پیس کر آٹا بنایا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس آٹے کو گوندھا گیا تو وضو کے ساتھ، پھر اس کی روٹی پکائی گئی تو وضو کے ساتھ، وہ روٹی آپ کے سامنے دستر خوان پر رکھی گئی وضو کے ساتھ، کاش کہ آپ لوگ اس کو کھا بھی وضو کے ساتھ لیتے!''

۲۔ دوامِ ذکر (وقوفِ قلبی):

ظاہری طہارت کے ساتھ دل کی طہارت بھی ضروری ہے۔ ہمارا مقصود اللہ تعالیٰ سے تعلق بنانا اور اللہ تعالیٰ کو دل میں بسانا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کسی ایسے دل میں آنا پسند نہیں کرتے جو گند خانہ بنا ہوا ہو، لہذا دل کی صفائی ضروری ہے، تاکہ دل ذکر اللہ سے منور ہو جائے اور اس میں معرفت الٰہی کی استعداد پیدا ہو جائے، اس کے لیے وقوفِ قلبی کی مشق بتائی جاتی ہے۔ وقوفِ قلبی یہ ہے کہ ہر گھڑی، ہر آن یہ رکھنا ہے دھیان کہ میرا دل کر رہا ہے ''اللہ اللہ''۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ (النساء: ۱۰۳)

''اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد طالبین اور محبین پر ہر حال میں فرض ہے۔

''وقوفِ قلبی'' میں اسی بات کی مشق کی جاتی ہے کہ انسان کا کوئی لمحہ بھی اللہ کی یاد سے غفلت میں نہ گزرے۔ انسانی فطرت تو یہ ہے کہ دل ہر وقت کسی نہ کسی سوچ اور فکر میں لگا ہوتا ہے۔ وقوفِ قلبی میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ لایعنی سوچوں سے دل کو ہٹا کر یادِ الٰہی میں لگایا جائے۔ شروع میں یہ کام ذرا مشکل لگتا ہے، لیکن مسلسل توجہ اور محنت سے آسان ہو جاتا ہے۔ پھر تو یہ حال ہو جاتا ہے کہ انسان تو کام کاج میں مصروف ہوتا ہے، لیکن دل اللہ کی یاد میں مشغول ہوتا ہے۔ اسے کہتے ہیں ''دست بکار دل بیار''۔

جب ذکر کی کثرت کی جاتی ہے تو ذکر دل میں قرار پکڑ جاتا ہے، اس کے بعد انسان کو اللہ تعالیٰ کا ایک دائمی حضور نصیب ہو جاتا ہے، کیونکہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِي ''جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۱۴/۱) ایسے شخص کی روحانی ترقی کا کیا عالم ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی نصیب ہو جائے، وہ شخص اللہ کے ذکر سے غذا اور قوت پاتا ہے اور قربِ الٰہی کے سفر پر ہر آن گامزن رہتا ہے، حتیٰ کہ واصل باللہ ہو کر ایک حیاتِ جاوداں سے شرف یاب ہو جاتا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ وقوفِ قلبی بارگاہِ حضرتِ حق تک پہنچنے کا چور دروازہ ہے۔ جو سالکین اس کے لیے کوشش کرتے ہیں اور اپنے دل کی مسلسل نگہداشت کرتے ہیں وہ بہت جلد نسبت کے نور سے شرف یاب ہو جاتے ہیں۔

۳۔ اسباق کی پابندی:

سالک جب کسی شیخ سے بیعت ہوتا ہے تو شیخ اسے کچھ اسباق و معمولات بتاتے

ہیں، جن پر باقاعدگی سے عمل کرنے سے سالک وصول الی اللہ کی منزلیں طے کرنے لگتا ہے۔ اس کی زندگی میں خود بخود ایک اسلامی، ایمانی اور قرآنی انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ محبتِ الٰہی اس طرح انگ انگ میں سما جاتی ہے کہ آنکھ کا دیکھنا، زبان کا بولنا اور پاؤں کا چلنا بدل جاتا ہے۔ سالک یوں محسوس کرتا ہے کہ میرے اوپر منافقت اور دورنگی کا غلاف چڑھا ہوا تھا جو اتر گیا ہے اور اندر سے ایک سچا اور سُچا انسان نکل آیا ہے۔ اگر وہ باقاعدگی سے شیخ کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق ان اسباق کو کرتا رہے تو بہت جلد نسبت کی نعمت حاصل کر لیتا ہے۔

سالکین کو چاہیے کہ وہ اسباق کو باقاعدگی سے کرتے رہیں اور کسی بھی صورت میں معمولات کا ناغہ نہ کریں، تاکہ بیعت وارادت کا جو مقصد ہے وہ حاصل ہو جائے۔ اللہ جزائے خیر دے ہمارے مشائخ کو کہ انہوں نے اسباق کا ایسا نصاب بنا دیا ہے کہ ہر ہر سبق پر سالک کی خاص باطنی کیفیات کو عروج نصیب ہوتا ہے، حتیٰ کہ ایک وقت آتا ہے کہ وہ صاحبِ نسبت بن جاتا ہے۔

بعض سالکین برسوں کسی شیخ کے ساتھ منسلک رہتے ہیں، لیکن نسبت کا نور حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ وجہ یہ ہوتی ہے کہ اسباق کی پابندی نہیں ہوتی۔ دنیا کا ہر کام کریں گے، لیکن اسباق و معمولات کے لیے ان کے پاس فرصت نہیں ہوتی۔ ان اسباق کو معمولی نہ سمجھیں، بلکہ ان کی اہمیت کو سمجھیں۔ ان کا فائدہ مند ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسے دو اور دو چار ہونے کا یقین ہے۔ دنیا کے کروڑوں انسانوں نے ان کو آزمایا اور انہیں مجرب پایا ہے۔ اب اگر کوئی اسباق کی پابندی ہی نہ کرے اور شکایت کرے کہ ہمیں بیعت سے کوئی فائدہ نہیں ہوا تو اس میں شیخ کا کیا قصور ہے؟ اس کی مثال تو

ایسے مریض کی سی ہے جو کسی بہت بڑے ڈاکٹر سے نسخہ تو لکھوا لے، لیکن جیب میں ڈالے پھرے اور استعمال نہ کرے۔ بھلا جیب میں رکھا ہوا نسخہ کیسے فائدہ دے سکتا ہے جب تک کہ اسے استعمال نہ کیا جائے۔ اس لیے ان اسباق کو اس طرح اپنے اوپر لازم کر لیں جیسے روزانہ غذا کھانا لازم ہے۔ غذا (کھانا) کھانے سے بدن کو قوت ملتی ہے تو ان اسباق سے روح کو قوت ملتی ہے۔

۴۔ مجاہدۂ نفس:

نفس انسانی خواہشات ولذات کا دلدادہ ہوتا ہے۔ یہ تو یہی چاہتا ہے کہ عیش وعشرت میں پڑا رہے اور خواہشات کے پیچھے لگا رہے۔ اگر اس کی خواہشات بلا روک ٹوک پوری ہوتی رہیں تو نفس موٹا اور قوی ہو جاتا ہے، لیکن روح کمزور ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان عالمِ امر کے انوارات کو جذب کرنے کی صلاحیت سے محروم رہ جاتا ہے۔ لہذا مشائخ تصوف سالکین کو مجاہدات اور ریاضات کی بھٹی سے گزارتے ہیں تاکہ رذائلِ نفس کی اصلاح ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (اعلیٰ ۱۴)

''تحقیق وہ فلاح پا گیا جس نے (اپنے نفس کا) تزکیہ کیا۔''

ایک اور جگہ پر فرمایا:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىo فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى

(النّٰزعٰت: ۴۰، ۴۱)

''اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا، اور اپنے نفس کو خواہشات سے

رو کا، پس اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔''

جس طرح کوئی مریض کسی ڈاکٹر کے پاس علاج کروانے جائے تو ڈاکٹر اسے دوا بھی دیتا ہے اور کچھ چیزوں سے پرہیز بھی بتاتا ہے۔ اگر مریض دوا تو استعمال کرے لیکن پرہیز نہ کرے تو شفا کا ملنا مشکل ہے۔ اسی طرح ایک سالک کے لیے ذکر اذکار اور اسباق و معمولات مثل دوا کے ہیں اور مجاہدات نفس مثل پرہیز کے ہیں۔ اگر وہ اسباق تو کرتا رہے، لیکن پرہیز نہ کرے تو نسبت کا حصول دشوار ہوگا۔ جس طرح ڈاکٹر پرہیز میں مریض کو بعض ایسی غذاؤں سے بھی روک دیتا ہے جو ایک تندرست آدمی کے لیے قوت بخش اور مفید ہوتی ہیں، اسی طرح سالک کو شیخ بعض اوقات مجاہدہ نفس کے طور پر بعض ایسی مباح چیزوں سے بھی روک دیتا ہے جو اگرچہ شریعت میں حلال اور جائز ہوتی ہیں۔

مجاہدۂ نفس کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ قلتِ طعام　۲۔ قلتِ منام

۳۔ قلتِ کلام　۴۔ قلتِ اختلاط

قلتِ طعام:

قلتِ طعام کا مطلب ہے کم کھانا۔ کم کھانا اور بھوکا رہنا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اور اولیائے امت کا شعار رہا ہے۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

''تفکر کرنا نصف عبادت ہے اور کم کھانا پوری عبادت ہے۔'' (احیاء علوم : ۵ /۲۸۷)

ایک اور جگہ پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ افضل وہ ہے جو بہت تفکر کرے اور بہت بھوکا رہے اور اللہ کا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو بہت کھائے پیے اور زیادہ سوئے۔''

(احیاء علوم : ۲۸۷/۵)

نیز نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص پیٹ بھر لیتا ہے اسے آسمان کی بلندی کی طرف راستہ نصیب نہیں ہوتا۔''

(احیاء علوم:۲۸۶/۵)

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: زیادہ کھا پی کر اپنے دل کو مردہ نہ بناؤ، اس لیے کہ دل کھیت کے مانند ہے اور زیادہ پانی سے بھی کھیت مردہ ہو جاتا ہے۔'' (احیاء علوم : ۵ /۲۸۸)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شکم سیری کی نسبت بھوکا رہنا زیادہ پسندیدہ ہے، اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ دل روحانی طور پر تروتازہ رہتا ہے اور انوارات الٰہیہ کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اولیائے امت قربِ الٰہی کے حصول کے لیے اپنے پیٹ کو ہلکا پھلکا رکھتے تھے اور اس سلسلے میں ان کے مجاہدات اس قدر عجیب ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے۔ آج کل چونکہ عام طور پر لوگوں کے قویٰ کمزور ہیں، لہٰذا سالکین کو متقدمین کی طرز پر بھوکا رہنے کی ہدایت نہیں کی جاتی، بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ زیادہ کھا اور زیادہ محنت کر۔ لیکن اس کھانے میں مندرجہ ذیل ہدایات کا خیال رکھیں:

☆ اعتدال کے ساتھ کم کھائیں، نہ تو اتنا کم کھائیں کہ کمزوری ہو اور نہ اتنا زیادہ کھائیں کہ ڈکاریں ہی آتی رہیں۔

☆ اس وقت کھائیں جب خوب بھوک لگ جائے اور ابھی کچھ بھوک باقی ہو تو ہاتھ کھینچ لیں۔

☆ کھانے کے لیے وہ چیزیں استعمال کریں جو بدن کو قوت دینے والی ہوں، تاکہ طاعات پر قدرت حاصل ہو سکے۔ محض لذتِ دہن (مزے) کے لیے

مت کھائیں۔

☆ چٹور پن چھوڑ دیں، مطلب یہ کہ چٹ پٹی اور فضول چیزیں محض تفریحاً نہ کھائیں۔

☆ کھانا کھاتے وقت وقوفِ قلبی کا بہت خیال رکھیں اور کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے آگے روئیں کہ یا اللہ! میں مجبور تھا (بھوکا تھا اس لیے کھایا)، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کھانے میں آپ کو معذوروں میں شمار کریں۔

قلتِ منام:

قلتِ منام کا مطلب ہے کم سونا۔ زیادہ سونا انسان کی غفلت اور بے فکری کو ظاہر کرتا ہے۔ حکما کہتے ہیں کہ زیادہ سونے میں (یہ نقصان ہے کہ) زیادتیٔ غفلت، قلتِ عقل، نقصان ذہن اور قساوتِ قلب پائی جاتی ہے۔ نیز یہ کہتے ہیں کہ زیادہ سونے سے عمر کم ہو جاتی ہے۔ فرض کریں! جو بندہ دن رات میں آٹھ گھنٹے سوتا ہے اور اس کی عمر اگر ساٹھ سال ہے تو گویا بیس سال اس نے سونے میں ضائع کر دیے اور اس کی عمر چالیس سال رہ گئی۔ اسی لیے نیند کو موت کی بہن کہا گیا ہے، کیونکہ اس میں بھی بندے پر ایک عارضی غفلت طاری ہو جاتی ہے۔

نیند کو کم کرنے اور زیادہ جاگنے سے ملکوتِ آسمانی کے مکشوفات ہوتے ہیں۔ بعض علما فرماتے ہیں کہ طویل شب بیداری کے بعد غلبۂ نیند میں مکاشفہ، مشاہدہ اور قربت اور ورود حاصل ہوتا ہے اور ابدال کی صفت یہ ہے کہ ان کا کھانا فاقہ (کے بعد ہوتا ہے) اور ان کی نیند غلبہ (کے بعد ہوتی ہے) اور ان کا کلام ضرورت (کے مطابق

ہوتا) ہے۔

بہر حال اولیائے امت نے تقلیلِ منام میں بھی خوب خوب مجاہدہ کیا۔ کسی نے چالیس چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی، کسی نے چالیس سال کے بعد اپنا بستر ہی لپیٹ دیا، کسی نے ٹانگیں سیدھی کر کے لیٹنا ہی چھوڑ دیا۔ یہ سب مجاہدے برحق ہیں اور اہلِ ہمم نے اس میں اپنی اپنی ہمتیں دکھائی ہیں **فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنٰفِسُوْنَ** لیکن آج کل مشائخ اس درجے کے مجاہدوں کی تلقین نہیں کرتے، بلکہ ہدایت کرتے ہیں کہ اعتدال سے کام لیں اور جاگنے میں اپنی بدنی ضروریات کو بھی ملحوظ رکھیں اور سنت کا التزام کریں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کریں:

☆ باوضو سوئیں۔

☆ دن کو قیلولہ کریں۔

☆ رات کو جلد سو جائیں۔

☆ نصف، تہائی یا کم از کم آخری رات میں اٹھ کر تہجد پڑھیں۔

☆ اپنی بدنی صحت اور مصروفیات کے مطابق نیند کے وقت میں کمی بیشی کریں۔ اوسطاً چوبیس گھنٹوں میں پانچ سے چھ گھنٹے کی نیند سالک کے لیے کافی ہے۔

قلتِ کلام وقلتِ اختلاط:

قلتِ کلام یعنی خاموشی، عقل کو روشن کرتی ہے اور حکمت سکھاتی ہے اور تقویٰ پیدا کرتی ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندے کو تاویلِ صحیح اور علمِ قوی عطا فرماتے ہیں جو اس کی نجات کا ذریعہ بنتا ہے۔

قلتِ اختلاط یعنی خلوت، دل کو مخلوق سے فارغ کرتی ہے اور فکر کو خالق کے لیے جمع کرتی ہے اور عزم کو ثابت قدمی عطا کرتی ہے، کیونکہ لوگوں سے (بلا ضرورت) میل جول سے عزم کمزور، فکر میں انتشار اور نیت میں کھوٹ پیدا ہوتا ہے۔

خلاصۂ کلام:

قلتِ طعام اور قلتِ منام کے مجاہدے میں تو سالکین کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ اپنی صحت کے پیش نظر اس میں زیادتی نہ کریں، لیکن قلتِ کلام اور قلتِ اختلاط کے مجاہدے کو خوب اختیار کریں، کیونکہ اس میں صحت پر اثر نہیں پڑتا، البتہ نفس پر بہت اثر پڑتا ہے جو کہ مطلوب ہے۔ تمام فضول قسم کی محفلیں اور دوستیاں ترک کر دیں اور اپنے مقصود کی طرف یکسو ہو جائیں۔ مصاحبت (صحبت) اگرچہ جائز بھی ہو پھر بھی ایک مبتدی سالک کے لیے خطرناک ہے، کیونکہ وہ اس کو اس کے مقصود سے دور کرنے والی ہے۔ جب سالک اس درجے تک پہنچ جائے کہ ''خلوت در انجمن'' کا حال اس پر صادق آنے لگے تو پھر خطرہ نہیں رہتا۔

کلام اور اختلاط میں قلت تو ہو، ترک نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گفتگو اور مصاحبت جس سے اخروی فائدہ ہو اس کو اختیار کریں اور لایعنی چھوڑ دیں۔ اس سے انسان کی وہ تمام ذمہ داریاں بھی ادا ہو سکیں گی جو انسان پر فرض ہوتی ہیں۔

۵۔ عاجزی وانکساری:

نسبت حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ یہ ہے کہ بندہ عاجزی وانکساری کو اختیار کرے۔ وَمَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ'' جو جتنا اپنے آپ کو مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ

اتنی اس کو بلندی عطا فرماتا ہے''۔ کسی نے حضرت تھانویؒ سے پوچھا کہ تصوف کیا ہے؟ فرمایا: ''اپنے آپ کو مٹا دینے کا نام تصوف ہے۔''

تصوف کا سب سے پہلا سبق یہی ہے کہ بندہ اپنے آپ کو مٹائے اور جھکائے۔

شیخ سعدیؒ نے فرمایا:

مرا پیر دانائے مرشد شہاب
دو اندر ز فرمود بر روئے آب
یکے آں کہ بر خویش خود بیں مباش
دگر آں کہ بر غیر بد بیں مباش

''میرے شیخ و مرشد شہاب الدین سہروردیؒ نے دو لفظوں میں پوری بات کا خلاصہ سمجھا دیا، ایک یہ کہ تم اپنے آپ پر خود بیں نہ ہونا اور کسی دوسرے پر بد بیں نہ ہونا۔''

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ سالک اس وقت تک واصل نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے آپ کو خسیس کتے سے بھی بدتر نہ سمجھے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کتا اپنے مالک کا زیادہ وفادار ہوتا ہے، جبکہ ہم اتنے وفادار نہیں ہیں۔ کتا تو روکھی سوکھی کھاتا ہے اور پھر رات کو جاگ کر پہرا دیتا ہے، جبکہ ہم مالک کی ہزار نعمتیں کھاتے ہیں، ساری رات بستر پر سوتے ہیں اور پھر بھی شکر نہیں کرتے۔

انسان اپنی حیثیت (اوقات) کو پہچانے، جس قدر اس پر اپنی اوقات واضح ہوگی اتنا ہی اس کے اندر سے ''میں'' ختم ہوگی اور ''دیدِ قصور'' نصیب ہوگا۔ سالک جب اپنی ہستی (خواہش پرستی) کو مٹا دے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انوار و برکات کی بارش ہونے لگے گی، جس طرح پانی ہمیشہ بلندی سے پستی کی طرف آتا ہے اسی طرح

نسبت کے کمالات اسی شخص کو ملتے ہیں جس نے اپنے آپ کو جھکایا ہوتا ہے۔ جو جس قدر اپنے آپ کو جھکائے گا اسی قدر نورِ نسبت کا بہاؤ اس کے دل کی طرف امڈا چلا آئے گا۔

؎ تواضع کا طریقہ سیکھ لو صراحی سے
کہ جاری فیض بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن بھی

اپنے آپ کو مٹانے کی بہترین مثال تو صدیق اکبرؓ کی زندگی میں ملتی ہے۔ محبوب دو عالم ﷺ ان کو صدیقیت کی بشارت دیتے ہیں، عشرہ مبشرہ میں ان کے تذکرے فرماتے ہیں، احد سے کہتے ہیں کہ احد! تو کیوں ہلتا ہے؟ تیرے اوپر صدیق موجود ہے، اپنی حیات مبارکہ میں ان کو مصلے پر کھڑا فرماتے ہیں، ہجرت کے سفر میں رفیقِ سفر بناتے ہیں، مگر اس سب کچھ کے باوجود صدیق اکبرؓ کی یہ حالت تھی کہ جب اپنے آپ پر نظر ڈالتے تو کانپ اٹھتے، رو پڑتے اور رو رو کر کہتے: کاش! میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا، کاش! میں کوئی تنکا ہوتا جسے کوئی جانور ہی کھا لیتا۔ ان کی بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ نبی علیہ السلام نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَیِّتٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ

(روح البیان سورۃ الذّٰریٰت، العهود المحمدیه: ۱/۴۳۱)

''جو شخص چاہے کہ زمین کے اوپر چلتی ہوئی کسی لاش کو دیکھے تو اس کو چاہیے کہ وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔''

سبحان اللہ! پھر اللہ رب العزت نے ان کو غار میں اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کی بشارتیں دیں، کیونکہ خواہشات ختم ہو گئی تھیں، ہوائے نفسانی کا نام و نشان نہ رہا تھا، حقیقتِ

انسانیت نصیب ہو چکی تھی۔ وہ زندہ تو تھے، مگر دنیا میں نہیں تھے، بلکہ ان کے دل و دماغ عرش کے اوپر پہنچے ہوئے ہوتے تھے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اہل شہر نے کہا کہ کافی دن ہوئے ہیں بارش نہیں ہوئی، لگتا ہے کہ شہر میں کوئی ایسا گنہگار ہے کہ جس کے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش کو روکا ہوا ہے۔ فرمایا کہ ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ میں نے دل میں سوچا کہ بایزید! اب تمہیں اس شہر میں رہنے کا کوئی حق نہیں، تم ہی وہ گنہگار ہو جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کو روکا ہوا ہے۔ میں اپنے آپ کو پورے اہل شہر میں سے سب سے کمتر سمجھ کر شہر سے باہر نکل گیا۔ میرے مالک نے میری اس عاجزی کو قبول کر کے مجھے ابدال کا مقام عطا فرما دیا۔ سبحان اللہ! معلوم یہ ہوا کہ جو جتنا اپنے آپ کو مٹائے گا اتنا بڑا مقام پائے گا۔

ے زمیں کی طرح جس نے عاجزی و انکساری کی
اللہ کی رحمتوں نے ڈھانپا اسے آسماں ہو کر

۶۔ اتباعِ سنت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمرٰن: ۳۱)

’’آپ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔‘‘

ہر عاشق صادق جو کچھ تگ و دو کرتا ہے فقط اس لیے کہ وہ اپنے محبوب کے ہاں

قبولیت پا جائے اور اسے محبوب کا التفات نصیب ہو جائے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ کے عاشقوں اور طالبوں کو ایک عجیب دل افروز بشارت سنا دی گئی، فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو چاہتے ہو تو نبی علیہ السلام کی اتباع کرو ان کی سنتوں کو اختیار کرلو میں تمہیں اپنا محبوب بنا لوں گا۔ ایک طالب کے لیے کس قدر اعزاز کی بات ہے کہ وہ طالب سے مطلوب بن جائے۔ اللہ رب العزت کی محبوب ترین ذات ایک ہی ہے اور وہ آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ساری کائنات ان کی خاطر تخلیق کی۔ ان کے نام کے ڈنکے زمین و آسمان میں بجا دیے۔ قرآن میں جگہ جگہ ان کی تعریف کی گئی۔ ان کے نام کی، ان کی زلفوں کی، ان کے شہر کی قسمیں کھائی گئیں۔ بھلا محبت کی ایسی مثال کہاں ملے گی؟ عشاق کے لیے تو معاملہ بہت آسان ہو گیا۔ ان کو پتہ چل گیا کہ ہمارے محبوب اور معبود کی پسند کا ماڈل اور نمونہ کون سا ہے۔ لہذا وہ اپنے آپ کو اسی نمونے میں ڈھال کر بڑی آسانی سے محبوب حقیقی کا وصل حاصل کر سکتے ہیں۔

اس لیے ہمارے مشائخ ہمیں اتباع سنت کی بہت تاکید کرتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے کہا کہ ہمارے سلسلہ میں حصول نسبت میں کامیابی کا مدار دو چیزوں پر ہے: (۱) رابطہ (محبتِ) شیخ (۲) اتباعِ سنت

جو جس قدر سنت پر عمل کرنے والا ہو گا اسی قدر اس میں محبوبیت زیادہ ہو گی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر ہر سنت پر انتہائی محبت کے ساتھ عمل کریں۔ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک ہم محبوب ﷺ کی سنتوں کو اپنے اوپر لاگو کر دیں اور ان کی ہر ہر ادا کو عمل میں لے آئیں۔ جو جس قدر ان کے نمونے کی کامیاب نقل اتارے گا وہ اتنا ہی زیادہ اللہ رب العزت کا محبوب بن جائے گا۔

عارفین یہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی ہر ہر سنت کے ساتھ اللہ رب العزت کی رضا منسلک ہے جو جس قدر ان سنتوں پر عمل کرتا جائے گا اسی قدر اللہ کی رضا اور محبت کو پالے گا۔ بزرگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اکابرین کس قدر اتباع سنت کا اہتمام کرتے تھے۔

۷۔ رابطہ (محبتِ) شیخ:

ایک سالک کے لیے شیخ کامل کا ہونا نہایت ضروری ہے، تاکہ اس کے راستے کا رفیق بنے اور اس کو اس راہ کی اونچ نیچ سمجھائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (المآئدة:٣٥)

''اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ (سبب) ڈھونڈو۔''

اب یہ اللہ اور بندے کے درمیان وسیلہ کون ہوسکتا ہے؟ اس کے بارے میں بھی بتا دیا فرمایا: وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ (لقمان:١٥)

''ان کی پیروی کرو جو میری طرف رجوع کر چکے ہوں۔''

یہ رجوع کرنے والے کون ہوسکتے ہیں؟ ان کی علامت بھی ایک حدیث پاک میں بیان کر دی گئی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ ''جب تم ان کو دیکھو تو اللہ یاد آ جائے۔''

(مصنف ابن ابی شیبہ:١٣/ ٥٢١،رقم:٣٦٤٢٧)

اللہ یاد آ جانے کا مطلب یہ نہیں کہ زبان ''اللہ اللہ'' کرنے لگے اگرچہ کبھی یوں بھی ہو جاتا ہے۔ اللہ یاد آنے کا مطلب یہ ہے کہ توجہ الی اللہ ہو جاتی ہے اور یہی حقیقی ذکر ہے۔

ذکر اللہ، اولیاء اللہ کا حال ہوتا ہے۔ ان کا دیکھنا، سننا اور بولنا ہر کام اللہ کی رضا اور محبت میں ہوتا ہے۔ اس لیے وہ بظاہر خاموش بھی ہوں تو باطن میں خاموش نہیں ہوتے۔ لہٰذا اس حال کے ذکر کی وجہ سے ان کو معیت خداوندی حاصل ہوتی ہے اور جو کوئی سالک اس معیت الٰہی رکھنے والے شیخ کامل کی طرف محبت سے توجہ کرنے والا ہو تو اس میں بھی توجہ الی اللہ کا پیدا ہوجانا یقینی ہے۔ اس لیے بزرگوں نے یہ کہا کہ رابطہ شیخ بہت جلد اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والا ہے۔ شیخ کی توجہ اور ان کے اخلاص کی برکت سے دل غفلت سے پاک ہوجاتا ہے اور شیخ کی محبت کی کشش سے مشاہدہ الٰہی کے انوار دل میں چمکنے لگتے ہیں۔

رابطہ شیخ کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ سالک شیطان کی دخل اندازی سے بچ جاتا ہے اور سکون اور عافیت سے راستہ طے ہوتا ہے۔ ورنہ اگر کوئی چاہے کہ فقط ذاتی محنت مجاہدے سے وصول الی اللہ کی منزل کو پالے تو اکثر اوقات اسے ایسے احوال پیش آنے لگتے ہیں کہ وہ آسانی سے نفس و شیطان کے مکروفریب کا شکار ہوجاتا ہے۔

سالک کو چاہیے کہ جس کو اپنا شیخ بنائے بس پھر اپنا آپ اس کے حوالے کردے اور یوں ہوجائے کَالْمَیِّتِ بَیْنَ یَدَیِ الْغَسَّالِ ''جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھوں میں ہوتا ہے''۔ یعنی اپنی خواہش اور ارادے کو شیخ کی مرضی میں گم کردے۔ مرید کی شیخ کے سامنے سپردگی جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر اس کا شیخ سے روحانی رابطہ قوی ہوگا جس سے شیخ کے باطنی کمالات سالک کو خود بخود منتقل ہونا شروع ہوجائیں گے۔ رابطہ شیخ کے لیے ضروری ہے کہ مرید کثرت سے شیخ کی خدمت میں آنا جانا رکھے، اپنی زندگی کے تمام امور شیخ کے مشورے سے اور شیخ کی ہدایات کی روشنی میں

سرانجام دے اور شیخ کی عادات کو کلی طور پر اپنانے کی کوشش کرے۔

رابطہ شیخ کا تمام تر اصل اصول محبتِ شیخ ہے۔ شیخ سے والہانہ محبت ہی شیخ سے روحانی فائدے کا سبب بنتی ہے۔ محبت میں جس قدر کمی ہوگی اتنا ہی استفادہ بھی کم ہوگا۔ نبی علیہ السلام کو صحابہ کرامؓ نے بھی دیکھا، محبت کی نظر تھی اس لیے صحابیت کا درجہ پا گئے، ابوجہل نے بھی دیکھا، لیکن عداوت کی نظر تھی، مردود ہو گیا۔ صحابہ کرامؓ میں بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نبی اکرم ﷺ سے جس قدر والہانہ محبت تھی وہ بے مثال تھی۔ اپنی اسی محبت کی وجہ سے وہ صحابہ میں سب سے افضل قرار پائے اور صدیق کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ معلوم یہ ہوا کہ محبتِ شیخ سے ہی مقامات ملا کرتے ہیں۔ شیخ کی محبت مقدمہ ہے حضور ﷺ کی محبت کا اور حضور ﷺ کی محبت مقدمہ ہے اللہ تعالیٰ کی محبت کا۔

جس شیخ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محبت جیسی نعمت حاصل ہو اس سے محبت کرنا ضروری ہے۔ فنا فی الشیخ ہونے کے لیے اپنے شیخ کو دیکھیں کیسے اٹھتا ہے، کیسے بیٹھتا ہے، کیسے بولتا ہے، حتیٰ کہ ہر معاملے میں شیخ کو دیکھیں کہ وہ کام کیسے کرتا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ شیخ اور مرید کے درمیان اتنی ظاہری اور باطنی مماثلت ہو جائے کہ دونوں کی سوچ ایک ہو جائے تب بات بنتی ہے۔ کیونکہ شیخ سنت پر عمل کرتا ہے اسی لیے بندے کو اس کی برکت سے فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ تک پہنچنا نصیب ہو جاتا ہے۔ اس طرح بندے کو اعلیٰ ترین نسبت، نسبتِ اتحادی نصیب ہو جاتی ہے۔

فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول کا عجیب واقعہ:

محبوب العلماء والصلحاء حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ اپنی کتاب ''تجلیات''

میں لکھتے ہیں کہ کبھی کبھی میرے اوپر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی، مجھے یوں محسوس ہوتا کہ نبی اکرم ﷺ اپنی گود کشادہ فرمائے ہوئے ہیں اور میں اس میں گر جاتا ہوں۔ ایک دن مجھے موقع ملا تو میں نے اپنی یہ کیفیت اپنے شیخ حضرت پیر فضل علی قریشیؒ کی خدمت میں گوش گزار کر دی۔ جس وقت میں یہ کیفیت بتا رہا تھا تو میرے ساتھ ہی میرے پیر بھائی مولانا نور الحسنؒ بھی بیٹھے تھے۔ وہ یہ سن کر وہیں بیٹھے بیٹھے کہنے لگے کہ میں پہلے تو آپ کا پیر بھائی تھا اب میں آپ کا غلام ہو گیا ہوں۔ کیونکہ اتنی مبارک کیفیت مجھے تو حاصل نہیں ہے۔ اس پر حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ نے ان سے فرمایا کہ ان کو رابطۂ شیخ حاصل ہے، تم رابطۂ محبتِ شیخ میں رسوخ حاصل کر لو تو تمہیں بھی یہ کیفیت حاصل ہو جائے گی۔ تو یہ ہوتی ہے رابطہ شیخ کی برکت کہ اس کی وجہ سے سالک کو فنا فی الرسول کا مقام نصیب ہو جاتا ہے۔

ہمارے اکابر کا اپنے مشائخ سے انداز محبت عجیب تھا۔ حضرت مرشدِ عالمؒ ایک مرتبہ اپنی محبت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ میں تو ایک پالتو مینڈھے کی طرح اپنے شیخ کے پیچھے پیچھے رہتا تھا۔ فرماتے تھے: کبھی کبھی سوتے سوتے اٹھ بیٹھتا اور ایک عجیب دیوانگی کی کیفیت میں کہنے لگتا: ہٹ جائیں! میرے شیخ آنے والے ہیں۔

حضرت مولانا عبد المالک صدیقیؒ کے بارے میں سنا کہ ایک مرتبہ انہوں نے ایک نہایت قیمتی دستی بیگ بازار سے خریدا، تاکہ وہ اس میں شیخ کی رفع حاجت میں وٹوانی کے لیے استعمال ہونے والے مٹی کے ڈھیلوں کو رکھا کریں۔ وہ ان ڈھیلوں کو اپنے پاس رکھتے اور جب شیخ تقاضا کے لیے جاتے تو ان کی خدمت میں پیش کیا کرتے۔ کبھی کبھی وہ جوش محبت میں ان ڈھیلوں کو اپنی گالوں سے رگڑ رگڑ کر صاف

اور گول کیا کرتے تھے، تاکہ شیخ کو استعمال میں آسانی رہے۔

عقل سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پاس ایک اگال دان پڑا ہوتا تھا جس میں وہ کبھی اپنا تھوک بلغم وغیرہ ڈالا کرتے تھے اور وہ پڑا پڑا سوکھ بھی جاتا تھا۔ حضرت شیخ الہندؒ نے ایک مرتبہ چپکے سے سب کی نظر بچا کر اس کو اٹھایا اور باہر لے جا کر اسے دھو کر پی لیا۔ تو یہ محبت و عشق کی باتیں ہیں، عقل ان کا کہاں تک احاطہ کر سکتی ہے۔

زمانہ عقل کو سمجھا ہوا ہے مشعلِ راہ
کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحبِ ادراک

شیخ سے مرید کی محبت دراصل اس کی طلب کو ظاہر کرتی ہے اور اسی طلب پر شیخ کی توجہات ملا کرتی ہیں۔ اگر مرید میں طلب نہ ہو تو محض شیخ کی توجہ کچھ اثر نہیں کرتی۔ بعض اوقات شیخ تو مرید پر پوری توجہ دیتے ہیں، لیکن مرید اپنی بے طلبی اور غفلت کی وجہ سے توجہ قبول نہیں کرتا۔ موسلا دھار بارش ہو رہی ہو تو وہی برتن بھرے گا جو سیدھا پڑا ہوگا، اگر برتن ہی الٹا پڑا ہوگا تو وہ خالی ہی رہے گا۔ آیئے! اپنے دل کا برتن سیدھا کر لیں اور اسے ہمہ تن شیخ کی طرف متوجہ کر لیں، رحمت ہی رحمت ہو جائے گی اور دل نورِ نسبت سے سیراب ہو جائے گا۔ یاد رکھیں! سلسلہ نقشبندیہ میں نو حصے سلوک شیخ کی توجہ اور صحبت سے طے ہوتا ہے اور ایک حصہ اپنی محنت سے طے ہوتا ہے۔

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

حصول نسبت میں رکاوٹیں

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

حصول نسبت میں رکاوٹیں

درج ذیل رکاوٹیں ایسی ہیں جو نسبت کے حصول میں مانع ہو جاتی ہیں۔ طالب ہوشیار کو چاہیے کہ وہ ان سے خبردار رہے اور ان سے بچنے کی پوری کوشش کرے۔

ا۔ معصیت:

معصیت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو کہتے ہیں۔ ہر وہ کام جو اللہ رب العزت کی رضا کے خلاف ہے معصیت میں داخل ہے۔ معصیت کا علم ہمیں شریعت سے حاصل ہوتا ہے۔ ہر معصیت میں ایک ظلمت ہوتی ہے جس کا اثر انسان کے قلب پر پڑتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک داغ لگ جاتا ہے، اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو داغ مٹ جاتا ہے اور اگر توبہ نہیں کرتا اور مزید گناہ کرتا رہتا ہے تو داغ بڑھتا رہتا ہے، حتیٰ کہ پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے (ترمذی، رقم: ۳۳۳۴) پتہ یہ چلا کہ معصیت سے دل کا نور جاتا رہتا ہے۔ اس لیے معصیت یا گناہ نسبت کا نور حاصل کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اسی لیے حکما نے یہ کہا ہے کہ نیکی کرو یا نہ کرو، گناہ نہ کرو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِتَّقِ الْمَحَارِمَ! تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ (ترمذی، رقم: ۲۳۰۵)

”گناہوں سے بچ جاؤ! تم سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔“

تصوف و سلوک کی راہ میں سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ گناہوں سے طبعًا نفرت ہو جاتی ہے۔ جو بندہ معصیت کو قطعی طور پر ترک کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنا مقرب بنا لیتے ہیں۔

معاصی کا علم ہمیں شریعت سے ہوتا ہے۔ علمائے کرام ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ یہ جائز ہے یہ ناجائز ہے۔ شریعت میں کچھ گناہوں کو صغیرہ کہا گیا اور کچھ کو کبیرہ کہا گیا۔ لیکن عارفین کے نزدیک ہر گناہ، گناہِ کبیرہ ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ تم یہ نہ دیکھو کہ کون سا گناہ صغیرہ ہے اور کون سا کبیرہ ہے، بلکہ یہ دیکھو کہ تم کس عظمت والے پروردگار کی نافرمانی کر رہے ہو۔ عارفین اللہ رب العزت کی جلالت شان سے ڈرتے ہیں، ان کے نزدیک چھوٹی سے چھوٹی معصیت بھی بہت بڑی ہوتی ہے، کیونکہ وہ محبوب کے اعراض کا باعث بنتی ہے۔

گناہوں کا وبال:

گناہ کا سب سے پہلا وبال جو بندہ پر پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی جوار رحمت سے دور کر دیا جاتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں جب شجرۂ ممنوعہ کھایا تو انہیں اوپر سے آواز آئی کہ تم دونوں میری جوار رحمت سے دور ہو جاؤ۔ میری جوار رحمت میں وہ نہیں رہ سکتا جو میری نافرمانی کرے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے روتے ہوئے حضرت اماں حوا علیہا السلام سے فرمایا کہ یہ گناہ کا پہلا وبال ہے جو ہم پر مسلط کیا گیا ہے۔

گناہ کا دوسرا وبال یہ ہوتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ لعنت کوئی چہرے کی سیاہی کا نام نہیں ہے، بلکہ لعنت یہ ہے کہ بندہ ایک گناہ سے

دوسرے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر اسے نیکیوں اور طاعات کا موقع نہیں ملتا۔

گناہ کا تیسرا وبال یہ ہے کہ رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ جس کا ایک معنیٰ علما نے یہ لیا ہے کہ طاعات کی لذت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ علما اور اہل علم کی صحبت کے لیے اس کے دل میں انشراح (ذوق وشوق) نہیں پیدا ہوتا۔

اللہ رب العزت ہمیں گناہوں سے پاک سچی اور سُچی زندگی نصیب فرمادیں۔

۲۔ دل آزاری:

نسبت کے حصول میں دوسری بڑی رکاوٹ کسی کو ایذا دینا اور کسی کا دل دکھانا ہے۔ کسی کو ناحق ایذا پہنچانے والا اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے: اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ ''تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔'' (مسند ابی یعلی ،رقم: ۳۳۱۵) جس طرح ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ کوئی ہمارے گھر کے کسی فرد کا دل دکھائے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنی مخلوق کی دل آزاری کو قطعاً پسند نہیں فرماتے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! فلاں ایک عورت ہے جو نماز، روزہ اور صدقہ کثرت سے کرتی ہے، لیکن وہ اپنے پڑوسیوں سے بدزبانی کرتی ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عورت دوزخ میں جائے گی۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ ایک عورت ہے وہ نفل روزے، نمازیں اور صدقات کم ادا کرتی ہے، لیکن دوسروں کو اپنی زبان سے ایذا نہیں دیتی، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورت جنت میں جانے والی ہے۔

(جامع الاحادیث للسیوطی، رقم: ۴۲۴۷۱)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ دل آزاری کس قدر بری چیز ہے کہ دوسروں سے

بدزبانی کرنے اور ایذا دینے والے کی نفلی عبادتیں بھی اس کے کام نہیں آتیں۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی سالک ذکر اذکار اور عبادت و ریاضت کثرت سے کرتا ہو، لیکن وہ دوسروں کو ایذا پہنچانے والا ہو تو وہ سمجھ لے کہ اس کی تمام طاعات بے کار ہیں اور انہیں اللہ کے ہاں شرف قبولیت حاصل نہیں ہے۔

اس کے برعکس جو آدمی دوسروں کو راحت پہنچانے والا اور دوسروں کے دل کو خوش کرنے والا ہے، دوسروں کی خوشی اور راحت کی خاطر کیے گئے اس کے تھوڑے سے عمل سے اللہ رب العزت اتنے خوش ہو جاتے ہیں کہ برسوں کے محنت مجاہدے بھی اس درجے کو نہیں پہنچتے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے کسی امتی کی حاجت پوری کی، تا کہ اس کا دل خوش کرے تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کے ہاں عہد کرلیا اور جس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کرلیا اس کو جہنم کی آگ کبھی بھی نہیں چھوئے گی۔ (کنز العمال، رقم: ۱۶۴۴۱) ایک روایت میں ہے کہ جس نے کسی مومن کے دل کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتے ہیں، وہ فرشتہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتا رہتا ہے اور قیامت کے دن اس کے جنت میں جانے کا سبب بن جائے گا۔ (کنز العمال، رقم: ۱۴۴۰۹)

ایک مرتبہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور ان کے پاس کھڑے ہو گئے۔ فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تم میں سے اچھا کون ہے اور برا کون ہے؟ سب خاموش رہے۔ آپ نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا۔ پھر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جس سے لوگ خیر کی امید رکھتے ہوں اور شر سے اطمینان رکھتے ہوں

اور بدترین شخص وہ ہے جس سے لوگ خیر کی توقع نہیں رکھتے اور اس کے شر سے خوف کھاتے ہوں۔(ترمذی، رقم: ۲۲۶۳)

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام طواف فرمارہے تھے۔ طواف کرتے ہوئے آپ ﷺ نے کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے کعبہ! تجھے اللہ تعالیٰ نے بڑی شان عطا کی ہے، لیکن لَحُرمَۃُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَاللّٰہِ حُرْمَۃً مِّنْکِ ''مومن کا احترام اللہ کے نزدیک تیرے احترام سے زیادہ ہے''۔(ابن ماجہ ، رقم: ۳۹۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ شریعتِ مطہرہ نے مومن کو ایک مقام عطا کیا ہے۔ ذرا غور کیجیے کہ ہم کعبہ کی طرف تو منہ کر کے سجدے کریں اور کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر دعائیں بھی مانگیں اور بوسے بھی دیں، لیکن مومن سے نفرت کریں، اسے ایذا پہنچائیں اور اس کی بدخواہی کرتے پھریں تو پھر ہمارا ایمان کیسا ہوگا؟

اسی لیے اللہ والے اس بات کا بہت خیال کرتے ہیں کہ کسی کو ان سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ وہ اپنوں پرایوں سب کے خیر خواہ ہوتے ہیں، وہ تکالیف اور رنج کو اپنی جان پر سہہ لیتے ہیں، لیکن دوسروں کے دل کو ٹھیس پہنچانے سے گریزاں رہتے ہیں۔

ے
شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا
دلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے می شود ایں مقام
کہ با دوستاں ہست پیکار جنگ

''اللہ والوں کے بارے میں ہم نے سنا کہ وہ تو دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ نہیں کیا کرتے تھے، تجھے یہ مقام کہاں سے نصیب ہوا کہ تو اپنوں سے برسرِ پیکار ہے۔''

اور تو اور اللہ والے تو جانوروں سے بھی خیر خواہی کرتے ہیں اور ان کو ایذا پہنچانے سے گریز کرتے ہیں۔ایک مرتبہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ رات کو تہجد کے لیے اٹھے۔سخت سردی تھی آپ نے وضو کر کے تہجد کے نوافل ادا فرمائے، اس کے بعد دوبارہ سونے کے لیے اپنے بستر کی طرف آئے کہ تہجد بین النومین کی سنت ادا ہو سکے۔ دیکھا تو ایک بلی جو سخت سردی کی وجہ سے ٹھٹھری ہوئی تھی آپ کے بستر کو گوشۂ عافیت سمجھتے ہوئے آ کر لیٹ گئی تھی۔آپ کے دل نے گوارا نہ کیا کہ آپ بلی کو بستر سے اٹھا کر خود وہاں لیٹ جائیں، لہذا آپ نے بقیہ تمام رات بستر سے باہر ہی سخت سردی میں گزار دی۔تو اللہ والے یوں خود تکلیف برداشت کر لیتے ہیں، لیکن مخلوق کی دل آزاری سے بچتے ہیں اور یہی سچے طالب اور سالک کا طریقہ اور دستور ہونا چاہیے۔ حدیث پاک میں آیا ہے: اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَّنْ فِی السَّمَاءِ ''تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا''۔(ترمذی، رقم: ۱۹۲۴) جب ہم مخلوق پر رحمت کا معاملہ رکھیں گے تو اللہ کی رحمت کے امیدوار بنیں گے اور اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنے انوارِ رحمت سے بھر دیں گے۔

۳۔ عجب و تکبر:

جب کوئی سالک نسبت کے حصول کے لیے ذکر اذکار اور محنت مجاہدے کرتا ہے۔ تو اس کے باطن میں نورانیت آ جانے سے اس کی ذوقی اور وجدانی کیفیات میں ترقی ہونے لگتی ہے۔اگر سالک ہوشیار نہ ہو اور نفس و شیطان کی مکاریوں سے بے خبر ہو تو وہ عجب و تکبر کا شکار ہو جاتا ہے۔یہ عجب و تکبر کامیابی کی راہ میں حائل ایک ایسی خفیہ

رکاوٹ ہے جس کا عام طور پر سالک کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ وہ اعمال بھی کرتا رہتا ہے، لیکن ساتھ ساتھ اس کا یہ مرض بھی بڑھتا رہتا ہے۔ شیطان اس کے اعمال کو مرصع (مزین) کر کے اس کے آگے پیش کرتا ہے اور اسے یہ باور کراتا ہے کہ جتنا تو نیک ہے اتنا کوئی نہیں ہے۔ سارے ہی غافل ہیں، لیکن تو ذاکر وشاغل ہے۔ اس کا یہ بھی گمان ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ تباہ وبرباد ہونے والے ہیں مغفرت تو بس ہماری ہی ہونی ہے۔ کبھی وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرے فلاں دشمن پر جو مصیبت آئی ہے اسے میری بددعا لگی ہے، گویا وہ اپنے آپ کو ولیِ کامل سمجھتا ہے۔ الغرض کہ اس کے نفس میں عجب وتکبر کے عجیب وغریب احساسات فروغ پانے لگتے ہیں اور اس کی انہی باتوں کی وجہ سے نہ صرف اس کی ترقی رک جاتی ہے بلکہ تنزلی شروع ہو جاتی ہے۔

صحابہ کرامؓ ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے کسی شخص کی تعریف کر رہے تھے، اتفاق سے وہ بھی آ گیا۔ تو صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی ہم تعریف کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس شخص میں نفاق کی علامت دیکھ رہا ہوں۔ لوگوں کو تعجب ہوا۔ جب وہ قریب آیا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ سچ بتاؤ کہ کبھی تمہارے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اس قوم میں تم سے بہتر کوئی نہیں؟ اس نے اقرار کیا کہ جی میں آتا ہے۔

تو اسی واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ اگر دل میں اس قسم کے خیالات آتے ہیں تو سمجھ لیں کہ عمل خالص نہیں ہے اور دل میں نفاق بھرا ہوا ہے۔ سالک کو چاہیے کہ عمل کرتا بھی رہے اور ڈرتا بھی رہے۔ وہ یہ سمجھے کہ عظمتِ الٰہی کے آگے میرے یہ اعمال کچھ بھی نہیں ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ اللہ کے ہاں ہمارے اعمال مقبول بھی ہیں یا

نہیں۔ دوسرا یہ کہ جو تھوڑے بہت اعمال ہم کرتے بھی ہیں تو اس میں ہمارا کیا کمال ہے، یہ تو اللہ رب العزت کی مہربانی ہے کہ اس نے ہمیں توفیق دے دی، ورنہ ہم کوئی اس کے مستحق تو نہیں تھے،

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ (النور: ۲۱)

''اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی کبھی بھی پاک صاف نہ ہو سکتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے۔''

اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے فضل کے بغیر کوئی شخص بھی نجات نہیں پائے گا، لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ بھی؟ تو فرمایا: ہاں! میں بھی۔ اللہ کی رحمت سے ہر کوئی نجات پائے گا اور میں بھی اس کی رحمت کا محتاج ہوں۔ (بخاری، رقم: ۵۶۷۳) جب سب کچھ اللہ کے فضل سے ہے تو پھر عجب و ناز کیسا؟ پھر تو عاجزی و انکساری ہی ہونی چاہیے اور خوف ہونا چاہیے کہ ہم سے ان اعمال کی توفیق سلب نہ کر لی جائے۔ عزازیل ابلیس تمام فرشتوں سے بھی زیادہ عبادت گزار تھا، لیکن جب اس نے تکبر کیا تو ہمیشہ کے لیے پھٹکار دیا گیا اور اس کی تمام عبادات دھری کی دھری رہ گئیں۔ بلعم بن باعور بنی اسرائیل کا بہت بڑا عبادت گزار شخص تھا، لیکن جب اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کا ظہور ہوا اور اس کی سینکڑوں سال کی عبادت کو رد کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ والے اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کرتے ہیں اور پھر بھی لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور بے اختیار

پکارتے اٹھتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکے اور ہم آپ کی معرفت کا حق ادا نہیں کر سکے۔

مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ

''ہم نے آپ کی عبادت کا حق ادا نہیں کیا اور نہ ہی آپ کی معرفت کا حق ادا کر سکے۔''

۴۔ ناجنس کی صحبت:

کسی بھی ایسے شخص کی صحبت جس کے عقائد، مسلک، مشرب اور طریقہ شیخ کی تعلیمات کے خلاف یا ناموافق ہوں ''ناجنس کی صحبت'' کہلاتی ہے۔ اس قسم کے افراد کے پاس اپنا اکثر وقت گزارنے اور ان سے محبت کا تعلق رکھنے سے ان کے باطن کا اثر سالک کے باطن پر پڑتا ہے، جس سے فیضانِ نسبت میں تکدر پیدا ہوتا ہے، جو حصولِ نسبت میں رکاوٹ بن جاتا ہے، لہٰذا ناجنس کی صحبت سے دور رہنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

؎ ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبتِ زاغ

ناجنس کی اقسام تو بہت سی ہیں، چند ایک بطور مثال درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہر وہ شخص جو عقائد کے فساد میں مبتلا ہو، شرک و بدعات کا مرتکب ہو یا صحابہ کرام اور اہل بیت کی تنکیر و تنقیص کرتا ہو (انکار کرتا اور نقص نکالتا ہو)۔

۲۔ ایسے عامل قسم کے لوگ جو تعویذ گنڈے، عملیاتِ سحر اور علم نجوم وغیرہ کے شغل میں مبتلا ہوں۔

۳۔ ہر وہ شخص جو سالک کے سلسلۂ نسبت کے مشائخ سے تھوڑی سی بھی بدعقیدگی

اور سوءِ ظنی رکھتا ہو۔ ناجنس میں شامل ہے اور اس کی صحبت روحانی طور پر نقصان دہ ہے۔

۴۔ ایسے افراد جو اگرچہ ہم مسلک و ہم عقیدہ ہوں، لیکن کسی اور طریقۂ محنت کے داعی ہوں، جو شیخ کے تعلیم کردہ طریقہ سے مختلف ہو۔ ان کی صحبت رکھنے سے سالک کی توجہ کے قبلے میں فرق پڑے گا، جو قلبی انتشار کا باعث بن سکتا ہے۔

۵۔ ایسے غافل لوگ جنہوں نے لذات دنیا کو ہی اپنا مقصود بنا رکھا ہو اور ان کی تمام تر فکر و کاوش کا محور دنیاوی سود و زیاں ہی ہو۔ ان سے تعلق رکھنے میں اگر دین کی دعوت یا مصلحت پیش نظر ہو تو ٹھیک ہے، ورنہ وہ بھی ناجنس کی صحبت میں ہی شامل ہیں۔

ناجنس کی صحبت ایسے ہی خطرناک ہوتی ہے جیسے سانپ خطرناک ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ فرمایا کرتے تھے کہ تہجد میں جب توجہات ڈالتا ہوں تو بعض لوگوں کی طرف توجہ جاتی ہے ان کے دل اس کو وصول نہیں کرتے تو مجھے آواز آتی ہے کہ ان کے دل میں ہمارے لیے کوئی جگہ نہیں۔ جب ذرا غور کیا تو پتہ چلا یہ وہ لوگ تھے جو بدعقیدہ لوگوں کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایک خادم تھے۔ ان کا بھائی قریب المرگ تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے پوری قوت کے ساتھ توجہ ڈالی، مگر اثرات ظاہر نہیں ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے کہ کیا بات ہے ان پر اثرات کیوں نہیں ہوئے؟ الہام ہوا کہ یہ شخص کفار سے محبت رکھتا ہے، اگر گنہگار ہوتا تو ہم

تمہاری توجہ سے اس پر مہربانی فرما دیتے، مگر کفار کی محبت کی نحوست کو تو جہنم کی آگ ہی دور کرے گی۔

۵۔ شیخ کی بے ادبی:

جس طرح حصولِ نسبت میں سب سے زیادہ اہمیت رابطۂ شیخ اور محبتِ شیخ کو حاصل ہے اسی طرح نسبت کے حصول میں حائل رکاوٹوں میں سالک کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ اور ابتلا شیخ کی بے ادبی ہے۔ آدابِ شیخ کے معاملہ میں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (الحجرات: ۱،۲)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، کیونکہ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی علیہ السلام کی آواز سے اونچا نہ کرو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔''

مفسرین نے ان آیات کے شانِ نزول میں لکھا کہ بعض صحابہ کرام حضور ﷺ کی محفل میں کسی بات پر بحث کرنے لگے اور ان کی آوازیں ذرا بلند ہو گئیں تو ان کی تنبیہ کے لیے اللہ رب العزت نے یہ آیات اتاریں۔ مفسرین نے یہاں پر یہ نکتہ نکالا ہے

کہ ان آیات میں لوگوں کو بارگاہ رسالت کے کچھ آداب سکھائے گئے۔ مفسرین یہ کہتے ہیں کہ ان آداب کا اطلاق ان سالکین پر بھی ہوتا ہے جو کسی شیخ سے بیعت ہوں اور ان سے تربیت لے رہے ہوں۔ شیخ چونکہ نائب رسول ہوتا ہے اور نبی علیہ السلام کی نیابت میں اپنے مریدوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ دکھاتا ہے، لہذا شیخ کی حیثیت سالک کے لیے وہی ہے جو حضور ﷺ کی صحابہ کرام کے لیے تھی۔ اس بات سے آداب شیخ کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ اور ان کی بے ادبی کا وبال بھی سمجھ میں آتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا گیا: اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ کہ تمہارے اعمال ضائع کر دیے جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

اس میں سالکین طریقت کے لیے بہت بڑی تنبیہ ہے۔ حالات و واقعات یہ بتاتے ہیں جس کسی نے بھی اپنے شیخ کی بے ادبی کی وہ ضرور بالضرور کسی ابتلا میں مبتلا ہوتا ہے اور اگر اس پر متنبہ نہ ہو تو ہمیشہ کی ذلت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ لہذا وہ دوست جن کو مشائخ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اور ان کی صحبت اٹھانے کی سعادت نصیب ہے ان کو چاہیے کہ آدابِ شیخ کے معاملہ میں بہت احتیاط کریں اور ان کے سامنے اور ان کے پیچھے بھی چھوٹے چھوٹے آداب کی رعایت کریں۔ آداب شیخ مشائخ کی کتب میں کثرت سے منقول ہیں، ان کو بار بار پڑھا کریں اور ان کا استحضار رکھا کریں۔

شیخ کی بے ادبی دو قسم کی ہوتی ہے:

۱۔ عملی بے ادبی ۲۔ اعتقادی بے ادبی

عملی بےادبی:

عملی بےادبی سے مراد یہ ہے کہ مرید سے اپنے قول سے یا عمل سے واقعتاً شیخ کی بےادبی سرزد ہو، مثلاً: ان کی بات کو کاٹنا، ان کے سامنے اونچا بولنا، ان کے سامنے یوں نمایاں اور اونچا ہو کر بیٹھنا جو بظاہر خلاف ادب معلوم ہو وغیرہ وغیرہ۔

واقعہ:

علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ کسی جگہ حضرت جنید بغدادیؒ تشریف فرما تھے۔ آپ ذرا آرام حاصل کرنے کے لیے ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ گئے۔ ان کے سامنے ایک درویش بھی بیٹھا تھا اس نے بھی ٹانگیں پھیلا لیں، یوں کہ ٹانگیں شیخ کی طرف تھیں۔ حضرت جنید بغدادیؒ کچھ دیر اس درویش کی طرف دیکھتے رہے اور پھر اپنی ٹانگیں سمیٹ لیں۔ اس فقیر نے بھی اپنی ٹانگیں پیچھے سمیٹنا چاہیں، لیکن وہ ان کو پھر نہ سمیٹ سکا، وہیں مفلوج ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مشائخ کی بے ادبی سے محفوظ فرمائے۔

واقعہ:

کسی شیخ کا ایک مرید تھا ایک مرتبہ اس پر انقباض کی کیفیت طاری ہوئی اور اس کی ذوق وشوق والی تمام کیفیات ختم ہو گئیں۔ کافی عرصہ وہ پریشان رہا کہ اس پر ایک عجیب وحشت طاری تھی۔ وہ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو اپنی حالت بتائی۔ شیخ نے فرمایا: تم اپنے اعمال پر غور کرو کوئی ایسی حرکت تو نہیں ہوئی جس پر یہ عتاب ہوا ہو۔ اس نے کافی غور کیا اور پھر شیخ سے عرض کیا کہ کوئی ایسی بات میرے علم

میں تو نہیں آ رہی۔ شیخ نے پھر فرمایا کہ نہیں تم دوبارہ غور کرو، کوئی نہ کوئی عمل تم سے ایسا ہوا ہے کہ جس کا یہ وبال ہے۔ کافی دیر سوچ سوچ کر اس کے دل میں یہ آیا کہ اور تو کوئی عمل ایسا نہیں ہوا سوائے اس کے کہ ایک مرتبہ شیخ کا عصا کہیں پڑا ہوا تھا اور وہ اس کے اوپر سے گزر گیا تھا۔ بس جب اس نے اس بات پر اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر توبہ کی اور پھر شیخ کی توجہات لیں تو اس کی وہ حالت ختم ہوگئی اور انشراح قلب حاصل ہو گیا۔

اعتقادی بے ادبی:

بے ادبی کی دوسری قسم اعتقادی بے ادبی ہے کہ شیخ کے پاس بھی رہتے ہیں، لیکن بداعتقادی اور سوء ظنی کا مرض ساتھ لگا رہتا ہے۔ وہ شیخ کی فراست اور انقیاد پر بھروسہ نہیں کرتے، بلکہ ان کے قول و فعل کو اپنی عقل کے ترازو میں تولتے رہتے ہیں۔ ظرف اپنا کم ہوتا ہے کہ شیخ کی باتوں کی حکمت کو سمجھ نہیں سکتے، لیکن ان کو خامی شیخ میں نظر آ رہی ہوتی ہے۔ ظاہر ہے ایسے شخص کو شیخ سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟

ے میری ہر نظر تیری منتظر
تیری ہر نظر میرا امتحاں

ان کے سالوں گزر جاتے ہیں شیخ سے بیعت ہوئے، لیکن روحانی اعتبار سے وہیں کھڑے رہتے ہیں جہاں سے ابتدا کی تھی۔ شیطان کی بھی یہی کوشش ہوتی ہے کہ ان کو بدعقیدگی کے مرض میں مبتلا رکھے، تاکہ کمال اتباع سے ان کو فائدہ نہ ہو جائے اور پھر شکایت بھی ان کو شیخ سے ہوتی ہے کہ ان کی خدمت سے ہمیں فائدہ نہیں ہوا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ شیخ سے تعلق رکھنے میں ایک والہانہ انداز ہو کہ جو کچھ شیخ نے کہہ دیا بس وہی حرفِ آخر ہے، حتیٰ کہ اسے کسی معاملہ میں صاف پتہ چلے کہ اس میں حضرت شیخ سے غلطی واقع ہوئی ہے تو وہ پھر بھی یہی سمجھے کہ میری نظر اور میری عقل کا دھوکہ ہے، ورنہ شیخ حق پر ہیں اور ایسے کئی واقعات ہوتے ہیں کہ فی الواقع شیخ کا خطا پر ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعد میں شیخ کا حق پر ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا سالک کو شیخ کے معاملے پر اپنی عقل کو چھوڑ کر ان پر اعتماد کرنا چاہیے اور ان کی خطا کو بھی صواب ہی سمجھنا چاہیے۔

؎ عشق فرمودائے قاصد سے سبک کامِ عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنیٔ پیغام ابھی

تکدرِ شیخ:

شیخ کی بے ادبی میں سے سب سے زیادہ خطرناک وہ بے ادبی ہے جس پر شیخ مطلع ہو جائے اور اس کے دل میں مرید کے لیے تکدر اور ناراضگی پیدا ہو جائے۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اس راہ میں معصیت اتنی مضر نہیں ہوتی جتنی بے ادبی مضر ہوتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ معصیت کا تعلق تو اللہ تعالیٰ سے ہے اور چونکہ وہ تاثر اور انفعال سے پاک ہیں، اس لیے توبہ سے فوراً معافی ہو جاتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے ویسا ہی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ بخلاف اس کے جس بے ادبی کا تعلق شیخ سے ہے اور وہ چونکہ بشر ہے اس لیے طالب کی بے ادبی سے اس کے قلب میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے، جو فیض کے جاری ہونے میں مانع ہو جاتی ہے۔ حضرت حاجی امداد

اللہ مہاجر مکی ؒ نے اس کی مثال یوں دی ہے کہ فرمایا: اگر کسی چھت کے میزاب کے مخرج میں مٹی ٹھونس دی جائے تو آسمان سے پانی برسے گا تو چھت پر تو وہ صاف شفاف ہوگا، لیکن جب میزاب سے نکل کر نیچے پہنچے گا تو بالکل گدلا اور میلا ہوگا۔ اسی طرح شیخ کے قلب پر جو ملأ اعلیٰ سے انوارات وفیوضات نازل ہورہے ہوتے ہیں، وہ ایسے طالب پر جس نے شیخ کے قلب کو مکدر کررکھا ہے مکدر صورت میں ہی پہنچیں گے۔ جس سے اس کا قلب پاک صاف ہونے کے بجائے اور زیادہ مکدر ہوجاتا ہے اور قلب کے مکدر ہونے سے انشراح قلب جاتا رہتا ہے۔ انشراح قلبی کے زوال سے طالب میں بے ذوقی پیدا ہوتی ہے، جو کوتاہی اعمال کا سبب بن جاتی ہے۔ یوں آہستہ آہستہ طالب اپنی اصل پٹڑی سے اتر کر شیطان کے راستے پر چل نکلتا ہے۔ اس لیے شیخ کی ناراضگی سے بہت ڈرنا چاہیے اور اگر خدانخواستہ کبھی دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی ایسی بات ہوجائے تو اس کا ازالہ کرنے میں دیر نہ لگائیں۔

؎ عقل سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تمام رکاوٹوں پر قابو پانے کی توفیق نصیب فرمادیں آمین۔

حضرت شیخ دامت برکاتہم کی

صحبت اور تربیت

حضرت شیخ دامت برکاتہم کی قیمتی باتیں

راقم الحروف کو یہ فکر رہتی ہے کہ ہمارے حضرت جی کی باتیں موتیوں سے زیادہ قیمتی ہیں، ان بکھرے ہوئے موتیوں کو مختلف لوگوں سے اکٹھا کر کے ایک کتاب میں پرو دینا چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دل میں یہ بھی تمنا ہوتی ہے کہ اپنے شیخ کی باتیں سنتے رہیں اور اپنی اصلاح کے لیے فکر مند رہیں، اور کوئی سناتا رہے۔ اسی لیے مختلف خلفائے کرام کے پاس سفر کر کے گیا اور ان کے قیمتی وقت میں سے تھوڑا سا وقت لیا اور کرید کرید کر حضرت جی کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات کو جاننے کی کوشش کی اور جو انہوں نے حضرت جی کی تعلیمات سے فیض پایا اس کو لکھتے رہے، تاکہ وہ لوگ جو زیادہ وقت فارغ نہیں کر سکتے انہیں بھی گھر بیٹھے اپنے شیخ کی قیمتی باتوں سے آگاہی ہو سکے۔ اور بعد میں آنے والے لوگ بھی ان سے فائدہ اٹھا سکیں، انہیں فوائد کی خاطر یہ باتیں لکھی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مولانا ڈاکٹر شاہد اویس مدظلہ (لاہور)

تعارف:

حضرت مولانا ڈاکٹر صاحب کو پہلے سلسلۂ چشتیہ میں اجازت وخلافت تھی، مگر یہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنی اصلاح وتربیت کی فکر میں حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہوئے۔ کافی عرصہ سلوک کی منازل طے کرتے رہے اور تربیت حاصل کرتے رہے۔ آخر کار حضرت جی دامت برکاتہم نے آپ کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی اجازت و خلافت کی ذمہ داری سونپی۔ اس ذمہ داری کو آپ بڑی محنت اور مجاہدے سے نبھا رہے ہیں، خصوصاً نوجوان پڑھا لکھا طبقہ آپ سے اصلاح وتربیت حاصل کر رہا ہے۔ کئی ایک نوجوانوں نے آپ سے نقشبندی مجددی نسبت کو بھی حاصل کیا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے ساتھ گزارے ہوئے حالات وواقعات بیان فرمادیجیے؟

بیعت ہونے کا واقعہ:

یہ 1980ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا غلام دستگیرؒ جو کہ میرے شیخ اول تھے، انہوں نے حکم فرمایا کہ ''مکتوباتِ مجددیہ'' پڑھو۔ مکتوبات کو ایسا پڑھا کہ ہر وقت سرہانے پڑے رہتے تھے۔ پھر عمرے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مدینہ شریف اور مکہ مکرمہ میں اکثر یہی دعا کرتا تھا کہ کسی نقشبندی شیخ سے بیعت ہو جاؤں، تاکہ نسبتِ

نقشبندیہ کی برکات حاصل ہوں۔ کسی نے بتایا کہ لاہور میں ایک نقشبندی شیخ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ بس حضرت جی دامت برکاتہم سے ملاقات ہوئی اور پھر پیری اور مشیخی چھوڑ کر حضرت جی سے بیعت ہو گیا۔

حضرت جی کی تربیت کا انداز:

آپ کے سامنے زانوئے ادب طے کیا۔ اس سلسلے میں کئی باتیں اور واقعات رونما ہوئے جس سے میری اصلاح ہوتی گئی۔ حضرت جی سے بیعت ہونے کے بعد بھی میرا انداز مشیخیت والا ہی رہا کہ حضرت جی کو بھی مشورے دیتا اور بعض اوقات وہ خاموش ہو جاتے۔ قلبی اور ذہنی طور پر سو فیصد بیعت تھا، مگر معاملہ ایسا کرتا کہ جیسے پیر بھائی ہوں یا برابر کی شخصیت ہوں۔ جب وہ کلام فرماتے تو پوری بات مکمل ہوئے بغیر بھی بول پڑتا۔ اس طرح کی سینکڑوں غلطیاں مجھ سے سرزد ہوئیں جو میں خود اپنے مریدوں سے برداشت نہیں کرتا تھا۔

بعض اوقات حضرت جی دامت برکاتہم سے ہمدردی کی وجہ سے حضرت جی کو بھی مشورے دے دیتا۔ اس سب کے باوجود آج 14 سال بعد میں اپنے رویے اور عادات کا جائزہ لیتا ہوں تو حضرت جی کے خلق، حلم، برداشت، اکرام اور اخلاقِ حمیدہ کا تصور کرتا ہوں تو باغ باغ ہو جاتا ہوں۔ ایسے عجیب رویے پر انہوں نے ایک دفعہ بھی سرزنش نہیں کی اور عملاً اصلاح نہ کی، مگر ان کی خاموشی ایسی خاموشی تھی جس میں ناراضگی کا اظہار تو نہ ہوتا، مگر حضرت جی کی خاموش توجہ سے مجھ پر یہ واضح ہو جاتا کہ مجھ سے کہاں کہاں غلطی سرزد ہوئی۔ شاید حضرت جی کے دوسرے خلفا میں اس کی مثال نہ

ملتی ہو۔ یہ طریقہ تربیت تھا جس کی وجہ سے انہوں نے ایسے شخص کو جس پر پہلے ہی پیر کا لیبل لگ چکا تھا، خاموشی سے تربیت فرمائی، اس تربیت کے ساتھ ساتھ ان کی محبت روز بروز شدت پکڑتی گئی۔ آج بھی ہر آنے والے دن میں محبت میں اضافہ ہوتا ہی جاتا ہے۔ یہ مشربِ محمدی ہونے کی دلیل ہے کہ انہوں نے مجھ جیسے شخص کی زبان کو بند کر دیا۔ کوئی ایسی نماز نہیں ہے جس میں ان کے لیے بیسیوں مرتبہ دعا نہ کرتا ہوں، میری ہر دعا کی انتہا انہیں پر ہوتی ہے۔

مجھے اب مرید بننا نہیں آتا تھا، کیونکہ کئی سال سے شیخ بنا ہوا تھا اور مریدین موجود تھے، میری تربیت کرنا مشکل تھا۔ میرے جیسے شخص کی تربیت کے لیے حکمت چاہیے تھی، صبر و تحمل چاہیے تھا، پھر اصلاح کا ڈھنگ چاہیے تھا۔ یہ بات میں اکثر یاد کرتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں۔

حضرت جی دامت برکاتہم کے اندر ایسی چیز دیکھی جو کہ بڑے بڑے مشائخ میں ہوتی ہے، وہ نسبت کی قدر اور عظمت کا خیال رکھتے ہیں۔

حضرت جی میں توکل کی وہ کیفیت دیکھی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ عموماً دیکھا کہ لوگ اسباب کے مہیا ہونے کے بعد کام شروع کرتے ہیں، لیکن دو اشخاص کو دیکھا کہ بغیر اسباب کے بھی کامل توکل علی اللہ سے کام شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت جی کے نزدیک اسباب کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ وہ مقاصد اور ٹارگٹ کو سامنے رکھتے ہیں، حتیٰ کہ انہیں اسباب بھی مل جاتے ہیں۔ اتنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ ہوتا ہے، اتنا اللہ تعالیٰ پر مان ہوتا ہے۔ اتنے کمال درجے کا اعتماد علی اللہ ہے کہ ہر معاملے میں قلب کو کامل توکل علی اللہ حاصل ہے، اس توکل علی اللہ کی عملی شکل دیکھنی ہے تو وہ معہد الفقیر کی

شکل میں موجود ہے۔

حضرت جی کے علوم ومعارف:

دوسرا آپ کے اسفار کا پے در پے ہونا ہے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے جس میں علوم وتجربات حاصل ہوتے ہیں۔ایک علم کسب اور محنت سے حاصل ہوتا ہے، وہ بھی آپ کو حاصل ہے اور ایک علم لدنی ہوتا ہے وہ بھی آپ کو حاصل ہے اور ایک زمانے میں مروجہ علوم جنہیں ''عصری علوم'' کہتے ہیں وہ بھی آپ کو حاصل ہیں۔ان علوم میں بہت وسعت ہے۔دنیاوی علوم میں بھی کامل دسترس ہے، حتیٰ کہ ٹماٹر پر ریسرچ کرتے ہوئے اتنی کتابیں پڑھیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ ان کتابوں کا وزن ہی صرف ایک من ہوگا۔

حدیث شریف میں ایک دعا آئی ہے، جس کا مفہوم ہے کہ یا اللہ! اشیا کی حقیقت کا علم عطا فرما۔(تفسیر الفخر الرازی سورۃ الانعام) حضرت جی پر بھی یہ اشیا کی حقیقت منکشف ہوتی ہے۔جن دنیا داروں اور ٹیکنو کریٹس کے سامنے اس طرح بات کرتے ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے اور بڑے بڑے ماہر بھی اس طرح بات نہیں کر سکتے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، علم لدنی حاصل ہے، یہ خاص علوم ہیں جو اللہ تعالیٰ کسی خاص بندے پر کھولتے ہیں۔

مختلف فیکٹریوں کے علوم حتیٰ کہ ہر شعبہ کی حقیقت اللہ تعالیٰ آپ پر کھول دیتے ہیں۔ایک یونیورسٹی میں Negets,Burgers، چائینز فوڈ پر بیان کیا، آخری دس منٹ دین کی بات کی، تمام لوگ بیعت ہو گئے، یہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور القا ہے۔خوشبو کی

دکان پر جا کر ایسا بیان کیا کہ سماں بندھ گیا۔ آپ نے جنت کی خوشبوؤں اور جہنم کی بدبوؤں کا تذکرہ اس انداز سے کیا کہ حیرانی ہوئی۔

قبولیت:

کسی عالمی شیخ کی پہلے علما و صلحا میں مقبولیت ہوتی ہے، علما و طلبا پہلے مانتے ہیں، پھر ایسے لوگ عوام میں آتے ہیں جس کی وجہ سے عوام بھی ایسے شیخ سے متعارف ہو جاتے ہیں۔ کسی شیخ عالم کی صحیح قبولیت کا راز یہ ہے کہ علمائے کرام کی اکثریت اسے قبول کر لے۔

اقوالِ شیخ دامت برکاتہم

☆ جب تو اپنی قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک معلوم کرنا چاہے، تو یہ دیکھ کہ اس نے تجھے کس کام میں لگا رکھا ہے۔

☆ جو شخص اعمالِ صالحہ کے بغیر قبر میں چلا گیا ایسے ہی ہے جیسے اس نے کشتی کے بغیر سمندر میں چھلانگ لگا دی۔

حضرت مولانا گل رئیس مدظلہ (بنوں)

تعارف:

آپ ابتدائی زمانے میں چکوال میں بھی پڑھتے رہے ہیں۔ ''حیات حبیب'' میں بڑے حضرت کے کچھ ملفوظات بھی آپ سے منسوب ہیں۔ دورہ حدیث جامعہ معراج العلوم بنوں سے کیا۔ پہلے حضرت مرشد عالمؒ سے بیعت ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت مولانا مفتی فریدؒ سے بیعت ہوئے۔ حضرت مفتی فریدؒ نے کچھ عرصہ بعد آپ کو اجازت وخلافت کی ذمہ داری سونپی۔ اس کے بعد مزید فیض حاصل کرنے کے لیے حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہوئے۔ حضرت جی دامت برکاتہم کے عاشقوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کو حضرت جی دامت برکاتہم سے بھی اجازت وخلافت ہے۔ آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت کے لیے بہت زیادہ کوششیں کی ہیں۔ دن رات نسبت کی اشاعت کے لیے بے چین رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بے چینی کو اور بڑھائے۔

؎ جسے آسودگی چاہیے اسے آسودہ کر
بے قراری کی لطافت تنہا مجھے دے دے

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کیسے ہوا، اور کیسے بیعت ہوئے؟

ج...... 1982ء میں نقشبندی اجتماع کے موقع پر چکوال میں حضرت جی دامت برکاتہم کو خلافت ملی۔ عاجز دار العلوم حنفیہ میں پہلے سال کا طالبعلم تھا، حضرت جی بیان

بہت اچھا کرتے تھے پھر طبعی مناسبت بھی تھی، آپ کے پاس بیٹھ جاتے کبھی کمرے میں لے جاتے، طلبہ بہت خوش ہوتے تھے کہ آپ نے حضرت جی کو لا کر بڑا کام کیا، اس طرح حضرت جی سے محبت ہوگئی اور یہ محبت بڑھتی ہی رہی۔

ایک دفعہ کھچڑی بنائی اور حضرت جی کو کھچڑی کی دعوت دینے کے لیے حضرت مرشد عالمؒ کے کمرے کے باہر گلی میں کھڑا تھا۔ تھوڑا سا دروازہ کھول کر دیکھا تو حضرت مرشد عالمؒ اور ہمارے حضرت باتیں کر رہے تھے۔ حضرت جی نے دیکھا تو حضرت مرشد عالمؒ سے عرض کیا: ایک طالبعلم نے کھچڑی بنائی ہے۔ فرمایا: لے آؤ! ہم بھی کھاتے ہیں۔ اس عاجز نے بھی حضرات کے ساتھ مل کر کھچڑی کھائی۔ حضرت جی نے عرض کیا کہ آپ کو شوگر ہے، حضرت مرشد عالمؒ نے فرمایا کہ طلبہ کی چیزیں ہمیں کچھ نہیں کہتیں۔

پہلے حضرت مرشد عالمؒ سے بیعت تھا، حضرت مرشد عالمؒ کی وفات کے بعد استخارہ کیا تو اکوڑہ خٹک مدرسہ دکھایا گیا، وہاں گیا اور حضرت مفتی فریدؒ سے بیعت ہوا، کچھ عرصہ بعد اجازت وخلافت دے دی۔ حضرت مفتی فریدؒ سے اجازت وخلافت لے کر پھر حضرت جی دامت برکاتہم کے پاس آ گیا۔ حضرت مفتی فریدؒ کے پاس بھی آتا جاتا رہتا تھا۔ حضرت مفتی فریدؒ کو میرے اوپر بہت اعتماد تھا، بڑی شفقت فرماتے تھے کہ یہ مدرسے بناتا ہے اور دین کا کام کرتا ہے۔

اس کے بعد حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہوا۔ تقریباً 1991ء میں اجازت دی، بہت رویا کہ اتنی بڑی ذمہ داری ڈال دی گئی۔ بہر حال حضرت جی کی توجہ سے کام کرنے کی توفیق مل گئی۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت کا کوئی واقعہ جس کا آپ پر بہت اثر ہوا......؟

ج...... ابتدا ہی سے حضرت جی دامت برکاتہم کے چہرے سے خاص طور پر متاثر تھا، کیونکہ چہرہ بہت پرانوار ہے۔ فطری طور پر آپ سے بہت محبت ہوگئی اور تصوف میں اصل محبت ہی کام کرتی ہے، جس کی برکت سے نسبت نصیب ہو جاتی ہے۔

ے 　 اندھا کیا ہے شوق نے دریا ہو یا کنواں
کچھ سوجھتا ہی نہیں ہے محبت کے سامنے

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس عادت نے بہت متاثر کیا......؟

ج...... محبت والے کو تو ساری ہی عادتیں اچھی لگتی ہیں، کیونکہ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی ڈانٹ اور اصلاح کا کوئی واقعہ جو یادگار ہو......؟

ج...... ایک دفعہ اسلام آباد میں ایک سبق کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: بس فیض کو آتا ہوا محسوس کرو اور ذرا ڈانٹ کر فرمایا: ''بس جیسا کہا ہے ویسا کرو''۔ بس پھر تو ہر وقت فیض آتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شفقت کا کوئی واقعہ جو یادگار ہو......؟

ج...... ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حالات بہت مشکل ہو گئے، کیونکہ والد صاحب امیر آدمی تھے، مگر میری لائن بدل گئی تھی تو حضرت جی نے میرے غم کو بھانپ کر 10 ہزار روپے تالیفِ قلب کے لیے دیے، بڑی تسلی ہوئی کہ میرا بھی کوئی غم بانٹنے والا ہے۔ فرمایا: غم نہ کرو! ایک وقت آئے گا کہ فتوحات کے دروازے کھل جائیں گے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کون سی کتاب نے زیادہ متاثر کیا اور کیا فائدہ ہوا؟

ج...... پہلے "تصوف وسلوک" نے زیادہ متاثر کیا اور بہت فائدہ ہوا، پھر "رہے سلامت تمہاری نسبت" نے بہت فائدہ دیا۔ ویسے بھی محبت والے کے لیے تو ساری ہی کتابیں فائدہ مند ہوتی ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کیا راز ہیں؟

ج..... چہرہ نورانی ہے، ذکر بہت کثرت سے کیا ہے، دینی اور دنیاوی علوم دونوں سے آراستہ ہیں، سراپا سنت ہیں، اس لیے قبولیت نصیب ہوئی۔

س..... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس فکر نے بہت متاثر کیا؟

ج..... حضرت مرشد عالمؒ فرماتے تھے: "مساجد اور مدارس بناؤ، ہر بندے کو دین پر لگانے کی فکر کرو"۔ حضرت جی کی بھی یہی فکر ہے اور اسی فکر نے بہت متاثر کیا۔ آپ نے تو کالج اور یونیورسٹیوں کے طلبا کو بھی دین پر لگا دیا، سینکڑوں ایم بی بی ایس لڑکیوں کو عالمہ بنا دیا۔ ایک دین کا غم اور فکر ہے جس نے بہت متاثر کیا۔ حضرت جی چاہتے ہیں کہ خلفا بھی اسی طرح دیوانگی کے ساتھ کام کریں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے کون کون سے بیانات نے بہت متاثر کیا؟

ج...... "رب" کے موضوع پر ایک دفعہ بیان کیا تھا۔ قرآنی آیات کے ذریعہ رب کے لفظ کو بہت کھولا تھا، وہ یادگار رہے، کیونکہ اس بیان میں اللہ تعالیٰ کے ہر مخلوق کی پرورش کرنے کا یقین دلایا تھا تو پھر انسان کی پرورش کیوں نہیں کرے گا؟

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس کس ادا نے بہت متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شفقت اور محبت نے بہت متاثر کیا۔ محبت واقعی

انسان کو قید کر لیتی ہے۔

؎ یقیں محکم ، عمل پیہم ، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی خاص بات جس نے بہت متاثر کیا؟

ج...... محبتِ الٰہی پر زیادہ بیان کرتے ہیں، ہر بیان میں محبتِ الٰہی کی چاشنی ہوتی ہے۔

؎ عشق تیری انتہا عشق میری انتہا
تو بھی ابھی ناتمام میں بھی ابھی ناتمام

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کا کوئی ایسا واقعہ جس سے سوچ بدل گئی ہو، زندگی کا رخ ہی بدل گیا ہو......؟

ج...... عاجز نے کئی دفعہ حضرت جی سے عرض کیا کہ بس اجازت دے دیں کہ پہاڑوں میں کسی جگہ گھر بنالوں۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے بیان میں بڑے جوش سے فرمایا: ''بعض صوفی یہ سمجھتے ہیں کہ جنگل اور غاروں میں اللہ کی معرفت حاصل ہوگی، مگر اللہ کی معرفت تو انہی گلی کوچوں، بازاروں سے گذر کر حاصل کی جاتی ہے''۔ بس دل سے غاروں، جنگلوں میں جانے والی بات نکل گئی۔ واقعی! شیخ حکمت والا ہو تو حکمت و دانائی اور توجہ کے ذریعے سالک کو سیدھے راستے پر رکھتا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کن تعلیمات پر بہت زور دیتے ہیں؟

ج...... محبتِ الٰہی پر بہت زور دیتے ہیں، کیونکہ محبتِ الٰہی کے لیے سوچتا رہے، فکر مند

رہے، دعا مانگتا رہے اور محنت مجاہدہ کرتا رہے تو محبتِ الٰہی نصیب ہو جاتی ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم نے کوئی خصوصی نصیحت یا وصیت فرمائی ہو؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم نے خصوصی نصیحت فرمائی کہ جماعت میں دو چار آدمی اپنے آپ کو مکمل سپرد کر دینے والے بنالو تو آپ کا کام ترقی کر جائے گا، کیونکہ مکمل سپرد کر دینے والے ہی کام کرتے ہیں۔

س...... فنائیتِ شیخ کے لیے کون کون سی چیزیں ضروری ہیں؟

۱۔ شیخ کی صفات اور خوبیوں کو سوچتا رہے اور دیکھتا رہے۔

۲۔ ان کے عیبوں سے آنکھیں بند رکھے۔

۳۔ شیخ کے پاس کبھی کبھار تحفہ تحائف بھی لے کر جائے۔

۴۔ شیخ کی منشا کو سمجھنے کی کوشش کرے اور اللہ کی رضا کے لیے منشا پر چلنے کی پوری کوشش کرے۔ اگر کمی کوتاہی ہو جائے تو استغفار کرے۔

۵۔ شیخ کی عدم موجودگی میں شیخ کی صفات کا تذکرہ کرے۔ ہم تو تقریباً ہر بیان کے آخر میں دس منٹ حضرت جی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ایک آدمی نے اعتراض کیا کہ جتنا شیخ کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے ہو اتنا اللہ کا تذکرہ کرتے تو اللہ تک پہنچ جاتے۔ جواب میں عرض کیا کہ بھائی! اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے ہی تو شیخ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
کہ ملنے والوں سے راہ پیدا کرو

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد جعفر مدظلہ (جھنگ)

تعارف:

حضرت مولانا محمد جعفر صاحب نے صرف ونحو شورکوٹ اور شجاع آباد کے مدارس میں پڑھی، جہاں آپ کے اساتذہ میں امام الصرف والنحو حضرت مولانا اشرف شاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ باقی کتب مشکوٰۃ شریف تک دارالعلوم کبیر والا میں پڑھیں اور دورۂ حدیث جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا۔ ایک دورہ تفسیر مولانا عبیداللہ انورؒ جانشین حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے کیا اور دوسرا دورہ تفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ سے کیا، جس کی وجہ سے قرآن کے ساتھ خصوصی شغف حاصل ہوا۔ اللہ سے خصوصی دعا ہے کہ ساری زندگی دورہ تفسیر کرواتے رہنے کی توفیق عطا فرمادیں۔

تدریسی خدمات جامعہ رحمانیہ جہانیاں منڈی، دارالعلوم حنفیہ چکوال، جامعہ امدادیہ فیصل آباد، جامعہ مالکیہ خانیوال، جامعہ اشرفیہ مان کوٹ میں انجام دیتے رہے۔ معہد الفقیر الاسلامی جھنگ میں مسلم شریف پڑھاتے رہے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے خصوصی فضل فرمایا کہ دورہ حدیث کے بعد طلبا کو بخاری شریف حفظ کروا رہے ہیں۔ بہت عرصہ حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے، روس کی آزاد ریاستوں کا بھی حضرت جی کے ساتھ سفر کیا۔ سعودی عرب میں حضرت جی کے ساتھ عمرے کی سعادت حاصل کی۔ 1999ء میں حضرت جی نے اجازت و خلافت کی ذمہ داری ڈالی۔ نسبت کی اشاعت کا کام مختلف شہروں، مثلاً: کراچی، ملتان، بہاولپور، وہاڑی، لاہور، شیخوپورہ وغیرہ میں نہایت سرگرمی سے کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرور اور امتحانوں سے محفوظ فرمائیں۔ آمین

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے سب سے پہلے کب اور کہاں تعارف ہوا؟

ج...... سب سے پہلے جہانیاں منڈی میں جامعہ رحمانیہ میں حضرت مرشدِ عالمؒ کے ساتھ دیدار ہوا۔ باقاعدہ تعارف اس وقت ہوا جب دارالعلوم جھنگ کے آغاز پر دورۂ تفسیر کروایا گیا تو اس وقت دورہ تفسیر کروانے کے لیے حاضر ہوا تھا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے کب اور کہاں بیعت ہوئے؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت کے لیے عرض کیا تو حضرت جی نے ارشاد فرمایا: میرے شیخ سے بیعت ہونا۔ انہی دنوں حضرت مرشدِ عالمؒ جھنگ تشریف لائے تو حضرت جی نے ان کے سامنے پیش کیا، انہوں نے سر سے پاؤں تک دیکھا اور فرمایا: اسے میرے ساتھ چکوال جانا ہوگا۔ پھر ایک ہفتہ استخارہ کروایا، پھر بیعت کیا۔ حضرت مرشدِ عالمؒ کی وفات کے بعد کثرت سے حضرت جی دامت برکاتہم کی زیارت کرتا تھا۔ بیعت کے لیے بار بار عرض کرتا، ارشاد فرمایا: حضرت مرشدِ عالمؒ کے کسی اور خلیفہ سے بیعت ہو جاؤ۔ جب بار بار عرض کیا تو فرمایا: استخارہ کرو اور ایک مہینہ استخارہ کروایا، پھر لاہور میں ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کیا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کا کوئی واقعہ جس سے آپ بہت متاثر ہوئے......؟

ج...... یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت جی دامت برکاتہم شکر گنج شوگر ملز میں بطور چیف الیکٹریکل انجینئر تعینات تھے۔ عام لوگوں میں آپ کا تعارف بہت کم تھا۔ فیصل آباد میں ایک صاحب کافی استخارے کر رہے تھے کہ میں کسی صاحب نسبت کامل

ہستی سے بیعت ہو جاؤں۔ خواب میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار ہوا تو آپ ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا کہ ''جھنگ کے ایک کارخانہ میں حافظ ذوالفقار احمد صاحب ہیں ان سے بیعت ہو جائیں۔'' ان صاحب نے یہ خواب تحریر کیا اور مقامی علما سے اس کی تعبیر پوچھی تو علماء کرام نے فرمایا کہ بھائی! کارخانہ میں کوئی بزرگ نہیں ہو سکتے، آپ دوبارہ استخارہ کریں۔ بہرحال اس کو یقین تھا، وہ فیصل آباد سے جھنگ آیا اور ہر کارخانے اور مل کے دروازے پر پہنچا اور پوچھا کہ یہاں حافظ ذوالفقار احمد صاحب ہیں؟ تاہم جب وہ شکر گنج شوگر مل کے دروازے پر پہنچا اور گیٹ کیپر سے پوچھا: یہاں حافظ ذوالفقار احمد صاحب ہیں؟ تو اس نے کہا: جی ہاں! ہیں۔ ان صاحب نے بتایا کہ میں فیصل آباد سے آیا ہوں ان سے ضرور ملنا ہے۔ گیٹ کیپر نے حضرت جی دامت برکاتہم کے آفس فون کیا کہ ایک صاحب آپ کو فیصل آباد سے ملنے آئے ہیں تو حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو میرے آفس میں جلدی پہنچاؤ! میں اسی کا انتظار کر رہا ہوں۔

س...... کس عادت نے خاص طور پر متاثر کیا؟

ج...... ایک پیار سے دیکھنا اور دوسرا مسکراہٹ کے ساتھ دیکھنا بہت متاثر کرتا ہے۔

؎ دل سے تیری نگاہ جگر تک اتر گئی
دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شفقت کا کوئی واقعہ جو بھلانے سے نہ بھولے......؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم نے وعدہ فرمایا کہ آپ کے نکاح پر آؤں گا، مگر

کراچی میں اتنے بیمار ہو گئے کہ فرمایا: اٹھ بھی نہیں سکتا، ورنہ ضرور آتا۔ جب صحت مند ہو گئے تو کراچی سے واپسی پر سیدھے مبارک باد دینے کے لیے شیخو پورہ تشریف لائے کیونکہ عاجز ان دنوں شیخو پورہ میں تھا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کون سی کتاب نے بہت متاثر کیا اور کیا کیا فائدہ ہوا؟

ج...... مندرجہ ذیل کتابوں سے متاثر ہوا اور ان کے فوائد یہ محسوس کیے:
''حیات حبیب'' سے یہ فائدہ ہوا کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے والہانہ محبت ہو گئی، سفرنامہ سے رقت طاری ہو جاتی ہے اور ''باادب بانصیب'' سے اپنے عیوب پر غور کرنے کا موقع ملا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کیا راز ہیں......؟

ا۔ ہمیشہ نظر کی حفاظت، خواہ جتنے مرضی مشکل حالات ہوں۔
۲۔ ہر دینی اور دنیاوی کام میں اخلاص کا خیال رکھنا۔
۳۔ دل میں ہمیشہ تواضع اور عاجزی وانکساری کا خیال رکھنا۔
۴۔ محبتِ الٰہی میں کمال پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا۔
۵۔ عبادات، معاملات اور عادات میں بھی اتباعِ سنت کا خیال رکھنا، جس کی وجہ سے اتباعِ سنت میں فنائیت نصیب ہو جاتی ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس فکر نے متاثر کیا......؟

ج...... انسان کو انسان بنانے کی فکر، تاکہ جہنم میں جانے سے بچ سکیں، اس فکر نے بہت متاثر کیا، خاص طور پر وصیت فرمائی کہ کامل بنیں اور عامل نہ بنیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس کس ادا نے متاثر کیا؟

ج...... اندازِ تربیت کی ادا نے بہت متاثر کیا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ہم ایک میٹنگ میں ملنے چلے گئے تو فرمایا کہ ابھی میٹنگ میں مصروف ہوں، پھر فرمایا: اگر اجازت ہوتو میٹنگ کرتا رہوں۔

ایک دفعہ ایک اور واقعہ پیش آیا جو کہ اس طرح ہے کہ میرے ہم سبق اور دوست حافظ الحدیثحضرت مولانا شیخ محمد شریف ایرانی اور یہ عاجز اکٹھے حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت میں آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ یہ عاجز اکیلا ہی آ گیا، حضرت جی نے پوچھا: شیخ ایرانی کیوں نہیں آئے؟ عاجز نے عرض کیا کہ ہمارے درمیان کچھ رنجش ہوگئی ہے۔ حضرت جی نے بڑے درد کے ساتھ فرمایا: ''پہلے مجھے مر لینے دیتے اور میرے اوپر مٹی ڈال لیتے پھر لڑتے''۔ عاجز یہ سن کر فوراً بھاگا اور شیخ ایرانی کو اپنے ساتھ لے کر آیا، اس اصلاح و تربیت کی برکت سے پھر کبھی ایسی رنجش نہیں ہوئی۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس خاص بات نے متاثر کیا......؟

ج...... ایک دفعہ ارشاد فرمایا: مسلمان یا امامِ عالم ہوتا ہے یا غلامِ عالم بن کے رہتا ہے۔ جب اللہ کی مرضی کے مطابق بن کر رہتا ہے تو امامِ عالم بنتا ہے، ورنہ غلامِ عالم بن جاتا ہے۔ دنیا میں سب کام آسان ہیں، مگر انسان کا انسان بن جانا مشکل کام ہے۔ جو بنتا ہے یا بناتا ہے وہ حقیقت میں پتہ پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں انسان بننے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم دوسروں کو فائدہ پہنچانے والے بنیں یا کم از کم کسی کو تکلیف دینے والے تو نہ بنیں۔

س۔۔۔ کوئی ایسا واقعہ جس سے زندگی کی سوچ اور رخ ہی بدل گیا ہو......؟

ج۔۔۔ حضرت جی دامت برکاتہم جب سے بلوغت کی حد کو پہنچے ہیں کبھی نبی اکرم ﷺ کا نام بغیر وضو کے نہیں لیا اور دوسرے کبھی داڑھی منڈے سے حجامت نہیں بنوائی، حتیٰ کہ آپ کے خلیفہ حاجی صدیق صاحب نے بتایا کہ عمرے کے بعد کئی حجام کی دکانوں پر گئے، مگر چھوٹی چھوٹی داڑھی والے حجام تھے، اس لیے آخر کار حاجی صدیق صاحب نے ہی آپ کا حلق کیا۔

س۔۔۔ حضرت جی دامت برکاتہم کی تعلیمات جس پر بہت زور دیتے ہیں......؟

۱۔ ہر دینی اور دنیاوی کام میں اخلاص پیدا کریں اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کام کریں۔

۲۔ زندگی میں ہر ہر کام میں تقویٰ اختیار کریں۔

۳۔ عبادات، معاملات اور عادات میں اتباعِ سنت میں کمال پیدا کریں۔

س۔۔۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے کبھی خصوصی نصیحت یا وصیت فرمائی ہو......؟

ج۔۔۔ علما وطلبا کو خصوصی وصیت فرمائی تھی کہ چھ کام کرلو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے گا:

۱۔ ہمیشہ باوضو رہنا

۲۔ ہر عمل سنت کے مطابق کرنا

۳۔ مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا

۴۔ مسنون نمازوں کا اہتمام کرنا، تہجد، اشراق، چاشت اوابین، تحیۃ الوضو

۵۔ گناہوں سے بچنے کا خصوصی اہتمام کرنا جو زندگی کو معصیت سے پاک کر لینا

ہے وہ سکون والی زندگی کا مزہ پاتا ہے۔

۶۔ مسنون سورتوں کا اہتمام کرنا

فجر کے بعد سورہ یٰسین ظہر کے بعد سورہ فتح

عصر کے بعد سورۃ النبا مغرب کے بعد سورہ واقعہ

عشاء کے بعد سورہ ملک

س...... حضرت جی دامت برکاتہم نے آپ کو کوئی خصوصی وصیت یا نصیحت فرمائی ہو......؟

ج...... ارشاد فرمایا: جس کا وقوفِ قلبی کامل ہوگا اس کے تمام اعمال کامل ہوں گے۔ اس کی نماز بھی کامل، تلاوت بھی کامل، مراقبہ بھی کامل اور وضو بھی کامل ہوگا، بلکہ پوری زندگی کامل ہوجائے گی۔

حضرت مولانا محمد قاسم منصور مدظلہ (اسلام آباد)

تعارف:

جامعہ فاروقیہ کراچی سے فارغ التحصیل ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ سے بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھی۔ 1976ء میں فراغت ہوئی۔ 1978,79ء میں وکل تحصیل کوٹلی ستیاں میں خدمات سرانجام دیتے رہے اور حفظ کا مدرسہ جاری کیا۔ اس کے بعد دو سال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں رہے۔ 1981ء میں راولپنڈی میں جامعہ فرقانیہ میں درس و تدریس سے منسلک ہوئے اور ساتھ ہی قادری مسجد میں خطیب رہے۔ جمعیت اہل سنت کے جنرل سیکرٹری رہے، جس کو مولانا عبداللہؒ اور بڑے بڑے علما نے قائم کیا تھا۔

1983ء میں بحیثیت عربی ٹیچر بھرتی ہوئے۔ 1988ء میں مسجد قادری سے اسامہ بن زیدؓ مسجد میں امام مسجد کے طور پر آئے۔ 1994ء میں حضرتِ جی دامت برکاتہم سے بیعت ہوئے اور تربیت حاصل کرتے رہے، رابطہ مضبوط رہا اور 1999ء میں اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ یہ حضرت مولانا قاسم منصور مدظلہ کا مختصر سا تعارف ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کیسے ہوا؟

ج...... عشرت صاحب اور حضرت مولانا محمد اسلم صاحب پروگرام لینے کے لیے آئے کہ آپ کی مسجد میں حضرت جی کا پروگرام کرنا ہے، پروگرام تو دے دیا بعد میں خیال آیا کہ تعارف نہیں ہے، پتہ نہیں کون ہیں؟ کیا کہیں گے؟ مگر

جب حضرت جی دامت برکاتہم کے خطبہ کے الفاظ سنے تو شرح صدر ہو گیا کہ صحیح آدمی ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے کب اور کہاں بیعت ہوئے؟

ج...... G-9/4 اسلام آباد میں منظور بھٹی صاحب کے گھر اکیلے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر بیعت ہوئے، یہ بہت بڑی سعادت حاصل ہوئی اور حضرت جی سے بیعت ہونا یہ زندگی کی بہت بڑی سعادت ہے۔ اس کی کثیر برکتیں اپنی زندگی میں مشاہدہ کیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کا کوئی واقعہ جس نے بہت متاثر کیا......؟

ج...... ہر واقعہ متاثر کن ہے، خصوصاً جب پہلی دفعہ زیارت کی اور خطبہ سنا تو اطمینان قلب ہو گیا، یقیناً یہ باطنی توجہ کا اثر تھا، کیونکہ حضرت جی کی باطنی توجہ بہت قوی ہے اور بہت زیادہ اثر رکھتی ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس عادت نے متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم کبھی بھی بات کرنے میں جلدی نہیں کرتے، عام طور پر جواب دینے میں جلدی نہیں فرماتے، تحمل و بردباری سے بات سن لیتے ہیں، پھر سوچ سمجھ کر جواب دیتے ہیں جو کہ فیصلہ کن جواب ہوتا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شفقت کا کوئی واقعہ جس نے متاثر کیا......؟

ج...... ایک دفعہ اسلام آباد راولپنڈی کے لیے 12 پروگرام دیے، یہ حضرت جی دامت برکاتہم کی بڑی شفقت ہے۔ ہر سال سالانہ اسلام آباد کا پروگرام دے دیتے ہیں، ہر دفعہ اپنی مجلس میں آنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کون سی کتاب نے بہت متاثر کیا اور کیا فائدہ ہوا؟

ج...... سفر نامہ ٔروس، ''دوائے دل'' اور ''خانہ ٔدل آباد رہے'' نے بہت متاثر کیا۔ ''دوائے دل'' سے تزکیہ کی اہمیت سمجھ آئی، خانہ ٔدل آباد سے ذکر کی اہمیت سمجھ میں آئی۔ سفر نامہ روس سے نسبت کی برکات اور عظمت سمجھ آئی۔

س...... نسبت کے حصول کے بعد کیا تبدیلی محسوس ہوئی؟

ج...... نسبت کے حصول کے بعد چھوٹا گناہ بھی بڑا محسوس ہوتا ہے اور جلدی معافی کی فکر ہوتی ہے، ایسے لگتا ہے جیسے پہاڑ اوپر گر گیا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کی کیا وجوہات اور راز ہیں؟

ج...... قبولیت تو لگتا ہے ازل سے ہے، ظاہری وجہ یہ ہے کہ اپنے مشائخ کی نظروں میں قبولیت تھی۔ حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے: جو شیخ کا مقبول، وہ رسول اللہ ﷺ کا مقبول اور اللہ کا مقبول، بلکہ عباد اللہ کا مقبول بن جاتا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس عادت نے زیادہ متاثر کیا؟

ج...... اتباع سنت اور ادب آداب کا لحاظ رکھنا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے کس بیان نے زیادہ متاثر کیا؟

ج...... ہماری مسجد اسامہ بن زیدؓ میں جو تقویٰ پر بیان ہوا تھا وہ بہت متاثر کن تھا، جس سے تقویٰ کی اہمیت اور قدر و قیمت پورے طور پر سمجھ میں آئی۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس ادا نے زیادہ متاثر کیا؟

ج...... محبوب کی سب ادائیں ہی محبوب ہوتی ہیں، مگر شکرِ نعمت نے بہت متاثر کیا کیونکہ بعض اوقات حضرت جی دامت برکاتہم بیٹھے بیٹھے انتہائی عاجزی کے

ساتھ اللہ کا شکر ادا کرنے لگ جاتے ہیں اور یہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ! تیرا لاکھوں لاکھوں بار شکر ہے یا اللہ! میں ہر حال میں تجھ سے خوش ہوں، میرا انگ انگ اللہ تعالیٰ کے احسانات میں ڈوبا ہوا ہے۔

س...... کوئی ایسا واقعہ جس نے زندگی کا رخ بدل دیا ہو......؟

ج...... اس سوال کے جواب میں تو یہی کہوں گا:

تہی دستاں قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

حضرت جی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں، انشاء اللہ پوری امید ہے کبھی نہ کبھی تبدیلی آ ہی جائے گی۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کن تعلیمات پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں؟

ج...... تقویٰ اور اتباع سنت پر بہت زور دیتے ہیں۔

س...... خصوصی نصیحت و وصیت فرما دیں؟

ج...... دوستوں سے خصوصی گزارش یہی ہے کہ دیدہ ور موجود ہے، تعلیمات کتابوں کی شکل میں موجود ہیں اور خلفاء کرام موجود ہیں، حضرت جی دامت برکاتہم بھی موجود ہیں فائدہ اٹھالیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت جی دامت برکاتہم کی تعلیمات سے ہر کسی کو فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مولانا مفتی قاری عبدالرحمٰن مدظلہ (جھنگ)

تعارف:

بنیادی طور پر صادق آباد سے تعلق ہے۔ درس نظامی کرنے کے لیے معہد الفقیر میں تشریف لائے۔ مشکلات اور مصائب کے باوجود درس نظامی کی تکمیل کی۔ کچھ عرصے سے معہد الفقیر کی جامع مسجد زینب کے امام بھی ہیں۔ حضرت جی سے تصوف وسلوک کو بہت پوچھ پوچھ کر سیکھا ہے۔ معمولات بڑی استقامت کے ساتھ کرتے رہے ہیں۔ کافی عرصہ حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت میں گزارا ہے۔ آخرکار حضرت جی دامت برکاتہم نے آپ کو اجازت وخلافت کی ذمہ داری سونپی۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کہاں اور کیسے ہوا؟

ج...... صادق آباد پاکستان میں حضرت جی دامت برکاتہم کے ایک پیر بھائی تھے، وہ اس عاجز سے قرآن پاک پڑھنے آیا کرتے تھے، انہوں نے ''تصوف وسلوک'' کتاب دی، اسی سے حضرت جی کا تعارف ہوا۔ پھر اجتماع کے موقع پر عاجز جھنگ آیا مدینہ مسجد میں بیٹھے تھے، ایک آدمی سنت سے سجے ہوئے تشریف لائے، ہم نے پوچھا: یہ حضرت ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ نہیں ہیں۔ ایک اور آدمی آئے، ہم نے تجسس سے پوچھا: یہ حضرت ہیں؟ ہمارے بار بار پوچھنے سے وہ تنگ آ گئے۔ انہوں نے کہا: جب حضرت آئیں گے آپ کو خود ہی پتہ چل جائے گا کہ حضرت کون ہیں؟ جب حضرت جی تشریف لائے تو واقعی ایسے محسوس ہوا کہ جیسے کوئی پرانے بزرگوں میں سے کوئی شخصیت

تشریف لے آئی ہے۔ پھر اسی اجتماع پر مولانا یٰسین صاحب اور یہ عاجز بیعت ہو گئے آپ کی اتباعِ سنت والی شخصیت نے عاجز پر بے پناہ اثر ڈالا کہ دل ہی دے بیٹھا:

؎ خالی نہ مجھے اس کے خدوخال نے مارا
کچھ حسن نے ، کچھ ناز نے ، کچھ انداز نے مارا

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس عادت نے بہت متاثر کیا؟

ج...... ہر عادت سنت میں ڈھلی ہوئی ہے، اس لیے لوگ ہر عادت سے متاثر ہیں۔ حضرت جی دامت برکاتہم کا مسکرانا دیکھیں، لوگوں سے ملنا دیکھیں، چلنا پھرنا دیکھیں، حضرت جی کا غم دیکھیں، حضرت جی کا مزاح دیکھیں غرض ہر ہر چیز سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے اور متاثر کن ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شفقت کا کوئی واقعہ جو بھلانے سے نہ بھولے......؟

ج...... یہ عاجز اپنے حالات و واقعات سے حضرت جی کو مطلع کرتا رہتا تھا۔ درس نظامی کے لیے اجازت چاہی، مگر والد صاحب خدمت کی وجہ سے اجازت نہیں دے رہے تھے۔ حضرت جی نے مجھے ایک دفعہ والد صاحب کے سامنے ڈانٹا بھی، تاکہ میرے شوق کا امتحان ہو سکے، مگر بعد میں جب اپنے ذوق وشوق کا اظہار کیا تو مجھے پڑھنے کی اجازت دے دی، صادق آباد میں حالات ایسے ہو گئے کہ تعلیم جاری رکھنا مشکل ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ رائے ونڈ اجتماع پر آیا اور واپسی پر حضرت جی سے بھی ملا۔ حضرت نے فرمایا: یہاں کیوں نہیں آ جاتے؟ عرض کیا: اندھے کو کیا چاہیے؟ دو آنکھیں۔ بس والد صاحب کی منت سماجت کر کے جھنگ حضرت کے پاس آ گیا

اور پڑھائی شروع کر دی۔ کچھ مالی تنگی آئی تو حضرت جی سے صورت حال عرض کر دی۔ آپ نے فرمایا: پریشان نہ ہوں، اللہ دین اور دنیا بہت دے گا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس عادت نے متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم کی اتباعِ سنت کی تمام عادات سے متاثر ہوں ترجیح دینا مشکل نظر آ رہا ہے۔ حضرت ڈاکٹر شاہد اویس صاحب مدظلہ کی روایت کسی کے ذریعے پہنچی ہے کہ فلاں بزرگ کو فلاں چیز میں کمال حاصل ہے، فلاں کو فلاں چیز میں کمال ہے، ہمارے حضرت کو اتباع سنت میں کمال کی وجہ سے ہر چیز میں کمال حاصل ہے۔ اس لیے مجھے بھی اپنے محبوب شیخ کی ہر عادت پسند ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شفقت کا کوئی خصوصی واقعہ......؟

ج...... یہ عاجز معہد الفقیر سے دودھ لیتا تھا۔ ایک دن خواب میں دیکھا کہ حضرت دودھ کی ڈرمی گھر میں لائے ہیں اور دودھ کے متعلق سوال جواب کرتے ہیں کہ دودھ کیسے کلول رہا ہے؟ دوسرے دن حضرت جی نے بلایا اور فرمایا کہ مجھے بہت سے لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بھی معہد الفقیر کی طرف سے دودھ دیں، مگر معہد اتنا Afford نہیں کرسکتا۔ آپ ایسا کریں باہر سے دودھ لے لیا کریں، حالانکہ حضرت جی کوئی بھی اشارہ کر دیتے تو ہم غلام ہیں، اس پر عمل کرتے، مگر حضرت جی نے بلا کر خصوصی طور پر فرمایا کہ میرا مشورہ ہے ایسا کرلیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کیکس کتاب نے بہت متاثر کیا اور کیا فائدہ ہوا؟

ج...... سب سے پہلے ''تصوف وسلوک'' سے متاثر ہوا۔ اس کے بعد سفرنامہ سے فائدہ ہوا کہ اس کے پڑھنے سے قلب کی عجیب وغریب کیفیت ہو جاتی ہے اور غفلت

کے پرخچے اڑ جاتے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کون کون سے راز ہیں؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم نے ایک دفعہ خود فرمایا کہ جس بزرگ نے بھی کوئی دین کی بڑی خدمت کی ہے تو اس کے پیچھے قرآن کا عشق اور خدمت نکلے گی۔ حضرت مولانا الیاسؒ، حضرت مولانا زکریاؒ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حتیٰ کہ حضرت جی نے اپنے بارے میں فرمایا کہ اس عاجز کو بھی اپنے والد صاحب کے بچوں کو ناظرہ قرآن صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پڑھانے کی برکت سے دین کی خدمت کی توفیق ملی۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس فکر نے آپ کو بہت متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم کو نسبت پھیلانے کی بہت فکر ہوتی ہے، حتیٰ کہ اس نسبت کے پھیلانے کے لیے نہ دن دیکھا نہ رات دیکھی اور ملکوں ملکوں تک اس نسبت کے پہنچانے کا کام سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ فکر لگا دے اور تمام خلفاء کرام کو بھی یہ فکر لگا دے کہ وہ دن رات نسبت کے پھیلانے میں دیوانے ہو جائیں۔

؎ زمانہ عقل کو سمجھا ہوا ہے مشعلِ راہ
کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحبِ ادراک

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے کون سے بیان نے بہت متاثر کیا، جو کہ آپ کی زندگی کا یادگار بیان ہے؟

ج...... ایک دفعہ مولانا نصر اللہ صاحب کے مدرسہ میں رات تقریباً ایک بجے بیان کیا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد پر عجیب وغریب، پرتاثیر بیان تھا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس ادا نے بہت متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم کی عاجزی و انکساری نے بہت زیادہ متاثر کیا۔ حضرت نے اپنی عاجزی کو ''اندازِ شاہی'' میں چھپایا ہوا ہے کہ عام لوگوں کو حضرت جی کی عاجزی وانکساری کی کیفیت کا ادراک بہت مشکل سے ہوتا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس بات نے متاثر کیا ہے؟

ج...... اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایسا پکا یقین ہے کہ رشک آتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جو دعا تڑپ کر مانگی جاتی ہے وہ اچھل کر قبول ہو جاتی ہے۔

تین باتیں لوہے پر لکیر کے مانند ہیں:

۱...... جو اللہ سے جتنا زیادہ ڈرتا ہے اتنا لوگوں پر اس کا رعب ہوتا ہے، بڑے بڑے لوگ حضرت کے سامنے لڑکھڑا جاتے ہیں کہ سنت کا رعب ہوتا ہے۔

۲...... جو اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ کرتا ہے لوگ اتنی ہی زیادہ اس کی خدمت کرتے ہیں۔ یہ تجربہ ہے اور دیکھا ہے کہ لوگ اپنی زندگیاں پیش کر دیتے ہیں۔

۳...... جو اللہ تعالیٰ سے جتنا زیادہ پیار اور محبت کرتا ہے اتنا ہی مخلوق اس سے محبت کرتی ہے۔ انسان کی اکثریت بچے، بوڑھے، مرد وغیرہ سب محبت کرتے ہیں، حتیٰ کہ جانور بھی اتباعِ سنت والے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔

حضرت جی نے ہدایت کی کہ اپنے شیخ کی باتوں کو بیانات اور مجالس میں دھرانا چاہیے، کیونکہ وہ اللہ کے ہاں مقبول ہوتی ہیں، اس لیے مقبول باتوں کو دہرائیں گے تو خود بھی مقبول ہو جائیں گے۔

س...... کوئی ایسا واقعہ جس سے زندگی کا رخ اور سوچ ہی بدل گئی ہو......؟

ج...... ارشاد فرمایا: جو کچھ مرضی ہو جائے حالات ایسے پیش آ جاتے ہیں کہ بہت سے مولویوں کے ذہن سے معاش کی فکر ختم نہیں ہوتی، مگر تقویٰ ایک ایسی چیز ہے کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہی رہتی ہے۔ تقویٰ کی بھی مختلف اقسام ہیں، دل کا تقویٰ کہ ذکر سے غافل نہ ہو، دماغ کا تقویٰ کہ وساوس نہ آئیں، کان کا تقویٰ کہ غیبت، چغلی وغیرہ سننے سے بچیں، آنکھ کا تقویٰ کہ ہر عورت کو دیکھنے اور تصور کرنے سے بھی بچیں، زبان کا تقویٰ کہ ہر لایعنی اور فضول باتوں سے بچیں۔ اگر ایسے تقویٰ کا خیال رکھا جائے تو غیب کے خزانوں سے مدد ملتی ہے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا (الطلاق: ۴)

''اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا''

ہمارے حضرت کو بھی اس تقویٰ کی برکت سے غیب کے خزانوں سے رزق مل رہا ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے اتنی بڑی نوکری کو چھوڑ دیا تو دماغ سے معاش کا مسئلہ حل ہو گیا کہ جو اپنے آپ کو اللہ کے لیے سو فیصد وقف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ بھی سو فیصد مدد کرتے ہیں۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

مشائخ لوگوں کو، سالکین کو اللہ سے لینے کا ڈھنگ بتاتے ہیں، جس سے معاش میں برکت ہی برکت ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ حضرت جی سے اپنے کچھ مسائل بیان کیے، آپ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا: قاری صاحب! جو آدمی دین کا کام اخلاص سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ گویا اس کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں، پھر چھوڑتے نہیں ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کن تعلیمات پر بہت زور دیتے ہیں؟

ج...... فرمایا: تعلیم کے دوران تعلیم پر اور اخلاص کے ساتھ عمل کرنے پر پوری توجہ مرکوز رکھیں! تخصص کے سال فرمایا: پوری توجہ سے علم حاصل کرو! بعد میں ساری زندگی ''اللہ اللہ'' ہی کرنا ہے، اس لیے پوری توجہ سے حصولِ تعلیم کریں اور بعد میں ''اللہ اللہ'' بھی کرنا ضروری ہے۔ حضرت جی سب سے زیادہ جس چیز پر زور دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ گناہوں سے پاک زندگی بسر کریں، یہی تمام محنت مجاہدوں اور مراقبوں کا مقصود ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم نے آپ کو کوئی خصوصی نصیحت یا وصیت کی ہو......؟

۱۔ ایک دفعہ فرمایا کہ اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کرو تو اللہ تعالیٰ دین اور دنیا دونوں نعمتوں سے نواز دیں گے۔

۲۔ ہر حال میں تقویٰ کا خیال رکھنا۔ یہ آیت بھی وصیت کرتے ہیں:

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ

(النساء: ۱۳۱)

ارشاد فرمایا: میرے حضرت شیخ جو کچھ دے کر گئے تو اس سے ایک انچ آگے پیچھے نہیں ہوا، کوئی نئی چیز اس سلسلے میں داخل نہیں کی، اس پر قسم بھی کھا سکتا ہوں کہ نسبت کو من وعن آگے پہنچا رہا ہوں۔

حضرت مولانا مفتی عبدالوہاب مدظلہ (جھنگ)

تعارف:

آپ وفاق المدارس کے فاضل ہیں۔ تخصص فی الفقہ حضرت مفتی ابولبابہ مدظلہ کے پاس کیا اور آپ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔ معہد الفقیر میں بڑے اخلاص اور خاموشی کے ساتھ اسباق پڑھاتے رہتے ہیں۔ مسلم شریف، ہدایہ وغیرہ پڑھاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ تخصص میں بھی کچھ اسباق کی ذمہ داری ہے۔ بہت ہی زیادہ خاموش طبع ہیں۔ حضرت جی دامت برکاتہم سے بہت محبت رکھتے ہیں۔ معمولات وغیرہ کے لیے آپ سے مشورہ کرتے رہتے ہیں۔ کئی سفروں میں بھی حضرت جی کے ساتھ رہے ہیں اور تربیت پائی ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے جب آپ میں اخلاص اور استقامت جیسی خوبیوں کو پایا تو اجازت وخلافت کی ذمہ داری سونپی۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کیسے ہوا؟

ج...... گوجرانوالہ میں مولانا سیف الرحمٰن قاسم صاحب سے صرف ونحو پڑھی تھی، انہی کے ساتھ جھنگ اجتماع پر آیا تو تعارف ہوا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت کب ہوئے؟

ج...... ا اور طلبا کے لیے سات روزہ تربیتی مجالس تی تھیں، ان میں ٹھہرے اور اسی موقع پر بیعت ہوئے۔ اس وقت ثالثہ میں پڑھتا تھا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شخصیت کا کوئی واقعہ جس سے بہت متاثر ہوئے......؟

ج...... تدریس کے ابتدائی دور میں حضرت جی کے ساتھ بنوں کا سفر ہوا۔ راستے میں ڈرائیور نے حضرت جی دامت برکاتہم کی گاڑی ذرا لاپرواہی سے چلاتے ہوئے ایک ٹریکٹر میں دے ماری۔ اس پر حضرت جی نے ڈانٹا نہیں، بلکہ بڑے صبر وتحمل کے ساتھ سمجھایا کہ ہماری وجہ سے کسی کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ اس واقعہ سے بہت متاثر ہوا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کیکس عادت نے بہت متاثر کیا؟

ج...... ایک ہوتا ہے کسی کو ناجائز تکلیف دینا، اس سے تو ہر مسلمان بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک ہے کسی کو جائز تکلیف دینا اور اس سے کام لینا، مگر حضرت جی دامت برکاتہم اس میں بھی بندے کو کافی مہلت دیتے ہیں۔ کئی دفعہ حضرت جی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو عرض کیا کہ دیکھ کر بتاؤں گا۔ پھر دوبارہ جلدی نہیں پوچھا کہ زیادہ پریشانی نہ ہو اس عادت سے کافی تسلی رہتی اور اچھی طرح تحقیق کر کے مسئلہ بتاتے تھے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شفقت کا کوئی واقعہ جو یادگار رہو......؟

ج...... 2007ء کی بات ہے کوئی گھریلو پریشانی تھی، حضرت جی دامت برکاتہم تسلی دیتے تھے، پھر آپ حج پر تشریف لے گئے۔ عاجز فیصل آباد گیا ہوا تھا، حضرت جی دامت برکاتہم نے سعودی عرب سے میرے گھریلو مسائل سے متعلق دریافت کیا اور دعا کی، یہ شفقت کا واقعہ نہیں بھولتا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کون سی کتاب نے زیادہ متاثر کیا اور کیا فائدہ ہوا؟

ج...... ''خطباتِ فقیر'' ہی نے زیادہ متاثر کیا، کیونکہ سنے ہوئے الفاظ پڑھ رہا ہوتا

ہوں تو زیادہ اثر ہوتا ہے، جس کا بہت زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور ان شاء اللہ ہوتا رہے گا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کیا راز ہیں؟

ج...... جامع الکمالات شخصیت ہیں، ہر پہلو سے کمال نظر آتا ہے، کیونکہ اتباعِ سنت میں کمال حاصل ہے، اس لیے کہ اتباع سنت تمام خوبیوں کی جڑ ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس فکر نے بہت متاثر کیا؟

ج...... احیاء دین کی فکر نے بہت متاثر کیا کہ دن رات اس کے لیے ایک کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم جیسے علما کو بھی یہ فکر عطا فرمائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے کون کون سے بیانات نے بہت متاثر کیا؟

ج...... ایک دفعہ تربیتی مجالس میں بدگمانی کے زہرناک خطرات پہ بیان کیا، لوگ بہت روئے، حتیٰ کہ نماز میں بھی دیر تک لوگوں کی ہچکیاں بندھی رہیں، وہ بیان نہیں بھولتا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کیکس کس ادا نے بہت متاثر کیا؟

ج...... مسکرانے کی ادا نے بہت متاثر کیا اور اعلیٰ اخلاق بھی بہت متاثر کن ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی خاص بات جس نے بہت متاثر کیا......؟

ج...... اکثر اوقات ایسی بات کرتے ہیں جس میں بزرگوں کی تائید بھی شامل ہو کوئی نئی چیز نہ ہو، ہمیشہ سلف صالحین کے طریقے پر رہتے ہیں۔

س...... کوئی ایسا واقعہ جس سے سوچ بدل گئی ہو، زندگی کا رخ ہی بدل گیا ہو......؟

ج...... نسبت کے بعد محبتِ دنیا کے بجائے محبتِ الٰہی کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ یہ ایسا واقعہ

ہے کہ جس سے زندگی کا رخ ہی بدل گیا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کن تعلیمات پر بہت زور دیتے ہیں؟

ج...... آپ فرماتے ہیں کہ گناہوں سے پرہیز کا اہتمام ضرور کریں، کیونکہ سارا ذکر فکر گناہوں سے پرہیز کروانے کے لیے ہی ہوتا ہے۔مبتدی سالک کے لیے ذکر دوا ہے اور منتہی کے لیے غذا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم نے آپ کو کوئی خصوصی نصیحت یا وصیت فرمائی ہو......؟

ج...... ایک دفعہ ایک سال کی چھٹی لے کر جانا چاہتا تھا تو علیحدہ کمرے میں بلا کر فرمایا کہ ہم تو چاہتے ہیں کہ آپ یہاں رہیں، تاکہ کچھ سیکھ کر جائیں، اس بات کے ماننے کا بہت فائدہ ہوا اور زندگی میں بڑی برکت ہوئی، واقعی! ماننے میں خیر ہے۔

حضرت مولانا مفتی حافظ عاطف مدظلہ (لاہور)

تعارف:

حضرت مولانا حافظ عاطف صاحب کا تعلق لاہور سے ہے۔آپ NESPAK میں عرصہ 9 سال تک بطور سول انجینئر کام کرتے رہے اور لاہور شہر کی کئی معروف سڑکوں کی مکمل ڈیزائننگ کی خدمت آپ کے سپرد رہی۔علاوہ ازیں سعودی عرب کے مختلف شہروں میں بڑی سڑکوں کی ڈیزائننگ کا کام بھی سرانجام دیا۔آپ نے درس نظامی کی ابتدائی کتب جامعہ زینب وقاسم العلوم لاہور سے پڑھیں۔علم دین کی تکمیل اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت کو حاصل کرنے کے لیے دورۂ حدیث کے لیے معہد الفقیر تشریف لے گئے۔پھر حضرت جی کے حکم سے تخصص فی الفقہ بھی آپ نے معہد الفقیر ہی سے کیا۔دوران قیام معہد الفقیر کے مستقبل میں بننے والے بہت سارے منصوبوں کے نقشہ جات حضرت جی دامت برکاتہم کی خصوصی نگرانی میں تیار کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔فراغت کے بعد آپ نے NESPAK سے استعفیٰ دے کر اپنے آپ کو پوری طرح دین کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔آپ کو آس اکیڈمی لاہور میں ناظم تعلیمات کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔آپ تدریس کے ساتھ ساتھ دیگر ذمہ داریوں سے بھی بخوبی عہدہ برآ ہو رہے ہیں۔تقریباً 2003ء میں آپ حضرت ڈاکٹر شاہد اویس صاحب سے بیعت ہوئے اور اسباق کی تکمیل کرتے رہے۔پھر سلوک کی تکمیل کے لیے دورہ حدیث کے سال میں حضرت ڈاکٹر صاحب نے آپ کو بڑے حضرت جی کے سپرد کیا۔دو سال حضرت جی دامت برکاتہم کے

انتہائی قریب رہ کر تربیت پاتے رہے۔ 2010ء کے نقشبندی اجتماع کے موقع پر آپ کو اجازت وخلافت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ گلبرگ III لاہور میں ہفتہ وار مجلس ذکر بروز اتوار منعقد فرماتے ہیں۔ عام لوگوں کے لیے "فہم دین کورس" کے نام سے ایک کورس بھی کروا رہے ہیں۔ جامع مسجد فتح میں باقاعدہ جمعہ کے بیانات فرماتے ہیں۔ رمضان المبارک میں تراویح خود پڑھاتے ہیں اور بعد نماز تراویح بیان اور مراقبہ کرواتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم، عمل اور اخلاص میں اور زیادہ برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کیسے ہوا؟

ج...... 2000ء میں UET سے انجینئرنگ کر کے فارغ ہوا۔ علم دین پڑھنے کا شوق تھا پتہ چلا کہ مولانا عبد الرحمٰن صاحب کے گھر میں علم دین پڑھانے کا انتظام ہے۔ وہاں حضرت جی تشریف لایا کرتے تھے۔ وہاں حضرت جی دامت برکاتہم کے لیے حجرہ بنا ہوا تھا، مکان کی چھت پر بیان ہوتا تھا۔ جب بھی حضرت جی تشریف لاتے تھے اس دن پڑھائی نہیں ہوتی تھی، بلکہ سب بیان سنتے تھے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت کب ہوئے؟

ج...... بیعت ڈاکٹر شاہد صاحب سے کی، مگر حضرت جی کے بیانات میں شامل ہوتا رہا اور حضرت جی سے تربیت کرواتا رہا اور معہد الفقیر میں ہی دینی تعلیم مکمل کی۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شخصیت کا کوئی واقعہ جس کا آپ پر بہت اثر ہوا؟

ج...... جو راتیں حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت میں گزریں وہ بہت غیر معمولی

واقعہ ہیں، کیونکہ اب ایسی صحبت بہت کم سالکین کو نصیب ہوتی ہے۔

؎ میری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو
بڑھاپا نہ بچپن نہ میری جوانی
وہ چند ساعتیں جو ''صحبتِ مرشد'' میں گزریں
وہی ساعتیں ہیں میری زندگانی

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے کس انداز سے بہت متاثر ہوئے؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم کی سوچ اور فکر اتنی ٹھوس بنیاد پر ہوتی ہے کہ عام پیروں والی کوئی بات نہیں ہوتی۔ آپ کی سوچ بہت پریکٹیکل ہوتی ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کیکس عادت نے بہت متاثر کیا؟

ج...... ؎ دین تم نے کب سیکھا ہے شیخ کے گھر میں رہ کر
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

ہمیں تو اپنے کمرے میں رکھ کر دین سکھایا اور خصوصی شفقت فرمائی کہ معہد الفقیر کی خدمت کے مواقع دیے۔ جو جس فیلڈ کا آدمی ہوتا ہے، حضرت جی اسے ویسا ہی کام سونپتے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی خصوصی شفقت کا کوئی واقعہ جو یادگار ہو......؟

ج...... جب دورۂ حدیث کر کے فارغ ہوا تو فرمایا: علم دین میں رسوخ کے لیے تخصص فی الفقہ بہت ضروری ہے۔ پھر خود ہی کئی دفعہ ایسی ایسی شفقت فرمائی تو مجھے حیرانی ہوتی تھی کہ شیخ ایسا بھی مزاج شناس ہوتا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کون سی کتاب نے زیادہ متاثر کیا اور کیا فائدہ ہوا؟

ج...... ''خطبات فقیر'' نے بہت متاثر کیا، حتیٰ کہ علماء کرام نے بہت فائدہ اٹھایا۔ حیرانی کی بات یہ بھی ہے کہ میرے پاس بریلوی علما آئے وہ بھی ''خطبات فقیر'' سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ عربی کا مقولہ ہے جسے حضرت جی نے خوب سمجھا ہے کہ

''سلطنتیں اور حکومتیں ختم ہو جاتی ہیں، مگر کتابیں ختم نہیں ہوتیں۔''

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کیا راز ہیں؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم ہر قسم کے گناہوں سے بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی بچنے کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ حضرت جی فرماتے ہیں کہ ولایت کا راز سو فیصد گناہوں کو چھوڑنے میں ہے۔ معہد الفقیر میں حضرت جی سے ملنے کے لیے علما، طلبا، تبلیغی جماعت والے، دنیادار، ایم پی اے، حتیٰ کہ مختلف طبقۂ فکر کے لوگ آتے تھے سب کو ایک ہی نصیحت کرتے تھے کہ ظاہری و باطنی گناہ چھوڑ دو۔

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ

فرمایا: یاد رکھنا! گناہ، نافرمانی کا دوسرا نام ہے۔ ہر قسم کی نافرمانی سے بچنا ہے اس لیے اپنی زندگی میں سے ہر قسم کی نافرمانی کو کرید کرید کر نکالنا ضروری ہے، یا کم از کم انتہائی ندامت اور افسوس ضرور کرنا چاہیے۔

دوسرا قبولیت کا راز یہ ہے کہ سنت کی انتہائی پیروی کرتے ہیں، بلکہ عبادات، معاملات، حتیٰ کہ اپنی عادات میں بھی سنت کی پیروی کرتے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس فکر نے بہت متاثر کیا؟

ج...... تصوف کو پیچیدگیوں سے علیحدہ کر کے رجوع الی اللہ کا نام دیا جائے اور اللہ

کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں بٹھا دیا جائے۔ دوسری فکر یہ ہے کہ امیر لوگوں کو بھی اور انگریزی پڑھے لکھے لوگوں کو بھی متاثر کر کے دین کے اوپر لگا دیا جائے۔ تیسری بہت بڑی فکر یہ ہے کہ دنیاوی پڑھے لکھے لوگوں کو درس نظامی پر لگا دیا جائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے کون کون سے بیانات نے بہت متاثر کیا؟

ج...... بیانات تو سب ہی بہت زیادہ عجیب ہوتے ہیں، مگر اجتماع کے تیسرے دن مغرب کی نماز کے بعد جو بیان کیا تھا، وہ بہت متاثر کن تھا۔ اجتماع کے بیانات کا لاہور کے سالکین پر چھ چھ ماہ تک اثر رہتا ہے۔ واقعی! بیانات کی بات ہی اور ہے، کیونکہ وہ انتہائی قلبی اور روحانی توجہ کے ساتھ کیے جاتے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس کس ادا نے بہت متاثر کیا؟

ج...... ۱۔ کام کام اور بس کام اور تھوڑا سا آرام۔

۲۔ جو کوئی بھی کام ہوا سے انتہائی تحقیق کر کے مرتبہ کمال تک پہنچاتے ہیں

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی خاص بات جس نے بہت متاثر کیا......؟

ج...... بیانات کے آخر میں جو انتہائی زوردار طریقہ سے اختتام کرتے ہیں، کبھی اشعار پڑھتے ہیں، کبھی دعائیہ انداز اختیار کرتے ہیں، یہ باتیں انتہائی متاثر کن ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کا کوئی ایسا واقعہ جس سے سوچ بدل گئی ہو، زندگی کا رخ ہی بدل گیا ہو......؟

ج...... معہد الفقیر میں گزارے ہوئے دو سال انقلابی سال ہیں، جن سے زندگی کا رخ اور سوچیں بدل گئیں کہ ہر حال میں اللہ کو راضی کرنا ہے، خواہ کچھ بھی ہو جائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم نے کوئی خصوصی نصیحت یا وصیت فرمائی ہو؟

ج...... ہر سالک کے لیے، بلکہ ہر مسلمان کے لیے یہ نصیحت اور وصیت ہے کہ دین کا کام کرتے کرتے مرنا ہے اور مرتے مرتے بھی کرنا ہے۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی

میں اسی لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے چند متاثر کن واقعات......؟

ج...... ایک دفعہ عاجز نے پرنٹر میں سے کئی پرنٹ نکالے اور کچھ صفحات کو ضائع کر دیا، حضرت جی نے دیکھے تو فرمایا: آئندہ صفحات ضائع نہیں ہونے چاہییں، فضول خرچی کی حقیقت کو سمجھیں، آپ کو چیزوں کی حفاظت کرنا سمجھائیں گے، آئندہ بس کوئی صفحہ ضائع نہیں ہونا چاہیے۔

ایک دفعہ یہ عاجز فضول میں یہ پوچھ بیٹھا کہ UET میں آپ کا کون سا سیشن تھا؟ بڑی عاجزی سے فرمایا کہ کیا آپ کو میرے انجینئر ہونے میں شک ہے؟

ایک دفعہ حضرت جی کو ایک تنگ جگہ بیٹھنا پڑا، عاجز نے عرض کیا کہ یہ جگہ آپ کے شایانِ شان نہیں ہے۔ فرمایا: شایانِ شان ان کے ہوتی ہے جن کی کوئی شان ہو، ہماری تو کوئی شان ہی نہیں ہے۔

ایک دفعہ بیٹا بہت بیمار ہو گیا، کہیں سے بھی آرام نہیں آ رہا تھا۔ عرض کیا کہ کسی عامل کے پاس لے جاؤں؟ حضرت جی بہت ناراض ہوئے۔ فرمایا: اس دن کے لیے دورہ حدیث کیا تھا اور تخصص کروایا تھا، بالکل کسی عامل کے پاس نہیں جانا۔ ہمارے مشائخ نے کامل بننا سکھایا ہے، عامل بننا نہیں سکھایا۔

حضرت مولانا مفتی محمد ایوب مدظلہ (سرینگر)

تعارف:

آپ نے سکول سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی ہے۔ حفظ قرآن بانڈی پورہ کشمیر میں جامعہ رحیمیہ سے مکمل کیا اور گردان سردوئی شریف میں کی۔ درس نظامی کی ابتدائی کتب سال سوم تک بانڈی پورہ میں پڑھیں، درجہ چہارم جامعہ عربیہ ہتھورا سے کیا اور پھر واپس آکر جامعہ رحیمیہ میں ششم تک جلالین تک ختم کیں۔ پھر دیوبند سے درجہ مشکوٰۃ ،دورہ حدیث اور افتاء کیا۔ رسم المفتی حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ سے پڑھی۔

مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا ریاست علی بجنوری سے پڑھی، ہدایہ قاری عثمان صاحب سے پڑھی، بخاری اول مولانا نصیر احمد خان صاحب سے پڑھی، بخاری ثانی شیخ الحدیث مولانا عبد الحق اعظمی سے پڑھی اور ترمذی شریف اور طحاوی شریف مفتی سعید احمد پالن پوری سے پڑھی۔ افتاء مفتی نظام الدین اعظمی صاحب سے کیا۔

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کی خانقاہ چھتہ مسجد میں تین سال رہے۔ دائیں طرف حضرت کا کمرہ تھا اور بائیں طرف امام مؤذن اور تبلیغی جماعت کا کمرہ تھا۔ سردوئی میں بھی مسجد میں ہی رہے۔ جس جگہ بھی رہے مسجد میں ہی رہے۔ اکثر رمضان حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے پاس گزارتے تھے۔

دوسال جامعہ رحیمیہ بانڈی پور میں پڑھایا، پھر بڑوں کے مشورہ سے اپنے علاقہ میں دار العلوم اسلامیہ قائم کیا اور حفظ کا بھی مدرسہ ہے۔ اسی میں خدمت انجام دیتے ہیں۔ حفظ بھی کروایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ذمہ داریوں کو ہمیشہ اخلاص سے کرتے رہنے کی

توفیق عطا فرماتے رہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کیسے ہوا، اور کہاں بیعت ہوئے؟

ج...... تعارف حضرت مولانا صلاح الدین سیفی مدظلہ کے ذریعہ سے ہوا۔ کیونکہ وہ دیو بند میں تشریف لاتے تھے تو میرے ساتھ کمرے میں رہتے تھے، یہیں سے تعارف ہوا اور انہوں نے حضرت جی کی کتابیں پڑھنے کے لیے دیں۔ حج کے موقع پر حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہوا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شخصیت کا کوئی واقعہ جس کا آپ پر بہت اثر ہوا......؟

ج...... حضرت جی کی شخصیت ایسی ہے کہ انسان دیکھ کر ہی متاثر ہو جاتا ہے، کسی خاص واقعہ کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ حضرت جی کی زیارت ہی متاثر کن واقعہ ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کیکس عادت نے بہت متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی کی ہر عادت سنت کے مطابق ہے، اس لیے ہر عادت متاثر کن ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شفقت کا کوئی واقعہ جو یادگار رہو......؟

ج...... عاجز تو مصافحہ کے لیے جاتا ہے تو گلے لگاتے ہیں اور بعض اوقات پیشانی کا بوسہ بھی لے لیتے تھے۔ یہ شفقتیں، بھلانے ۔سے نہیں بھولتیں ۔یہی یادگار واقعہ ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کون سی کتاب نے زیادہ متاثر کیا اور کیا فائدہ ہوا؟

ج...... سب سے پہلے "دوائے دل" پڑھی، اس سے متاثر ہوا اور سب سے زیادہ سفرنامہ سے متاثر ہوا۔ حضرت جی کی تحریر میں اخلاص اور للّٰہیت ہے، اس لیے کتابوں کو قبولیت حاصل ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کیا راز ہیں؟

ج...... اللہ کے ولی ہیں۔ یہ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کس مقام کے ولی ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کن تعلیمات پر بہت زور دیتے ہیں؟

ج...... بیان کے جس پہلو کو اٹھاتے ہیں تفصیل سے بیان کرتے ہیں، خواہ اللہ کی محبت ہو یا تقویٰ ہو۔

قولِ شیخ دامت برکاتہم

☆ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے جتنی زیادہ قربانیاں کرے گا وہ اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوگا۔

حضرت مولانا مفتی غلام رسول مدظلہ (مظفرآباد)

تعارف:

آپ کا تعلق مظفرآباد کشمیر سے ہے۔آپ نے حفظ قرآن جامعہ حنفیہ چکوال سے کیا ہے، جو کہ حضرت خواجہ پیر غلام حبیبؒ کا لگایا ہوا گلشن ہے۔اس کے بعد دورہ حدیث اور تخصص فی الفقہ کراچی سے کیا۔حفظ کے زمانے سے حضرت جی دامت برکاتہم سے مانوس تھے۔حضرت پیر غلام حبیبؒ کی وفات کے بعد حضرت جی دامت برکاتہم کے ساتھ بیعت کا تعلق قائم کیا۔تخصص کے بعد مستقل طور پر کئی سال معہد الفقیر میں تدریس کرتے رہے۔مختلف طلبا کو اسباق بڑی محنت اور مجاہدہ سے پڑھاتے رہے۔طلبا کے ساتھ انتہائی عاجزی وانکساری اور محبت سے پیش آتے ہیں۔تدریس کے ساتھ ساتھ حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت میں سلوک کی منازل بھی طے کرتے رہے۔آخرکار حضرت جی دامت برکاتہم نے آپ کو اجازت وخلافت کی ذمہ داری سونپی۔آپ بڑی سرگرمی کے ساتھ نسبت کو پھیلا رہے ہیں۔مظفرآباد، دھیرکوٹ اور کشمیر کے دوسرے شہروں میں دورہ فرماتے رہتے ہیں۔کراچی میں بھی آپ نے دین کی خدمت کا بہت کام کیا ہے۔اللہ تعالیٰ اخلاص اور استقامت نصیب فرمائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کیسے ہوا؟

ج...... والدصاحب کا چکوال خانقاہ میں حضرت مرشد عالمؒ سے بیعت کا تعلق تھا، والد صاحب 1966ء سے بیعت تھے۔آپ نے دو تین سو لوگوں کو بیعت کروایا۔والدصاحب

1985ء میں مجھے پڑھنے کے لیے خصوصاً حفظ کے لیے اپنے ساتھ چکوال لے گئے۔ حضرت جی کے نام سے واقف نہیں تھا، بس جھنگ والے خلیفہ صاحب کے نام سے جانتا تھا۔ حضرت جی کی داڑھی کالی سیاہ تھی اس وقت سے حضرت کو جانتا ہوں۔ بڑے حضرت بہت تعریف کرتے تھے کہ دیکھا ارات عزیزم ذوالفقار کیسے گرج رہے تھے، برس رہے تھے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت کب ہوئے، کیوں ہوئے؟

ج...... پہلی بیعت حضرت مرشد عالمؒ سے تھی۔ پہلی دفعہ انگلی لگائی، گدگدی ہوئی تو میں بھاگنے لگا، فرمایا: بیٹا! ادھر آ اور پھر دوبارہ انگلی لگائی۔

1992ء میں حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہوا، مگر اس سے پہلے کئی علما کو سنا اور استخارہ کیا، مگر حضرت جی کے اتباع سنت کے ذوق و شوق سے متاثر ہوا کہ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، ہنسنے بولنے، بیان کرنے، حتیٰ کہ ہر بات میں اتباع سنت تھی جس کی وجہ سے حضرت جی کی شخصیت میں زبردست کشش آ گئی تھی۔ اسی اتباع سنت کو دیکھ کر بیعت ہو گیا اور پھر حضرت جی کے رسوخ فی العلم سے بہت متاثر ہوا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شخصیت کا کوئی واقعہ جس کا آپ پر بہت اثر ہوا......؟

ج...... حضرت جی کے پیار اور اخلاق سے بہت متاثر ہوا۔ ایک دفعہ بچپن میں حضرت جی چکوال تشریف لائے تھے۔ میری عمر تقریباً سات آٹھ سال تھی۔ حضرت جی مسجد کے فانوس کو جوڑ رہے تھے، عاجز قریب جا کر بیٹھ گیا، کبھی ایک بلب کو اشارہ کر کے پوچھتا، یہ بلب روشن ہوگا؟ حضرت فرماتے: ہاں بیٹا یہ بھی روشن ہوگا۔ پھر دوبارہ پوچھا پھر تیسری دفعہ پوچھا، ہر دفعہ صبر سے فرماتے کہ بیٹا! ہاں یہ بھی روشن ہوگا

نہ مجھے ڈانٹا، نہ پاس سے اٹھایا کہ چلے جاؤ! تمہارا کیا کام ہے؟ تم بار بار فضول سوال کرر ہے ہو۔ مجھے بچپن کا یہ صبر اور پیار کا انداز اب تک نہیں بھولا۔ واقعی! بعض اوقات بچپن کی باتیں پچپن میں بھی نہیں بھولتیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس بات سے بہت متاثر ہوئے؟

ج...... ایک دفعہ حضرت جی مکتوبات لکھ رہے تھے، مجھے بلوایا، یہ عاجز سویا ہوا تھا، حاضر ہوا۔ حضرت جی نے فرمایا کہ ان خطوط کو بند کر کے رکھو۔ عاجز نے اپنی جہالت کی وجہ سے تھوک لگا کر خط بند کرنا شروع کر دیے۔ پوچھا: آپ مفتی ہیں؟ کیسے مفتی ہیں؟ یہ عاجز تو ایک دفعہ ہل گیا، فرمایا: یہ لفافہ پر کیا لگا ہوا ہے؟ عرض کیا: یہ کیمیکل لگا ہوا ہے۔ فرمایا: جاؤ! پانی لاؤ، اس سے لفافے بند کرو اور پھر ہاتھ بھی دھو لینا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اصلاح وتربیت فرماتے تھے۔

حضرت جی دامت برکاتہم کے اصلاح کے انداز مختلف ہیں۔ ایک دفعہ جھنگ ٹھہرا ہوا تھا۔ فیصل آباد کا اجتماع تھا، سبھی لوگ مصافحہ کرر ہے تھے، یہ عاجز اجازت لینے کے لیے مصافحہ کی خاطر حاضر ہوا تو ہاتھ جھٹک دیا، عاجز کافی گھبرایا۔ لاہور اجتماع میں حاضر ہوا، بیان کر کے جانے لگے تو عاجز راستے میں کھڑا تھا، بہت خوش ہو کر فرمایا: آیئے آیئے مفتی صاحب! اور سینے کے ساتھ لگایا اور سمجھ گئے کہ بھاگنے والا نہیں ہے۔ خون دینے والا مجنوں ہے چُوری کھانے والا مجنوں نہیں ہے۔

ایک دفعہ مولانا عاطف صاحب کے ہاں لاہور میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اچانک حضرت جی عصر کا وقت داخل ہوتے ہی تہہ خانے میں تشریف لائے، ہم سب سوئے ہوئے تھے، میری آنکھ کھلی تو حضرت جی مصلے پر کھڑے تھے عاجز جلدی سے وضو کر کے

حاضر ہوا تو حضرت جی ریک (Rack) میں لگی ہوئی کتابوں کو دیکھنے میں لگ گئے، پھر پوچھا: مفتی صاحب! ''تصوف وسلوک'' پڑھی ہے؟ عرض کیا کہ جی پڑھی ہے، پھر زور دے کر فرمایا کہ دوبارہ سے ''تصوف وسلوک'' پڑھیں اور تسلی سے پڑھیں، تاکہ آدابِ زندگی اور آدابِ شیخ کا کچھ علم ہو۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم نے آپ کی کوئی ایسی ذمہ داری لگائی ہو جس سے آپ کی اصلاح ہوئی ہو......؟

ج...... بیرون ملک کے کچھ آزاد منش لڑکوں کو پڑھانے کی ذمہ داری لگائی کہ ان کے ساتھ گھل مل کر رہو، تاکہ یہ ذرا دین سے مانوس ہو جائیں۔ استاد شاگرد کے ادب آداب کو زیادہ نہیں جانتے ہیں، اس لیے پیار محبت سے رہیں، تاکہ انہیں ادب آداب کا پتہ چل جائے۔

ایک دفعہ ڈیرے پر بیٹھے تھے باہر کے علمائے کرام بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ مغرب کی نماز ادا فرمائی، مصلّی پر تشریف فرما ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت جی دامت برکاتہم کی اسباق تازہ کرنے کے لیے کیفیت بن رہی تھی۔ مجھے بلایا اور پوچھا کہ کون سا سبق ہے؟ عرض کیا کہ فلاں سبق ہے۔ پوچھا: شجرہ طیبہ ہے؟ عرض کیا: جیب میں نہیں ہے۔ آپ نے سمجھانے کے لیے فرمایا: شجرہ طیبہ ایک کتاب ہے جس میں آداب اور اسباق وغیرہ لکھے ہوئے ہیں، اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو اقبال صاحب سے پوچھ لینا اور شہر میں مکتبہ حبیبیہ ہے اس سے خرید لینا اور پاس رکھا کریں۔

س...... آپ کو جھنگ آنے کا خیال کیسے آیا اور جھنگ میں قیام کرنے کی کیا وجوہات تھیں؟

ج...... معہد الخلیل کراچی سے دورۂ حدیث کیا پھر حضرت جی کے مشورے سے

بنوری ٹاؤن سے تخصص کیا۔ ایک دفعہ مولانا یحییٰ صاحب ڈیفنس میں لے کر گئے۔ ایک عمارت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ بلڈنگ ہے، اگلے سال یہ مدرسہ آپ کی ذمہ داری میں کام کرے گا۔ عاجز اس وقت خاموش رہا، دل میں خیال آیا کہ اپنے شیخ سے مشورہ کرلوں، بات سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ ایک طرف استاد تھے اور ایک طرف شیخ تھے فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت جی کراچی تشریف لائے عاجز نے اس بات کا تذکرہ کیا، فرمایا: بچہ میں استخارہ کروں گا۔ تین دن حافظ منیر صاحب کے ہاں ٹھہرے اور تیسرے دن فرمایا: بیٹا! ان سے عرض کر دینا کہ حضرت جی نے فرمایا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ جھنگ آ جائیں۔ اس سال کے آخر میں مظفر آباد ہمارے ہاں تشریف لائے، حضرت والا نے باتوں باتوں میں فرمایا کہ مرید کو شیخ کے ساتھ سفر و حضر میں ساتھ رہنا چاہیے، کیونکہ سفر میں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔

چنانچہ رجب میں کتابیں ختم کر کے 2001ء میں جھنگ پہنچ گیا اور تقریباً دو سال حضرت جی دامت برکاتہم کے ساتھ سفروں میں رہا۔ پنجاب کے بہت سے علاقوں میں ساتھ رہا، کشمیر میں ساتھ رہا اور سرحد میں ساتھ رہا۔ سفر میں خوب اصلاح ہوئی۔ واقعی! شیخ کے ساتھ سفر میں بہت اصلاح ہوتی ہے۔

س...... آپ کی کیسے کیسے اصلاح ہوئی؟

ج...... میری حضرت جی دامت برکاتہم نے خاموشی کے ساتھ زیادہ اصلاح کی ہے کہ خاموش نگاہوں سے توجہ کرتے رہتے تھے۔ عاجز کو اپنی کمیاں کوتاہیاں اور گناہ یاد آنے لگتے تھے کہ میرے گناہوں کی نحوست کی وجہ سے غلطیاں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے شیخ کو ڈانٹنا پڑتا ہے۔ افسوس تو مجھ پر ہے کہ شیخ کی گرانی کا سبب بنتا ہوں اللہ تعالیٰ

س...... آپ کی تربیت شفقت سے ہوئی یا ڈانٹ کے ذریعے سے ہوئی؟

ج...... زیادہ اصلاح تو شفقت کے ذریعے سے ہوئی، کبھی کبھار ڈانٹ بھی پڑ جایا کرتی تھی، بلکہ خاموش ڈانٹ زیادہ دیرپا اثر کرتی ہے، گویا:

ع خاموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

س...... نسبت کی برکات کا کیا کیا مشاہدہ ہوا؟

ج...... جیسے علم پڑھانے سے بڑھتا ہے اسی طرح نسبت بھی خرچ کرنے سے بڑھتی ہے۔ کئی دفعہ مشاہدہ کیا گیا کہ نسبت کی برکات سے کام آسان ہو گیا اور دین کے پھیلانے میں سہولتیں پیدا ہو گئیں۔ اس کے کئی واقعات ہیں جو مشائخ نے لکھے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں نسبت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر نسبت کی قدر کی جائے تو اس کی بے شمار برکات کا ظہور ہوتا ہے۔ دین کا کام کرنے سے بہت بڑھتی ہے، بلکہ نسبت ملتی ہی دین کو مؤثر طریقے سے پھیلانے کے لیے ہے۔ مفتی صاحب نے نسبت کی برکات کے کئی واقعات سنائے جو حیران کن تھے۔

واقعی! حضرت جی کی نسبت بہت ہی عالی ہے، دلوں میں ہلچل مچا دیتی ہے۔ ہمارے پلے تو سوائے نسبت کے کچھ نہیں ہے۔ ہمیشہ ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہماری وجہ سے نسبت کی بدنامی نہ ہو جائے۔

~ عمل کے اپنے اساس کیا ہے
بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت
میرا تو بس آسرا یہی ہے

حضرت مولانا سردار شاہ مدظلہ (لاہور)

تعارف:

آپ بنیادی طور پر سوات مشین آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔ابتدائی کتابیں مدرسہ اشرف العلوم قصور سے پڑھیں جو رائیونڈ مرکز کی شاخ ہے۔دورہ حدیث رائیونڈ مرکز سے کیا۔فراغت کے بعد چار سال مدرسہ اشرف العلوم میں تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔روزانہ دس اسباق پڑھانے کی ترتیب تھی جس میں ہدایہ ثانی،نور الانوار،حسامی،صرف ونحو کی کتب پڑھائیں۔زمانہ طالب علمی میں تین سال صرف کا اجرا کرایا اور فراغت کے بعد پانچ سال صرف پڑھائی۔آپ کو سب سے زیادہ ذوق صرف اور اصول فقہ پڑھانے کا ہے۔ 2011ء میں آس اکیڈمی میں معمولات کروانے کی ذمہ داری اور ظاہری باطنی صفائی کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ تدریس کی ذمہ داری سونپی گئی۔حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت کا تعلق 2000ء میں قائم ہوا۔پیر تعلیم کے طور پر حضرت ڈاکٹر شاہد اویس صاحب سے تربیت پاتے رہے اور اسباق طے کرتے رہے۔آخرکار حضرت جی دامت برکاتہم نے 2011ء میں اجازت وخلافت کی ذمہ داری سونپی۔اجازت ملنے کے بعد اپنے علاقے سوات میں سلسلہ کی اشاعت کا کام باحسن طریقے سے انجام دیا،جس سے بہت سے لوگ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔خصوصاً دینی مدارس کے طلبا کا آپ کی طرف کافی رجوع ہے۔اللہ تعالیٰ اخلاص اور استقامت کی اور زیادہ توفیق عطا فرما۔ئے۔آمین

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کیسے ہوا اور کیسے بیعت ہوئے؟

ج...... لاہور میں ایک بیان سنا، اس بیان سے بہت متاثر ہوا اور بیعت ہوگیا۔ دل پہ انگلی لگوانے کا موقع بھی مل گیا۔ ایک چیز سے بہت متاثر ہوا کہ لائن میں چلتے چلتے عرض کیا کہ ایک بات کرنی ہے تو آپ نے فوراً کان میری طرف متوجہ فرما لیے۔ یہ عاجز چھوٹا آدمی ہے اس بات سے بہت متاثر ہوا۔

س...... کوئی ایسا واقعہ جس سے آپ حضرت جی کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئے ہوں......؟

ج...... پہلی نگاہ میں دیکھا تو دل نے گواہی دی کہ یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اس لیے بیعت کے لیے راغب ہوگیا، اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہوگیا۔ ایسا لگا کہ پرانے اسلاف کا کوئی نمونہ ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس عادت نے بہت متاثر کیا؟

ج...... سنت عمامہ گویا کہ کوئی شاہانہ تاج ہے اور ہاتھ میں عصا سے بہت متاثر ہوا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شفقت کا کوئی واقعہ جو یادگار رہو......؟

ج...... حضرت جی کا نسبت جیسی نعمت کا عطا کرنا بہت بڑی مہربانی ہے۔ نسبت کی وجہ سے صفتِ احسان نصیب ہوجاتی ہے۔ واقعی! نسبت بہت ہی قدر دانی کی چیز ہے، اللہ کرے ہمیں اس کی صحیح قدر آجائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کون سی کتاب نے زیادہ متاثر کیا اور کیا فائدہ ہوا؟

ج...... سب سے پہلی کتاب جس نے متاثر کیا وہ ''دوائے دل'' ہے جس سے بیان

میں خلوص پیدا کرنے کی فکر پیدا ہوئی ۔ دوسری کتاب ''اہل دل کے تڑپا دینے والے واقعات'' ہے ۔ یہ بہت ہی متاثر کن کتاب ہے، مگر اس کے لیے جس کو واقعی قدر ہو۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کیا راز ہیں؟

ج...... جتنا حضرت جی دامت برکاتہم کو اتباعِ سنت میں کمال حاصل ہے اس پر رشک آتا ہے اور یہی قبولیت کا سب سے بڑا راز ہے۔علما اور صلحا کا حضرت جی دامت برکاتہم کی طرف جھکاؤ اور طلب، یہ حضرت جی کی قبولیت کا راز ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس فکر نے بہت متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی کی انسان کو انسان بنانے کی فکر نے بہت متاثر کیا۔حضرت جی فرماتے ہیں کہ 20,20 گھنٹے گزر جاتے ہیں میری نیند نہیں ہوتی، اس محنت اور مجاہدہ کی عادت اور فکرِ امت نے بہت متاثر کیا۔

س...... کون کون سے بیانات نے بہت متاثر کیا؟

ج...... يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ (الشعراء:۸۸)

اس آیت پر حضرت جی نے بیان فرمایا تھا۔ایک بیان شب برأت کے موقع پر فرمایا تھا کہ مجمع بلبلا کر رو رہا تھا۔ان دو بیانوں نے بہت متاثر کیا۔

س...... کس کس ادا نے بہت متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم کے اندازِ بیان نے بہت متاثر کیا۔اس کے علاوہ حضرت جی کے مسنون لباس اور عصا نے بہت زیادہ متاثر کیا۔ایک بیان

کے بعد مراقبہ میں کچھ اشعار پڑھے تھے ان سے بھی بہت زیادہ متاثر ہوا، جس کا عنوان تھا:

ع ہوا و حرص والا دل بدل دے

س...... کوئی خاص بات جس نے بہت متاثر کیا......؟

ج...... جب مراقبہ میں توجہ کے ساتھ ''اللہ'' کہتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ کلیجہ اور دل نکل کر باہر آ جائیں گے۔

س...... کوئی ایسا واقعہ جس سے سوچ بدل گئی ہو، زندگی کا رخ ہی بدل گیا ہو......؟

ج...... بیعت نہیں تھا تو بس الفاظ ہی کو سب کچھ سمجھتے تھے، بیان میں کچھ ایسی بات کرتے تھے کہ کوئی تعریف کرے۔ حضرت جی دامت برکاتہم سے تعلق کے بعد اخلاص کا فکر ہوا، دعا میں رونے کا فکر پیدا ہوا۔ پہلے ان چیزوں کا کوئی فکر ہی نہیں تھا، بلکہ ہم ان چیزوں کو اہمیت ہی نہیں دیتے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی تعلیمات جن سے آپ بہت متاثر ہوئے......؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم اپنی تعلیمات میں، بیانات میں ایک ایک نکتہ کو بڑے واضح انداز میں بیان کرتے ہیں۔ ہر ہر نکتے کو ایسے سمجھاتے ہیں کہ ہر بندہ وہ نکات نہیں بیان کرسکتا۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ کی شکل نظر آتی ہے۔ آپ کی تعلیمات اور کتابوں میں قرآن وحدیث کے حقائق ومعارف کے نکات بھرے پڑے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم نے کوئی خصوصی نصیحت یا وصیت فرمائی ہو......؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم نے ڈاکٹر شاہد صاحب سے فرمایا کہ آپ کا سب سے بڑا مقصد انسان کو انسان بنانا ہے۔ کسی نے کہا کہ آپ کے یہ یہ امتیازات ہیں کہ

عربی تکلم ہوتا ہے، یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے۔ حضرت جی نے اصلاح فرماتے ہوئے فرمایا: یہ امتیاز نہیں ہے، امتیاز لکھنے اور بیان کرنے سے حاصل نہیں ہوتے، بلکہ وہ لوگ جو یہاں سے بن کر نکلیں گے وہ آپ کا تعارف اور امتیاز ہوں گے۔

پھر فرمایا: ہمارے بزرگ چُھپتے تھے اور ہم چَھپتے ہیں، بلکہ انسان کو انسان بنانا اور مثالی انسان بنانا یہ آس کا اصل مقصد ہے۔

اقوالِ شیخ دامت برکاتہم

☆ جس طرح چراغ جلے بغیر روشنی نہیں دیتا
علم بھی عمل کیے بغیر فائدہ نہیں دیتا۔

☆ کوئی بھی عالم دین اس وقت تک حامل دین نہیں بن سکتا، جب تک عامل دین نہ بنے۔

حضرت مولانا سجاد احمد مدظلہ (لاہور)

تعارف:

بنیادی طور پر آپ کا تعلق ضلع گوجرانوالہ سے ہے۔ ابتدائی کتب جامعہ امدادیہ فیصل آباد سے پڑھیں۔ دورۂ حدیث جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا۔ تخصص جامعۃ الرشید کراچی سے کیا۔ جامعہ ابوبکر صدیقؓ اور جامعہ عائشہؓ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ آج کل آس اکیڈمی میں درس و تدریس شعبے کے ساتھ منسلک ہیں۔ آسٹریلیا مسجد لاہور میں 2006ء میں بیعت ہوئے۔ اسباق حضرت ڈاکٹر شاہد اویس صاحب سے طے کیے۔ 2011ء میں اجازت وخلافت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی مجلس ذکر میں ختمات شریفہ کروانے کی ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ آس اکیڈمی میں بچوں کی تربیت پر خصوصی نظر رکھتے ہیں اور ظہر کے بعد ''مجالس فقیر'' بھی پڑھتے ہیں۔ ''خطبات فقیر'' کے مطالعہ کا خصوصی ذوق ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل اور اخلاص کی توفیق عطا فرمائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کیسے ہوا؟

ج...... صوفی ظہیر صاحب مرحوم سے خاندانی تعلق ہے، پھر ان کی وجہ سے ہمارے خاندان پر بھی اثر پڑا، اس طرح حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف ہوا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت کب ہوئے اور کیا اثر ہوا؟

ج...... بیعت 2006ء میں آسٹریلیا مسجد میں کی تھی۔ بیعت سے پہلے ذکر فکر کی کوئی

خاص رغبت اور میلان نہیں تھا جو بیعت کے بعد محسوس کیا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شخصیت کا واقعہ جس کا آپ پر بہت اثر ہوا......؟

ج...... زیادہ تو حضرت جی دامت برکاتہم کے بیانات سے متاثر ہوا ہوں کہ بیان کے بعد دل کی کیفیت بدل جاتی ہے۔اس واقعہ نے بہت متاثر کیا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس عادت نے بہت متاثر کیا؟

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی ہر عادت سے بہت متاثر ہوں، کیونکہ ہر عادت ہی سنت میں ڈھلی ہوئی ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شفقت کا کوئی واقعہ جو یادگار رہو......؟

س...... نسبت کی نعمت کا عطا ہونا یہ شفقت کا بہت بڑا واقعہ ہے، کیونکہ نسبت کے بعد انسان کی عبادات، معاملات اور عادات میں سنت کا رنگ آ جاتا ہے۔

س...... کون سی کتاب نے زیادہ متاثر کیا اور کیا فائدہ ہوا؟

ج...... ''خطباتِ فقیر'' سے بہت متاثر ہوا اور بیان پڑھنے کے بعد اپنے اندر تبدیلی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کیا راز ہیں؟

۱۔ اخلاص ۲۔ اتباعِ سنت ۳۔ دین پر استقامت

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس فکر نے بہت متاثر کیا؟

ج...... اس فکر نے کہ دنیا کے کونے کونے تک دین پھیل جائے اور اس کے لیے حضرت جی دامت برکاتہم نے دن رات ایک کیا ہوا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے کون کون سے بیانات نے بہت متاثر کیا؟

ج...... مسجد اللہ اکبر ڈیفنس لاہور میں اخلاق نبوی ﷺ کے موضوع پر بیان کیا تھا اس نے بہت متاثر کیا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس کس ادا نے بہت متاثر کیا؟

ج...... ہر ادا ہی سنت کے مطابق ہے اس لیے ہر ادا ہی متاثر کرتی ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی خاص بات جس نے بہت متاثر کیا......؟

ج...... ایک دوست میرا تعارف کروانے لگے تو حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ فقیر انہیں جانتا ہے، اس بات نے بہت متاثر کیا۔

س...... کوئی ایسا واقعہ جس سے سوچ بدل گئی ہو، زندگی کا رخ ہی بدل گیا ہو......؟

ج...... مولانا عاطف خان صاحب کے گھر میں تھے، آپ نے مختصر بات کی جس میں دنیا کی حقیقت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا تھا۔ یہ واقعہ ایسا ہے جس کی وجہ سے دل پر دنیا کی حقیقت واضح ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجحان ہو گیا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کن تعلیمات پر بہت زور دیتے ہیں؟

ج...... علم دین کے حصول پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں اور دوسرا اتباعِ سنت پر بہت زور دیتے ہیں۔

حضرت مولانا شیخ لطیف الرحمٰن مدظلہ (مکہ مکرمہ)

تعارف:

آپ بنیادی طور پر انڈیا کے رہنے والے ہیں۔ ہندوستان کے مختلف مدارس سے حفظ قرآن کیا اس کے بعد کتابوں کی تکمیل کی۔ مختلف مدارس میں تدریس بھی کرتے رہے۔ آخرکار مکہ شریف میں قیام کا موقع مل گیا، اس لیے اب شیخ لطیف الرحمٰن مہاجر مکی بن گئے ہیں۔ آپ کا خصوصی ذوق حدیث شریف کی خدمت ہے، حدیث شریف کے مختلف موضوعات پر کئی ضخیم جلدیں ترتیب دی ہیں۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے آپ کی علمی خدمات کے بارے میں فرمایا: بعض علم کی مچھلیاں اوپر تیرتی رہتی ہیں اور بعض مچھلیاں علم کے سمندر کے اندر گہرائی تک تیرتی ہیں۔ پہلے بھی کئی مشائخ کی صحبت اٹھا چکے ہیں۔ دو مشائخ سے باقاعدہ اجازت وخلافت بھی نصیب ہوئی۔ اس کے باوجود محبت و معرفت کے مزید حصول کے لیے حضرت جی دامت برکاتہم سے اصلاحی وتربیتی تعلق جوڑا۔ کافی عرصہ اصلاح وتربیت پاتے رہے، اسباق بھی طے کرتے رہے۔ آخرکار 2012ء کے رمضان کے آخر پر آپ کو اجازت و خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ انڈیا کے کافی لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہے۔ نقشبندی مجددی نسبت کو پھیلانے کے لیے امکانی حد تک کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کیسے ہوا؟

ج...... جھنگ کے چوہدری نذیر صاحب کے ذریعہ تعارف ہوا۔ پھر مکہ شریف میں

حضرت جی سے شاید نسیم ہوٹل میں ملاقات ہوئی ۔ حضرت مولانا محمد مکی حجازی بھی حضرت جی کے پاس بیٹھے تھے ۔ایک دفعہ حرم شریف میں حضرت جی بیٹھے تھے، حضرت مولانا سجاد ندوی بھی موجود تھے، حضرت کھڑے ہوکر مصافحہ کرر ہے تھے ۔ ہم ذرا دور بیٹھے ہوئے تھے تو چوہدری نذیر صاحب نے کہا کہ حضرت جی سے مصافحہ کرنے چلتے ہیں ۔بس مصافحہ کیا تو حضرت جی نے مولانا سجاد ندوی صاحب سے فرمایا کہ بعض علم کی مچھلیاں اوپر تیرتی رہتی ہیں، فقیر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اور بعض مچھلیاں علم کے سمندر کے اندر گہرائی تک تیرتی ہیں ۔فقیر نے عرض کیا کہ نذیر صاحب دیکھیں ! اللہ والوں کا مصافحہ بھی فیض سے خالی نہیں ہے ۔حضرت جی نے مولانا سجاد ندوی سے دعا کروانے کے لیے فرمایا: تو انہوں نے ایسی رقت آمیز دعا کروائی کہ ان کا پورا وجود کانپ رہا تھا ۔

؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت کب ہوئے اور کس وجہ سے ہوئے؟

ج...... کسی کامل نقشبندی شیخ کی تلاش میں تھا ۔افغانستان اور بہت سی جگہوں پر لوگوں کو کہہ رکھا تھا کہ کوئی کامل شیخ ہوں تو مجھے بھی بتائیں ۔ تلاش جاری رکھی، آخر کار طبیعت میں انشراح حضرت جی سے ہوا ۔ پہلے دو مشائخ سے اجازت خلافت بھی تھی حضرت مولانا حکیم امجد صاحب لاہور والوں سے اجازت تھی ۔ چشتیہ سلسلہ کے مولانا عبدالشکیل صاحب سے بھی اجازت وخلافت تھی ۔ایک دفعہ حرم شریف میں حضرت جی سے عرض کیا کہ دل میں سکون نہیں ہے، بیعت فرمالیں ۔حضرت نے فرمایا: اوپر ہوٹل

میں چلتے ہیں۔ باقاعدہ بیعت ہوا پھر حضرت جی نے اسباق طے کروانے شروع کیے۔

س...... پہلے والی زندگی اور حضرت جی کے ساتھ تعلق کے بعد والی زندگی میں کیا فرق محسوس کیا؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم کی نسبت نہایت قوی ہے۔ جس کا اثر ہر چیز میں ہوتا ہے۔ مراقبات اور معمولات میں بھی فرق ہوتا ہے۔ ایک دفعہ طائف کے قریب جنگل میں کسی کے گھر میں تھے۔ حضرت جی کی نسبت نے عجیب اثر کیا کہ سوتے ہوئے دل سے ''اللہ اللہ اللہ'' کی آواز آنے لگی۔ صاحب خانہ کچھ پریشان بھی ہوا، ادھر ادھر دیکھا، مگر میرے کمرے میں آیا تو اس پر حقیقت حال کھل گئی۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شخصیت کا کوئی واقعہ جس کا آپ پر بہت اثر ہوا......؟

ج...... حضرت جی کی صحبت میں بیٹھنے کے بعد دل کی کیفیت بدلنے لگتی ہے۔ ایک دفعہ ہوٹل سے حرم شریف میں جا رہے تھے۔ حضرت جی ویل چیئر پر بیٹھے تھے، مگر میرے پاؤں میں کچھ درد تھا۔ حضرت جی ویل چیئر سے اتر گئے، مجھے بیٹھنے کا حکم دیا میرے لیے مشکل تھا، مگر مولانا مصطفیٰ کمال صاحب نے کہا کہ حضرت کا حکم ہے بیٹھنا ہی پڑے گا۔ ایسی حالت میں باب فہد تک گئے کہ عاجز ویل چیئر پر بیٹھا تھا اور عجیب حالت تھی اور حضرت پیدل چل رہے تھے۔ یہ منظر یاد آتا ہے تو شرمندگی ہوتی ہے اور حضرت کی شخصیت کی اعلیٰ ظرفی کا پتہ چلتا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس عادت نے بہت متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی کی تواضع کی عادت نے بہت متاثر کیا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کون سی کتاب نے زیادہ متاثر کیا اور کیا فائدہ ہوا؟

ج...... ''مجالسِ فقیر'' اور ''اندازِ تربیت'' میں تو عجیب وغریب چیزیں جمع ہوگئیں ہیں۔ ''اندازِ تربیت'' کو ڈیسک پر سامنے رکھتا ہوں لوگ آتے ہیں پڑھتے ہیں اور دیکھتے ہی رہتے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کیا راز ہیں؟

ج...... خزانہ غیب سے یہ ہوتا ہے کہ فلاں بزرگ کے ظہور سے فلاں سلسلہ کا کام بڑھے گا اور اسے چار چاند لگیں گے۔ جیسے حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت خواجہ غلام علی دہلویؒ اور اس دور میں ہمارے حضرت جی سے عالمی کام لیا گیا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس فکر نے بہت متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی کا فرمان ہے کہ میرا جینا بھی سلسلہ کی اشاعت کے لیے ہے اور میرا مرنا بھی سلسلہ کی اشاعت کے لیے ہے۔

؎ وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے کون کون سے بیانات نے بہت متاثر کیا؟

ج...... خصوصاً زیمبیا کے بیانات میں بہت اثر ہے۔ پہلے موسم حج میں ایسے طویل بیان ہوتے تھے کہ طبیعت بدل جاتی تھی اور زندگی میں انقلاب آ جاتا تھا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس کس ادا نے بہت متاثر کیا؟

ج...... تواضع والی ادا دل کو بہت بھاتی ہے، جو کہ بندے کی رفعت کو ظاہر کرتی ہے۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰہُ

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی خاص بات جس نے بہت متاثر کیا......؟

ج...... ایک دفعہ ایک بات فرمائی جس نے مجھے بہت متاثر کیا اور بہت فائدہ دیا کہ
''گناہ کے سارے چراغوں کوگل کر دیں اور کوئی نیا چراغ نہ جلائیں۔''

س...... کوئی ایسا واقعہ جس سے سوچ بدل گئی ہو، زندگی کا رخ ہی بدل گیا ہو......؟

ج...... حضرت جی نے فرمایا کہ میرا جینا اور مرنا سلسلہ کی اشاعت کے لیے ہے۔ ہمیں بھی سبق ملتا ہے کہ شیخ کی اتباع کریں اور جینا اور مرنا سلسلہ کی اشاعت کے لیے ہو۔اس چیز نے زندگی کا رخ اور سوچ ہی بدل دی ہے۔

؎ میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی ایسی تعلیمات جس پر بہت زور دیتے ہیں......؟

ج...... ترک معاصی پر بہت زور دیتے ہیں، تاکہ تقویٰ پیدا ہو۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم نے آپ کو کوئی خصوصی نصیحت یا وصیت فرمائی ہو؟

ج...... نسبت کی ترویج اور خدمت کے لیے اپنے آپ کو کھپادیں۔بس یہی وصیت اور نصیحت کرتے ہیں۔حضرت جی کی باتیں کیا کیا سنائیں اور کیا کیا لکھائیں ، یہ تو عشق و محبت کی باتیں ہیں جو ختم ہونے والی نہیں ہیں:

؎ کاغذ تمام ، کلک تمام اور ہم تمام
مگر داستانِ شوق ابھی ناتمام ہے

حضرت مولانا مصطفیٰ کمال مدظلہ (مکہ مکرمہ)

تعارف:

بنیادی طور پر آپ کا تعلق اسلام آباد سے ہے۔ والدین اسلام آباد میں رہتے ہیں۔ پھر دنیاوی تعلیم کی تکمیل کے لیے ملائیشیا اور دوسرے ملکوں میں سفر کرتے رہے۔ دبئی میں بھی کافی عرصہ قیام رہا۔ دبئی میں حضرت جی دامت برکاتہم سے بہت زیادہ استفادہ کیا۔ درس نظامی بھی کر رہے ہیں۔ ذکر فکر اور معمولات کو انتہائی استقامت سے کرتے ہیں۔ حضرت جی دامت برکاتہم کے سفر و حضر کے خادم خاص ہیں۔ آج کل مکہ مکرمہ میں اقامت پذیر ہیں۔ کوہ طور، مصر، ترکی کے سفروں میں حضرت جی دامت برکاتہم کے ساتھ رہے ہیں۔ ترکی کا سفر نامہ بھی لکھا ہے۔ ''معارف السلوک'' نام کی کتاب بھی ترتیب دی ہے۔ اب بھی لکھنے لکھانے کا مشغلہ ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم کی ہر قسم کی خدمت میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ بہت سوں کے لیے قابل رشک ہیں۔ حضرت جی دامت برکاتہم آپ پر بہت زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔ تصوف و سلوک کو حضرت جی سے بڑے محنت و مجاہدے کے ساتھ سیکھا ہے۔ آپ کے ذوق شوق اور دوسری ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے پورا کرنے کی وجہ سے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے آپ کو اجازت و خلافت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ آپ کئی ملکوں میں حضرت جی دامت برکاتہم کے ساتھ سفر کر چکے ہیں اور نسبت کے کام کو پھیلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اخلاص و استقامت عطا فرمائے اور ہمارے حضرت کی خدمت میں سبقت کرنے والا بنائے اور ہمیشہ آپ کو حضرت جی دامت برکاتہم کا منظورِ نظر بنائے رکھے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کیسے ہوا اور کیسے بیعت ہوئے؟

ج...... امریکہ میں Law پڑھنے گیا اور وہاں روحانیت کی بڑی کمی محسوس کی، جس کے لیے مرشد کی تلاش میں تھا، کیونکہ عاجز نے دو تین سال کامل مرشد پانے کے لیے دعائیں کی ہیں۔ ایک دفعہ Tasawwuf.com جو کہ حضرت جی کی ویب سائٹ ہے، کو سرچ کیا تو وہاں مرشد کیوں ضروری ہے؟ اور مرشد کیا سکھاتا ہے؟ وغیرہ باتیں لکھی ہوئی تھیں جنہوں نے مجھے اپیل کیا، میں نے email بھیجی۔ ڈاکٹر حسین عبد الستار صاحب نے فون پر بات کی کہ ہم سیدھے سادھے صوفی ہیں شریعت کی پابندی کرتے ہیں، ہمارے ہاں کوئی ہو، ہائے اور دھوم دھام نہیں ہے۔ سوچ لیں اور استخارہ کر لیں۔ عاجز نے استخارہ کیا اور دوسرے دن شیخ عبد الستار صاحب سے کہا کہ مجھے بیعت ہونا ہے اور توبہ کے کلمات پڑھ لیے۔ پھر جب حضرت جی امریکہ آئے تو ان کے بھائی خالد عبد الستار صاحب کے توسط سے حضرت جی کی خدمت میں پہنچا اور اس طرح حضرت جی سے بھی بیعت ہونے کی سعادت حاصل ہو گئی۔

بیعت کی بشارت:

ایک دفعہ جوانی میں خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ ہیں جو مختلف لوگوں کو مختلف جگہ بھیج رہے ہیں۔ مجھے حکم ہو رہا ہے کہ "باب ابوبکر" جو کہ مصر میں ہے وہاں چلے جاؤ اور پھر میں سواری پر بیٹھا اور چھوٹے چھوٹے پتھروں کا ریگستان دیکھا۔ ایک بزرگ نے تعبیر دی کہ سلسلہ نقشبندیہ میں آپ بیعت ہوں گے۔ حضرت جی کے ساتھ بعد میں، مدائن صالح دیکھنے گئے تو وہاں ویسی جگہ دیکھی اور بے اختیار زبان سے "سبحان اللہ" نکلا۔

س..... حضرت جی دامت برکاتہم کی شخصیت کا کوئی واقعہ جس کا آپ پر بہت اثر ہوا......؟

ج...... حضرت جی کی شخصیت جمال وکمال میں کامل ومکمل ہے۔کسی ایک واقعہ میں حضرت جی کی شخصیت کو کیسے بیان کرسکتا ہوں ۔شروع سے ہی بہت سی شخصیات کو دیکھنے کا موقع ملا، کیونکہ والد صاحب کئی ملکوں میں پاکستان کے سفیر رہے تھے،اس لیے بہت سے لوگوں کو دیکھ چکا تھا،مگر حضرت جی کی شخصیت ہر پہلو سے کامل مکمل ہے کیونکہ عبادات،معاملات حتیٰ کہ عادات میں بھی سراپا سنت ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کیکس عادت نے بہت متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی کے جمال سے بہت متاثر ہوں۔اگر بالفرض کبھی جلال بھی آئے تو اس میں بھی جمال کی جھلک ضرور نظر آتی ہے، یہ عادت بہت نایاب ہے۔

ڈھونڈو گے ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شفقت کا کوئی واقعہ جو یادگار رہو......؟

ج...... حضرت جی کی اتنی شفقتیں ہیں اتنی مہربانیاں ہیں کہ بعض اوقات حیرت میں ڈوب جاتا ہوں۔

شروع شروع میں امریکہ میں حضرت جی کا ایک بیان سننے گئے، اہلیہ صاحبہ بھی ساتھ تھیں، بیان ختم ہونے کے بعد باہر نکلے تو مجھے نہیں پتہ تھا کہ اتنی دیر ہو جائے گی۔ گھر کیسے پہنچوں گا ؟ یا مجھے کہاں جانا چاہیے؟ آگے حضرت جی سے ملاقات ہو گئی تو حضرت جی سے بیساختہ کہہ دیا کہ ہمارا یہاں کوئی نہیں ہے۔حضرت جی نے فرمایا: میں

جو ہوں اور میزبان کو حکم فرمایا کہ جو کمرہ میرے لیے تیار کیا ہے اس میں مصطفیٰ صاحب اور ان کے گھر والے ٹھہریں گے اور صبح صاحبِ خانہ نے مجھے گھر بھی پہنچایا۔ یہ ایسا شفقت کا واقعہ ہے جس نے میرے اوپر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ اس کے بعد تو پھر بہت عجیب وغریب قسم کے واقعات ہیں کہ میرا رؤاں رؤاں شکر ہی ادا کر سکتا ہے اور کیا کر سکتا ہے؟

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کون سی کتاب نے زیادہ متاثر کیا اور کیا فائدہ ہوا؟

ج...... ''تصوف وسلوک'' اور سفر نامہ ہے جس نے بہت متاثر کیا۔ تصوف وسلوک کے ذریعے تمام نظریات اور Concept clear ہو گئے، جس سے تصوف کا مقصد سمجھ آ گیا، کیونکہ کئی نئے نئے لوگوں کو ساری زندگی تصوف کا مقصد ہی سمجھ نہیں آتا۔ سفر نامہ سے یہ فائدہ ہوا کہ حضرت جی کی شخصیت سے خوب واقفیت ہو گئی۔ اب زیادہ لطف اور مزہ ''مجالسِ فقیر'' پڑھنے میں آتا ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ مجالس پڑھتے ہوئے حضرت جی کی صحبت میں بیٹھا فیض پا رہا ہوں۔ اب مجالس کا لطف اور تاثیر زیادہ محسوس ہوتی ہے، کیونکہ مجالسِ ذکر میں مجالس کو پڑھ کر سنا سکتے ہیں اور فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کیا راز ہیں؟

ج...... حضرت جی کا جو سنت والا مزاج اور طبیعت ہے یہی پاکستان میں ہے، افریقہ میں ہے، امریکہ میں ہے، مصر میں بھی اور ترکی کے سفر میں بھی یہی سنت والا مزاج تھا۔ اتباعِ سنت طبیعتِ ثانیہ بن گئی ہے جو کہ انسانی کمالات میں سے سب سے

بڑا کمال ہے۔

دوسری چیز اکابرین علماء دیوبند کا جو مسلک ہے اس پر استقامت ہے، کیونکہ یہی مسلکِ اعتدال ہے۔اس کے ساتھ اکابرین مشائخ نقشبند کے طریقے پر جمے رہنا ہے حتیٰ کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے Pure خالص نقشبندی طریقہ جو مشائخ سے سیکھا ہے وہی آگے سکھانا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس فکر نے بہت متاثر کیا؟

ج...... اس فکر کے خلاصہ کو ایک مصرع میں بیان کرتا ہوں جو حضرت جی سے ہی کئی دفعہ سنا ہے کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے نام کو پھیلانے کے لیے زندہ ہیں:

ع ہم تو زندہ ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے کون کون سے بیانات نے بہت متاثر کیا؟

ج...... اعتکاف کے بیانات بہت زیادہ متاثر کرتے ہیں، کیونکہ روزہ، مسجد اور معتکفین کی طلب اور حضرت جی کا اصلاح و تربیت کا غم یہ سب چیزیں مل کر بیانات میں عجیب و غریب تاثیر پیدا کر دیتے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس ادا نے بہت متاثر کیا؟

ج...... والد صاحب چونکہ پاکستان کے سفیر رہے ہیں، اس لیے مختلف ملکوں کے صدور اور وزیروں اور شہزادوں کے ساتھ سفر کرنے اور دعوتوں میں جانے کے مواقع ملتے رہے، مگر جو حضرت جی میں Natural Sophistication (طبعی نفاست اور مہذب طبیعت ہے) وہ دنیاداروں میں نہیں پایا جاتا، کیونکہ دنیاداروں کی طبیعتوں میں تکلفات ہوتے ہیں، اس لیے کہ نئی تہذیب تکلف ہی تکلف ہے۔ بقولِ اقبال:

ع نئی تہذیب تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں

س...... کوئی ایسا واقعہ جس سے سوچ بدل گئی ہو، زندگی کا رخ ہی بدل گیا ہو......؟

ج...... جب سے حضرت جی کے ساتھ حج وعمرہ کے اسفار شروع ہوئے تو کثرت سے صحبت کے مواقع ملے، اس سے زندگی کا رخ اور سوچ ہی بدل گئی ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے سنت پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہوا ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی ایسی ہدایت جس پر بہت زور دیتے ہیں......؟

ج...... گناہوں سے بچنے پر بہت زور دیتے ہیں، کیونکہ بقول حضرت تھانویؒ، تصوف کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی رگ رگ سے گناہوں کا کھوٹ نکل جائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم نے آپ کو کوئی خصوصی نصیحت یا وصیت فرمائی ہو......؟

ج...... فرمایا: مرد حضرات اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی گئی سفارش کو ہمیشہ مدنظر رکھیں:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء: ۱۹)

اور عورتیں ہمیشہ ذہن میں یہ رکھیں کہ مردوں کے لیے اللہ تعالیٰ ہی نے فرمایا:

عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (البقرة: ۲۲۸)

اس سے گھروں میں محبت اور امن وسکون رہتا ہے۔

س...... نسبت سے پہلے اور بعد میں کیا فرق محسوس ہوتا ہے؟

ج...... نسبت کے بعد مخلوق کے ساتھ طبیعت میں نرمی اور بھی زیادہ غالب ہو جاتی ہے،

جس کی وجہ سے مخلوقِ خدا کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی فکر ہوتی ہے۔

؎ کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

س...... سالکین کو کوئی خصوصی نصیحت......؟

ج...... اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ کی محبت کی خاطر شیخ سے قانونی عشق کے بجائے جنونی عشق ہو جائے، جو کہ کامل اور سچا عشق ہو۔ نہ عقیدت سے کام بنے گا، نہ رغبت سے کام بنے گا اور نہ ہی خالی محبت سے کام پورا ہوگا، بلکہ کام پورا کرنے کے لیے کامل سچا اور جنونی عشق اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے، تاکہ اسی نسبت سے پھر اللہ تعالیٰ کی بھی جنونی محبت نصیب ہو جائے، کیونکہ رب العالمین کا فرمان عالی شان ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرة:١٦٥)

س...... آدابِ شیخ میں سے کون سا ادب بے حد ضروری ہے؟

ج...... یہ سوچے کہ ہمارے شیخ استقامت والے ہیں اور اخلاص والے ہیں اور کامل اتباعِ سنت والے ہیں، اس لیے دل میں یہ اصول بنا لینا چاہیے کہ جو کچھ میرے شیخ سے صادر ہو قولاً یا فعلاً وہ حق ہے اللہ تعالیٰ اس میں خیر ڈال دیں گے۔

میرے شیخ کا علم، عمل اخلاص، تقویٰ، خوفِ خدا اور تجربہ مجھ سے زیادہ ہے، اس لیے جو کچھ وہ فرما رہے ہیں اور جو وہ کر رہے ہیں اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے۔

حضرت مولانا شفیق الرحمٰن مدظلہ (راولپنڈی)

تعارف:

آپ کا تعلق مانسہرہ سے ہے۔ حضرت مولانا قاسم منصور صاحب کے داماد ہیں۔ اقبال مسجد چاکرہ روڈ راولپنڈی کے خطیب ہیں۔ درس نظامی وفاق المدارس سے کیا ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم سے بہت پرانا بیعت کا تعلق ہے۔ طبیعت میں عاجزی وانکساری پائی جاتی ہے۔ معمولات پر بھی بڑی استقامت حاصل ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم سے رابطے کے لیے تگ و دو کرتے رہتے ہیں۔ مدرسہ امام بخاری چلا رہے ہیں۔ جہاں سے سینکڑوں بچے حفظ کر چکے ہیں۔ درس نظامی کی کتب بھی شروع کی ہیں۔ جامعہ عائشہ میں بھی مختلف اسباق پڑھاتے ہیں۔ اہم امور میں حضرت جی سے مشورہ کرتے رہتے ہیں، پھر اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ کافی عرصہ حضرت جی کی صحبت اٹھائی ہے۔ آخر کار حضرت جی دامت برکاتہم نے ایک نقشبندی اجتماع کے موقع پر اجازت وخلافت کی ذمہ داری سونپی۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کیسے ہوا؟

ج...... پہلے سے تھوڑا سا تعارف تھا، مگر جب عاجز جامعہ فریدیہ میں پڑھتا تھا تو وہاں حضرت جی تشریف لائے اور مزید تعارف ہوا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے کب اور کہاں بیعت ہوئے؟

ج...... جامعہ فریدیہ میں پڑھتے تھے تو اساتذہ بیعت اور اصلاح وتربیت کا تذکرہ

کرتے رہتے تھے۔ والد صاحب بھی دعوت وتبلیغ میں وقت لگا چکے تھے۔ چچا جان حضرت مولانا قاسم منصور مدظلہ کی مثالی زندگی کو بھی دیکھ چکے تھے۔ کیونکہ وہ کھری بات کرتے تھے۔ یہ میرا بیک گراؤنڈ تھا، اس لیے حضرت جی کو دیکھا اور باتیں سنیں تو دل کی آواز نظر آئی اور محسوس ہوئی، پھر بیعت ہو گیا۔

س...... حضرت جی سے خصوصی تعارف کیسے ہوا؟

ج...... جب حضرت کے فرمانے پر فیصل آباد کے ایک مدرسے میں تدریس کے لیے گیا تو وہاں بھی حضرت سے ملاقات اور صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملتا رہتا تھا، پھر مدرسہ تعلیم الاسلام میں مولانا خلیل الرحمٰن انوری مدظلہ کے پاس اسباق پڑھاتا تھا۔ دوران تدریس ہی حضرت جی نے راولپنڈی میں چاکرہ روڈ پر مدرسہ امام بخاری اور جامعہ بنات عائشہ میں تشکیل کر دی۔ اب حضرت جی کی دعاؤں اور توجہات سے یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ خلوص کی توفیق عطا فرمائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے ساتھ کوئی سفر ہوا؟

ج...... الحمد للہ! حج کے سفر میں بھی ساتھ تھا۔ حضرت جی کے بیانوں سے استفادہ کیا۔ حضرت جی کی صحبت کا خوب موقع ملا۔ واقعی! سفر میں سب سے زیادہ استفادہ کا موقع ملتا ہے۔ اگر ادب، محبت سے اور اطاعت کی نیت سے سفر کیا جائے تو یہ سفر سونے پر سہاگہ کے مانند فائدہ مند ہو جاتا ہے۔

مدینہ شریف میں مواجہ شریف پر حاضری کے وقت بھی حضرت کے ساتھ تھا،

بلکہ مدینہ شریف کی زیارات بھی حضرت کے ساتھ کیں۔سفر کے دوران حضرت جی کا حسنِ انتظام بہت زبردست تھا۔ حیرانی ہوتی ہے کہ کتنا اچھا ڈسپلن تھا۔ واقعی! زندگی میں ڈسپلن ہوتو زندگی مثالی زندگی بن جاتی ہے۔ اسلام، نماز، روزہ اور حج وغیرہ میں ہر جگہ جہاں اور حکمتیں سکھاتا ہے وہاں ڈسپلن بھی سکھاتا ہے کہ جو کام کیا جائے سلیقہ اور طریقہ سے کیا جائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کیا راز ہیں؟

ج...... اسلاف کے طرز زندگی پر جو مضبوطی سے قائم ہیں کہ سرِ مو انحراف نہیں کرتے، بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ میں اندھا حنفی، اندھا دیوبندی اور اندھا نقشبندی ہوں۔ یہ اسلاف کے ساتھ مضبوط تعلق کی قوی دلیل ہے۔

اَلْبَرْکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ

''برکت اکابرین کے ساتھ جڑے رہنے میں ہے۔''

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی خاص ادا جس نے بہت متاثر کیا......؟

ج...... سنت طریقے سے ملنا اور Dealing کرنا اور اپنے مقصد زندگی پر ڈٹے رہنا۔کسی کام کو لیتے ہیں تو کامل درجے تک پہنچاتے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی خاص بات جس نے بہت متاثر کیا......؟

ج...... فرمایا: ایک دفعہ مدینہ مسجد میں بیان کیا اور اپنی انتہائی عاجزی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میں اس غلام کی طرح ہوں جو اپنے مولا پر بوجھ بنا ہوا ہو۔

وَهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ (النحل:٧٦)

''اور وہ اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے جہاں کہیں اسے بھیجے کوئی خیر کی بات نہ لائے۔''

س...... حضرت جی کی کون کون سی کتاب نے متاثر کیا اور کیا کیا فائدہ ہوا؟

ج...... حضرت جی کی ساری کتابیں ہی متاثر کرتی ہیں، لیکن سفرنامہ تو ایسا ہے کہ میں نے پڑھنا شروع کیا تو ختم کر کے ہی دم لیا۔ میری نظر میں تو ساری ہی کتابیں اصلاحی اور تربیتی ہیں کہ انہیں پڑھے تو انسان کو اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کا احساس ضرور ہوتا ہے۔

س...... حضرت جی کی شفقت کا کوئی واقعہ بیان......؟

ج...... مدینہ شریف میں ایک بڑے ہوٹل میں دسترخوان پر تھے۔ عاجز بس شرما کر تھوڑا تھوڑا سا کھا رہا تھا۔ تو حضرت جی نے پاس بلایا کہ یہاں بیٹھو اور مرغ کو آدھا چیر کر فرمایا کہ مولانا! لو اسے کھاؤ اور فرمایا: جس کو کھانا بھی نہ آیا تو وہ کام کیسے کرے گا؟

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی ایسی تعلیمات جن پر بہت زور دیتے ہیں......؟

ج...... میرے نزدیک حضرت عصری علوم کے بھی مخالف نہیں ہیں، مگر دینی علوم کو مقصد قرار دیتے ہیں اور دینی علوم میں رسوخ حاصل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ حضرت دینی علوم میں بھی علم کی گہرائی میں جاتے ہیں، یہی رسوخ فی العلم ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہونے کے بعد کیا کیا تبدیلیاں محسوس کرتے ہیں؟

ج...... بیعت کے بعد یہ تبدیلی محسوس کی ہے کہ اگر علم میں بہت زیادہ بھی بڑھ جاتا تو

کیا پتہ بہت بڑا علامہ اور اپنے آپ کو لیڈر سمجھنے لگتا۔ بیعت کے بعد اپنی جہالت اور اپنی کوتاہیوں پر نظر رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ معافی مانگنے کی بھی توفیق دیتے رہتے ہیں۔ کسی کو اپنی کمی کوتاہی پر معافی کی توفیق مل جانا یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہوا کرتی ہے۔

صبح توبہ ہے شام توبہ ہے
میرے لب پہ دوام توبہ ہے
با اثر ہے یا بے اثر تو جان
اپنے کرنے کا کام توبہ

قولِ شیخ دامت برکاتہم

انسان کی روح اوپر سے آئی ہوئی چیز ہے اور اس کی غذا بھی اوپر سے آئے ہوئے انوار و تجلیات سے پوری ہوتی ہے۔

حضرت مولانا طاہر معاویہ مدظلہ (اسلام آباد)

تعارف:

آپ نے دورۂ حدیث معہد الفقیر سے کیا۔ چھوٹی عمر سے ہی بڑے صالح اور نیک نوجوان ہیں۔ تصوف وسلوک کو حضرت جی دامت برکاتہم سے پوچھ پوچھ کر سیکھا ہے۔ سلوک میں بھی بڑا محنت مجاہدہ کیا ہے۔ کئی کئی گھنٹے مراقبہ کرتے ہیں۔ نسبت کا نور چہرے سے عیاں ہوتا ہے۔ طبیعت میں بڑی عاجزی وانکساری ہے۔ دورہ اور تخصص کے دوران حضرت جی سے خوب استفادہ کیا اور بہت مضبوط رابطہ رکھا۔ اس مضبوط رابطے کی برکت سے حضرت جی کو بھی ان پر بہت اعتماد پیدا ہوا۔ آخر کار انہیں اجازت وخلافت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اسلام آباد، ایبٹ آباد اور مانسہرہ وغیرہ میں نسبت کا خوب کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور زیادہ استقامت اور اخلاص نصیب فرمائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے کیسے اور کہاں تعارف ہوا؟

ج...... درس نظامی میں سادسہ کے سال، شیخ طریقت کے بارے میں فکرمند تھا کہ اصلاح وتربیت کے لیے کسی شیخ سے تعلق ہونا چاہیے۔ 2006ء کے رمضان میں سولھویں روزے خواب میں تہجد کے وقت دیکھا کہ کوئی مجھے جھنگ لے جا رہا ہے۔ گھر آیا بہنوئی سے جھنگ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں جھنگ سے ہو کر آیا ہوں وہاں پر بہت بڑے شیخ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی ہوتے ہیں۔ بس ان سے ایڈریس لیا اور جھنگ جا کر حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہو گیا۔

س...... کوئی واقعہ جس نے حضرت جی دامت برکاتہم کی شخصیت سے بہت متاثر کیا......؟

ج...... بیعت کے بعد حضرت جی دامت برکاتہم کی محبت کا غلبہ رہنے لگا، حتیٰ کہ حضرت جی جب مدرسہ سے ڈیرے پر جاتے تھے تب بھی محبتِ شیخ کی وجہ سے میرے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔

؎ عقل سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس عادت سے بہت متاثر ہوئے؟

ج...... حضرت جی کے استقامت اور دین کے لیے مختلف قربانیوں کی عادت سے بہت متاثر ہوا، کیونکہ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ اَلْفِ کَرَامَۃٍ

''دین پر استقامت سے رہنا ہزار کرامتوں سے اوپر ہے۔''

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی خصوصی شفقت کا کوئی واقعہ......؟

ج...... دورۂ حدیث کے بعد حضرت جی کو ایک لمبا چوڑا خط لکھا کہ مجھے مدینہ یونیورسٹی جانا ہے۔ تو فرمایا کہ نہیں! آپ کو سلوک سیکھنا ہے اور آپ نے آئندہ سال میری خدمت میں رہنا ہے اور صحبت کا فیض اٹھانا ہے۔ یہ آپ کی خصوصی شفقت تھی۔

؎ یک زمانہ صحبتِ با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کون سی کتاب نے متاثر کیا اور کیا فائدہ ہوا؟

ج...... ''رہے سلامت تمہاری نسبت'' نے بہت متاثر کیا۔ ''تمنائے دل'' اور ''نماز کے اسرار ورموز'' نے بھی متاثر کیا اور خشوع وخضوع والی نماز کی فکر پیدا ہوئی۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کے کیا راز ہیں؟

ج...... حضرت جی نے جو چار ماہ مسکین پور شریف میں قربانی کے ساتھ گزارے کہ روزانہ آٹھ گھنٹے مراقبہ دس ہزار دفعہ کلمہ طیبہ کا ورد اور تین سپارے روزانہ تلاوت کا معمول تھا۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خصوصی مہربانیوں سے نوازا تھا۔ روزہ بھی رکھتے تھے اور کھجور اور دودھ کے گلاس سے سحری وافطاری کرتے تھے۔

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ

دوسری قبولیت کی وجہ یہ ہے کہ آپ اکثر سفروں میں رہتے ہیں، جس کی وجہ سے خود بھی متحرک ہیں اور سالکین کو بھی متحرک رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کام کام اور بس تھوڑا سا آرام کریں۔

حضرت شیخ نے ایک دفعہ فرمایا کہ اگر سست بندہ سڑک کے اُس طرف کھڑا ہو مجھے دیکھ کر بھی تکلیف ہوتی ہے کہ دنیا میں کام کرنے کے لیے آئے ہیں، سستی غفلت کے لیے نہیں آئے۔ قرآن اعلان کر رہا ہے:

وَلَا تَکُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِیۡنَ (الاعراف: ۲۰۵) ''غافلوں میں سے نہ ہونا۔''

ایک دفعہ فرمایا کہ سست بندہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔

؎ جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس فکر نے بہت متاثر کیا؟

ج...... ہر وقت سلسلہ کی اشاعت کی فکر نے بہت متاثر کیا کہ ہر بندہ ''اللہ اللہ'' سیکھ کر ساری زندگی اللہ کی محبت میں گزار دے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:۱۶۵)

''اور مومن تو وہ ہے جو اللہ سے شدید ترین محبت کرتا ہو۔''

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے کون کون سے بیانات نے متاثر کیا؟

ج...... ایک دفعہ قراء حضرات کے لیے ایک تجوید کا کورس کروایا تھا، اس کے آخر پر بہت متاثر کن بیان کیا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ عاشق قرآن بنیں۔

؎ عشق تیری انتہا، عشق میری انتہا
تو بھی ابھی ناتمام میں بھی ابھی ناتمام

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کیکس کس ادا نے بہت متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی دامت برکاتہم کی محبت سے قریب کرنے کی ادا نے بہت متاثر کیا جس کی وجہ سے انسان کا دل آپ پر قربان ہونے کو چاہتا ہے۔

؎ یقین محکم، عمل پیہم ''محبت فاتح عالم''
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس بات نے سب سے زیادہ متاثر کیا؟

ج...... بات کرنے کا نفسیاتی ڈھنگ اور سلیقہ بہت متاثر کن ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی خصوصی بات جس سے بہت فائدہ ہوا......؟

ج...... ارشاد فرمایا: ہمارے ہاں انقلاب مراقبے سے آتا ہے، اس لیے مراقبہ ہر

کرتے رہتے تھے۔ والد صاحب بھی دعوت وتبلیغ میں وقت لگا چکے تھے۔ چچا جان حضرت مولانا قاسم منصور مدظلہ کی مثالی زندگی کو بھی دیکھ چکے تھے۔ کیونکہ وہ کھری بات کرتے تھے۔ یہ میرا بیک گراؤنڈ تھا، اس لیے حضرت جی کو دیکھا اور باتیں سنیں تو دل کی آواز نظر آئی اور محسوس ہوئی، پھر بیعت ہوگیا۔

س...... حضرت جی سے خصوصی تعارف کیسے ہوا؟

ج...... جب حضرت کے فرمانے پر فیصل آباد کے ایک مدرسے میں تدریس کے لیے گیا تو وہاں بھی حضرت سے ملاقات اور صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملتا رہتا تھا، پھر مدرسہ تعلیم الاسلام میں مولانا خلیل الرحمٰن انوری مدظلہ کے پاس اسباق پڑھاتا تھا۔ دوران تدریس ہی حضرت جی نے راولپنڈی میں چاکرہ روڈ پر مدرسہ امام بخاری اور جامعہ بنات عائشہ میں تشکیل کردی۔ اب حضرت جی کی دعاؤں اور توجہات سے یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ خلوص کی توفیق عطا فرمائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے ساتھ کوئی سفر ہوا؟

ج...... الحمد للہ! حج کے سفر میں بھی ساتھ تھا۔ حضرت جی کے بیانوں سے استفادہ کیا۔ حضرت جی کی صحبت کا خوب موقع ملا۔ واقعی! سفر میں سب سے زیادہ استفادہ کا موقع ملتا ہے۔ اگر ادب، محبت سے اور اطاعت کی نیت سے سفر کیا جائے تو یہ سفر سونے پر سہاگہ کے مانند فائدہ مند ہو جاتا ہے۔

مدینہ شریف میں مواجہ شریف پر حاضری کے وقت بھی حضرت کے ساتھ تھا،

بلکہ مدینہ شریف کی زیارات بھی حضرت کے ساتھ کیں۔ سفر کے دوران حضرت جی کا حسنِ انتظام بہت زبردست تھا۔ حیرانی ہوتی ہے کہ کتنا اچھا ڈسپلن تھا۔ واقعی! زندگی میں ڈسپلن ہو تو زندگی مثالی زندگی بن جاتی ہے۔ اسلام، نماز، روزہ اور حج وغیرہ میں ہر جگہ جہاں اور حکمتیں سکھاتا ہے وہاں ڈسپلن بھی سکھاتا ہے کہ جو کام کیا جائے سلیقہ اور طریقہ سے کیا جائے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کیا راز ہیں؟

ج...... اسلاف کے طرز زندگی پر جو مضبوطی سے قائم ہیں کہ سرِ مو انحراف نہیں کرتے، بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ میں اندھا حنفی، اندھا دیو بندی اور اندھا نقشبندی ہوں۔ یہ اسلاف کے ساتھ مضبوط تعلق کی قوی دلیل ہے۔

اَلْبَرَکَةُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ

''برکت اکابرین کے ساتھ جڑے رہنے میں ہے۔''

~ ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی خاص ادا جس نے بہت متاثر کیا......؟

ج...... سنت طریقے سے ملنا اور Dealing کرنا اور اپنے مقصد زندگی پر ڈٹے رہنا۔ کسی کام کو لیتے ہیں تو کامل درجے تک پہنچاتے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی خاص بات جس نے بہت متاثر کیا......؟

ج...... فرمایا: ایک دفعہ مدینہ مسجد میں بیان کیا اور اپنی انتہائی عاجزی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میں اس غلام کی طرح ہوں جو اپنے مولا پر بوجھ بنا ہوا ہو۔

وَهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ (النحل:٧٦)

''اور وہ اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے جہاں کہیں اسے بھیجے کوئی خیر کی بات نہ لائے۔''

س...... حضرت جی کی کون کون سی کتاب نے متاثر کیا اور کیا کیا فائدہ ہوا؟

ج...... حضرت جی کی ساری کتابیں ہی متاثر کرتی ہیں، لیکن سفر نامہ تو ایسا ہے کہ میں نے پڑھنا شروع کیا تو ختم کر کے ہی دم لیا۔ میری نظر میں تو ساری ہی کتابیں اصلاحی اور تربیتی ہیں کہ انہیں پڑھے تو انسان کو اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کا احساس ضرور ہوتا ہے۔

س...... حضرت جی کی شفقت کا کوئی واقعہ بیان......؟

ج...... مدینہ شریف میں ایک بڑے ہوٹل میں دسترخوان پر تھے۔ عاجز بس شرما کر تھوڑا تھوڑا سا کھا رہا تھا۔ تو حضرت جی نے پاس بلایا کہ یہاں بیٹھو اور مرغ کو آدھا چیر کر فرمایا کہ مولانا! لو اسے کھاؤ اور فرمایا: جس کو کھانا بھی نہ آیا تو وہ کام کیسے کرے گا؟

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی ایسی تعلیمات جن پر بہت زور دیتے ہیں......؟

ج...... میرے نزدیک حضرت عصری علوم کے بھی مخالف نہیں ہیں، مگر دینی علوم کو مقصد قرار دیتے ہیں اور دینی علوم میں رسوخ حاصل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ حضرت دینی علوم میں بھی علم کی گہرائی میں جاتے ہیں، یہی رسوخ فی العلم ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہونے کے بعد کیا کیا تبدیلیاں محسوس کرتے ہیں؟

ج...... بیعت کے بعد یہ تبدیلی محسوس کی ہے کہ اگر علم میں بہت زیادہ بھی بڑھ جاتا تو

کیا پتہ بہت بڑا علامہ اور اپنے آپ کو لیڈر سمجھنے لگتا۔ بیعت کے بعد اپنی جہالت اور اپنی کوتاہیوں پر نظر رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ معافی مانگنے کی بھی توفیق دیتے رہتے ہیں۔ کسی کو اپنی کمی کوتاہی پر معافی کی توفیق مل جانا یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہوا کرتی ہے۔

صبح توبہ ہے شام توبہ ہے
میرے لب پہ دوام توبہ ہے
با اثر ہے یا بے اثر تو جان
اپنے کرنے کا کام توبہ

قولِ شیخ دامت برکاتہم

جس کا شیخ کے ساتھ رابطہ کامل ہوتا ہے وہ آگے نکل جاتا ہے اور تھوڑا ذکر کرنے سے بھی واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

حضرت مولانا ڈاکٹر نثار احمد مدظلہ (اسلام آباد)

تعارف:

حضرت مولانا ڈاکٹر نثار احمد مدظلہ کا آبائی تعلق لالہ موسیٰ سے ہے۔ پھر والد صاحب کے ساتھ اسلام آباد میں شفٹ ہوئے۔ اسلام آباد میں الیکٹریکل ٹیکنالوجی میں ڈپلومہ کیا، پھر ملازمت کے دوران ہی ہومیو پیتھک کا کورس بھی کیا۔ حضرت جی دامت برکاتہم کے خصوصی معالج ہیں۔ حضرت جی کے ساتھ کئی اسفار کیے اور خصوصی صحبت حاصل رہی۔ آپ نے حضرت جی سے بہت فیض حاصل کیا، بہت سی مجالس میں بھی حاضر رہے اور تربیت کے بعد 2009ء اجتماع میں اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے تعارف کب، کیسے اور کہاں ہوا؟

ج...... اسامہ بن زید مسجد G-8/2 اسلام آباد میں پہلے یادگار بیان میں حاضر ہوا تھا۔ پھر مجالس ذکر میں بھی حاضر ہوتا رہا، دل میں خیال آیا کہ دل سے تو بیعت ہو چکا ہوں، رسم رہ گئی ہے وہ بھی پوری کرلوں پھر اس کے بعد بیعت ہوگیا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم سے کب اور کہاں بیعت ہوئے؟

ج...... 5 جنوری 1997ء کی بات ہے کہ حضرت جی دامت برکاتہم کی اجازت سے آپ کے۔ اتھ افطاری میں حاضر ہوئے، دل میں خواہش تھی کہ ہاتھوں میں ہاتھ دے کر بیعت ہوں گا، وہ پوری ہوگئی اور دل باغ باغ ہوگیا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت کے کچھ متاثر کن واقعات......؟

ج...... ڈاکٹر افتخار صاحب کے ہاں حضرت جی دامت برکاتہم سے ملے، عجیب کیفیت تھی۔ایک خواب کا تذکرہ کیا کہ خواب میں آپ نے میرے منہ پر منہ رکھ کر پھونک ماری ہے اور اندر نور سے بھر گیا ہے اور طبیعت میں کچھ منتقل ہو گیا ہے اور طبیعت میں تبدیلی محسوس کی ہے۔حضرت جی نے اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ یہ محبت کے تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔سلسلہ نقشبندیہ میں اتباع سنت کی خاطر شیخ سے محبت بہت ضروری ہے۔

ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، ڈاکٹر جمیل صاحب کے ہاں دعوت تھی۔حضرت جی ڈاکٹر جمیل صاحب سے ہومیو پیتھک کورس کے بارے میں پوچھ رہے تھے، اس دوران یہ عاجز درمیان میں خود بول پڑا کہ میں نے بھی ہومیو پیتھک کورس کیا ہوا ہے۔ بعد میں اس بات پر بہت شرمندگی ہوئی، مگر یہ تعارف کروانا بہت فائدہ مند ہو گیا اور حضرت نے مجھے پوری دنیا میں متعارف کروا دیا۔الحمد للہ! باہر کے ملکوں سے بھی مریض رابطہ کرتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت جی دامت برکاتہم تشریف لائے اور میرے گھر میں ٹھہرے، حضرت جی دامت برکاتہم کی طبیعت کافی خراب ہو گئی۔حضرت جی نے ہومیو پیتھک کی کتابیں منگوائیں اور دوائیاں بنانے کا کمپیوٹر سامنے رکھوایا۔حضرت جی دامت برکاتہم بہت خوش ہوئے کہ دو نمبر دوائیوں سے جان چھوٹ گئی۔دوائی بھی حضرت جی نے خود سلیکٹ کی۔بعد میں پتہ چلا کہ حضرت جی دامت برکاتہم کو آرام آ گیا ہے۔قدرتاً مجھے بہت خوشی ہوئی۔

ایک دفعہ لاہور میں شب بیداری تھی، حضرت جی دامت برکاتہم نے فون کیا کہ

کیا آپ آ سکتے ہیں؟ میں ہوائی جہاز کا ٹکٹ بھیج دیتا ہوں۔ عرض کیا کہ عاجز جماعت کے ساتھ حاضر ہو جائے گا۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے لاہور میں ساتھ ساتھ رکھا اور دو تین دن خوب استفادے کا موقع ملا۔

شروع میں جب جھنگ اجتماع کے بعد 7 دن کی مجالس ہوتی تھیں تو اس میں حضرت جی دامت برکاتہم نے گھر کی بیٹھک میں ڈاکٹر فیاض اور اس عاجز کو ٹھہرایا۔ حضرت مولانا قاسم منصور مدظلہ نے تلقین کی تھی کہ شیخ جب بے تکلف ہوں تو انہیں تلوار کی طرح سمجھیں اور بے تکلفی میں بھی ادب کا لحاظ رکھیں، کیونکہ عموماً بے تکلفی میں ہی بے ادبی بھی ہوا کرتی ہے۔ اس بات کو پلے باندھ لیا پھر اس ادب نے زندگی میں بہت فائدہ دیا۔

ایک دفعہ حضرت جی دامت برکاتہم نے کراچی بلوایا اور صحبت میں رہنے کا موقع ملا، بلکہ حضرت جی دامت برکاتہم نے شفقت فرمائی کہ ہوائی جہاز کے ٹکٹ کے پیسے بھی دیے۔ جب ان احسانات کو یاد کرتا ہوں تو دل سے دعائیں ہی نکلتی ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت جی دامت برکاتہم سے ہومیو پیتھک پریکٹس کے بارے میں مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا: ڈاکٹر صاحب! مخلوق خدا کو آپ سے فائدہ پہنچ رہا ہے، آپ اسلام آباد میں بیٹھیں اور ساتھ ساتھ مریضوں سے دین کی بات بھی کرتے رہیں۔ مختلف ملکوں میں بھی حضرت جی دامت برکاتہم کی برکت سے ہومیو پیتھک کا کام پھیل گیا ہے۔ الحمد للہ! لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے مواقع ملتے رہتے ہیں۔

حضرت جی دامت برکاتہم سے مختلف مسائل کے بارے میں مشورہ کرتے رہتے تھے۔ ہومیو پیتھک پریکٹس کے دوران بدنظری کا بڑا مسئلہ تھا، بدنظری سے بچنے کے

لیے بڑی پریشانی ہوتی تھی۔ حضرت جی دامت برکاتہم سے مشورہ کیا تو فرمایا: عورت کی بات ضرور سنیں، مگر چہرے کی طرف نہیں دیکھ سکتے۔ الحمدللہ! نسبت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسا کرم فرمایا کہ بالکل احتیاط نصیب ہوگئی۔ عورتوں کی بات سنتے ہیں، علاج کرتے ہیں، مگر نظر کی حفاظت رہتی ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس عادت نے زیادہ متاثر کیا؟

ج...... ساری ہی عادتیں سنت کے مطابق ہیں سب نے ہی متاثر کیا، کیونکہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی شفقت کا کوئی خصوصی واقعہ......؟

ج...... جب بھی کبھی حاضری کے لیے اجازت مانگتا تو فرماتے:

ع چشمِ ما روشن دلِ ما شاد

''میری آنکھیں روشن ہوئیں اور دل خوش ہوا۔''

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس کتاب نے بہت متاثر کیا اور کیا فائدہ ہوا؟

ج...... سفرنامہ رُوس نے بہت متاثر کیا، پڑھتے جاتے ہیں اور روتے جاتے ہیں۔ فائدہ یہ ہوا کہ اس کے پڑھنے سے تقویٰ اختیار کرنے کا ذوق پیدا ہوا اور اپنے شیخ جیسا بننے کا شوق پیدا ہوا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کا سب سے بڑا راز کیا ہے؟

ج...... میرے خیال میں کامل اتباع سنت ہے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کے کون سے بیان [illegible] سے زیادہ متاثر کیا؟

ج...... باغ آزاد کشمیر میں دیوبند کانفرنس میں [illegible] پر جو بیان ہوا تھا وہ

بہت ہی زیادہ متاثر کن تھا۔ علمائے دیوبند کی قربانیوں پر جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں جو بیان ہوا تھا وہ بھی بہت ہی متاثر کن تھا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس کس ادا نے زیادہ متاثر کیا؟

ج...... ہلکی ہلکی مسکراہٹ والی ادا نے بہت متاثر کیا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس عادت نے زیادہ متاثر کیا؟

ج...... ہر کام کو منجانب اللہ سمجھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کوئی آئے یا چلا جائے حضرت جی دامت برکاتہم اس کا کوئی تذکرہ نہیں کرتے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس بات نے سب سے زیادہ متاثر کیا؟

ج...... ہومیو پیتھک کے کام کے بارے میں ایک دفعہ دعا دی کہ یا اللہ! لوگوں کو ڈاکٹر صاحب کی طرف متوجہ فرما دے۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کا کوئی خصوصی واقعہ......؟

ج...... اپنے شیخ کی خدمت اور لوگوں کی ضرورت کے لیے عمرے پر دوائیوں والا کمپیوٹر ساتھ لے کر گیا۔ میرے بھائی صاحب نے مجھ سے کہا کہ سعودیہ والے ائرپورٹ پر نہیں چھوڑیں گے۔ راستے میں انہوں نے چیک تو کیا، مگر بعد میں چھوڑ دیا۔

س...... کوئی ایسا واقعہ جس نے زندگی کا رخ بدل دیا......؟

ج...... ایک دفعہ زیمبیا اعتکاف سے دو گھنٹے پہلے فون کر کے اپنی کیفیات بتائیں تو آپ نے فرمایا: یہ محبتِ شیخ، فنائیتِ شیخ میں بدل جائے گی۔

ایک دفعہ مولانا قاسم منصور صاحب کو فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب کو جاہل نہیں رکھنا۔

بس اس بات کے بعد عالم بننے کی ابتدا کر دی، ان شاء اللہ تکمیل بھی ہو جائے گی۔

ہمارے حضرت جی کی عادت ہے کہ غیر عالم کو عالم بننے پر لگاتے ہیں، عالم کو عالم باعمل بننے پر لگاتے ہیں، باعمل کو مخلص بننے پر لگاتے ہیں، اور مخلص کو رضائے الٰہی میں فنا ہونے پر لگاتے ہیں، تاکہ عشق و محبتِ الٰہی میں فنائیت نصیب ہو سکے۔

اقوالِ شیخ دامت برکاتہم

☆ تصوف کا مطلب دل کی صفائی کرنا ہوتا ہے۔ جتنی دل کی صفائی ہوتی جائے گی اتنا ہی بندے کے اخلاق اعلیٰ ہوتے جائیں گے اور رذائل نکلتے جائیں گے۔

☆ دل کے جاگنے کی علامت یہ ہے کہ انسان کے لیے نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے اور برائی کرنا مشکل ہو جاتا ہے بلکہ یہ حالت ہو جاتی ہے کہ برائی کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا۔

فقیر محمد ہمایوں نقشبندی مجددی
فقیر وحید اقبال نقشبندی مجددی

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی (راولپنڈی)

تعارف:

بنیادی طور پر فقیر کی پیدائش جھنگ کے ایک قصبے بستی غازی شاہ میں ہوئی۔ میٹرک کمپریہنسو ہائی سکول جھنگ سے کیا۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے لیے کراچی بھائیوں کے پاس چلے گئے۔ کراچی سے FA,BA کیا اور کراچی یونیورسٹی سے MA اسلامیات میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔ اس کے بعد جناح کالج کراچی سے LLB کیا۔ اسی دوران تبلیغ میں چار ماہ لگانے کی سعادت حاصل ہوئی اور دین کے لیے کچھ قربانی کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ ایمان یقین کی بہت اچھی کیفیات نصیب ہوئیں۔ اس کے بعد دین کی خدمت کے لیے 1991ء میں راولپنڈی میں آ گئے۔ راولپنڈی میں رہ کر پنجاب یونیورسٹی سے MA اردو کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ہی بی ایڈ کی ڈگری حاصل کی۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ شیخ کامل کی تلاش بھی جاری رکھی۔ آخر کار آٹھ سال کی تلاش کے بعد 1991ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جی دامت برکاتہم سے ملاقات کروا دی اور بیعت ہونے کی توفیق نصیب فرمائی۔ الحمدللہ حضرت جی صحبت کیمیا احمر سے زندگی میں بہت زیادہ سکون پیدا ہوا، اور مقصد زندگی سمجھ آیا کہ دین کی خدمت کے لیے سب کچھ قربان کرنا ہے۔ صحبتِ شیخ کے لیے بہت زیادہ تگ و دو کی حتیٰ کہ بائیس سال حضرت شیخ کی صحبت سے فیض اٹھانے کی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے توفیق

عطا فرمائی۔ 1999ء میں حضرت شیخ نے اجازت وخلافت کی ذمہ داری سونپی۔ اللہ تعالیٰ اس صحبت اور نسبت کے فیض کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس نسبت کی کما حقہ قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہی صحبتِ شیخ میں گزری ہوئی گھڑیاں حقیقی زندگی ہیں باقی تو سب شرمندگی ہیں۔

ے میری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو
بڑھاپا ، بچپن نہ میری جوانی
وہ چند ساعتیں جو ''صحبتِ مرشد'' میں گزریں
وہی ساعتیں ہیں میری زندگانی

س...... مشائخ کی صحبت کیوں ضروری ہے؟

ج...... حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں اس دور میں صحبت کو فرض عین سمجھتا ہوں ، کیونکہ ہر آدمی کے لیے اپنی اصلاح کروانا فرض ہے اور فرض کا مقدمہ بھی فرض ہوتا ہے، قرآن حکیم میں ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبة: ۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔''

حدیث شریف میں آتا ہے:

اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِل

(رواہ احمدو الترمذی وابو داؤد والبیھقی، مشکوٰۃ ص ۴۲۴)

''دوست دوست کے دین پر ہوتا ہے اسے دیکھنا [illegible] کسے دوست بنا رہا ہے۔''

خصوصاً جس دوست سے انسان زیادہ متاثر ہو بڑی جلدی اس کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ اس لیے ہر دور میں دوست دیکھ بھال کر کے بنائے جاتے تھے۔ اس دور میں تو اور زیادہ ضروری ہے کہ ہم بڑا سوچ سمجھ کر دوست بنائیں، کیونکہ دوستی میں آ کر بہت سی غلط باتیں بھی انسان کو ماننی پڑ جاتی ہیں۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو صحیح خیر خواہ دوست شیخ ہی ہوتا ہے جس سے بندہ اپنے غم شیئر کر سکتا ہے اور پھر وہ صحیح مشورہ بھی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لیے شیخ کی محبت سب سے زیادہ ضروری ہے، کیونکہ ہر نبی کا صحبت سے دین چلا ہے۔ اسی طرح ہمارے نبی ﷺ کا دین بھی صحبت سے چلا ہے، جو نبی ﷺ کی صحبت میں بیٹھے صحابہ کہلائے، جو صحابہ کی صحبت میں بیٹھے تابعی کہلائے، جو تابعین کی صحبت میں بیٹھے وہ تبع تابعی کہلائے اور جو اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھتے ہیں وہی اولیاء اللہ کہلاتے ہیں۔ قیامت تک اولیاء اللہ صحبت ہی سے بنیں گے۔ اس لیے ہم اور آپ بھی صحبت کے فیض ہی سے اللہ کے دوستوں میں شمار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کر سکیں گے۔

؎ ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
کہ ملنے والوں سے راہ پیدا کرو

س...... کیا طلبا کرام، علما عظام، مبلغین، مجاہدین اور عوام میں سے ہر کسی کو صحبت کی ضرورت ہے؟

ج...... قرآن حکیم نے كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبہ:۱۱۹) ''سچوں کے ساتھ رہو'' سب کے لیے کہا ہے، اس لیے سب کو ہی اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔ صحبت ہی کی برکت سے صفتِ احسان کا فیض ملتا ہے، تا کہ نماز اور دوسری عبادات

میں حضوری پیدا ہو سکے۔

؎ تیرا امام بے حضور ، تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گزر ، ایسے امام سے گزر

س...... بیعت سے پہلے اور بعد میں کیا فرق محسوس ہوا؟

ج...... بیعت سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر بہت کم تھی، بیعت کے بعد اپنی اصلاح کی فکر اور غم پیدا ہوا......

گناہوں کے اوپر ندامت ہونا شروع ہوگئی ہے۔

اس کے علاوہ موت اور فکرِ آخرت کا غلبہ رہنے لگ جاتا ہے۔انسان دنیا کو ضرورت کی حد تک کماتا ہے اور آخرت کو مقصود بناتا ہے۔

؎ عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
قبض کی روح تیری دے کے تجھ کو فکرِ معاش

س...... حضرت جی کی صحبت سے کیا کیا فوائد حاصل ہوئے؟

ج...... حضرت جی کی صحبت سے......

ا۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ فکرِ آخرت رہنے لگ گئی ......

۲۔ دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ گناہوں سے نفرت ہونے لگ گئی......

۳۔ تیسرا فائدہ یہ ہوا کہ گناہوں کے لیے logic گھڑنا اور حیلے بہانے کرنا چھوڑ دیے......

۴...... چوتھا فائدہ یہ ہوا کہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ حقیر سمجھنا شروع کر دیا۔

۵...... پانچواں فائدہ یہ ہوا کہ نفس اور شیطان کی مکاریوں کو ختم کرنے کی فکر لگ

گئی۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی شفقت کا واقعہ جو یادگار رہو......؟

ج...... حضرت جی کی شفقت کے کئی واقعات ہیں، مگر سب سے بڑا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خصوصی دعا اور توجہ کی ذریعے درس نظامی کرنے کی ترغیب دی اور تخصص فی الفقہ کرنے کا بھی حکم فرمایا، جس کا بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی قبولیت کے کیا راز ہیں؟

ج...... حضرت جی کی قبولیت کا......

۱۔ پہلا راز یہ ہے کہ تقویٰ کا کمال حاصل ہے۔

۲...... دوسرا قبولیت کا راز یہ ہے کہ سنت نبوی ﷺ میں فنا ہیں۔

۳...... تیسرا قبولیت کا راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکمت و دانائی بہت زیادہ عطا فرمائی ہے جس کے لیے خود ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ جس کو حکمت و دانائی دے دیتے ہیں اسے خیر کثیر عطا کر دیتے ہیں۔

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (البقرہ:۲۶۹)

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کس فکر نے بہت متاثر کیا؟

ج...... امت کو جہنم سے بچانے کی فکر نے بہت زیادہ متاثر کیا، جس کی خاطر ہر قسم کا آرام چھوڑ کر ملکوں ملکوں سفر کرتے پھر رہے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی کوئی خاص بات جس نے بہت متاثر کیا؟

ج...... حضرت جی کی بہت سی باتیں ہیں جنہوں نے متاثر کیا، مگر اس بات نے سب سے زیادہ متاثر کیا:

''ہم اس دنیا میں اچھی زندگی گزارنے نہیں آئے، بلکہ اچھی موت
مرنے آئے ہیں۔''

ے آدمی بلبلہ ہے پانی کا
کیا بھروسہ ہے زندگانی کا

س...... کوئی ایسا واقعہ جس سے سوچ بدل گئی ہو، زندگی کا رخ ہی بدل گیا ہو......؟

ج...... بیعت ہونے کے بعد سوچ بھی آخرت کی پیدا ہوگئی اور زندگی کا رخ بھی آخرت کی طرف پھر گیا کہ اکثر اوقات اپنی موت، قبر اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی کو سوچتے رہتے ہیں۔

ے یہاں ایسے رہے کہ ویسے رہے
دیکھنا ہے کہ وہاں کیسے رہے

س...... حضرت جی دامت برکاتہم کی ایسی تعلیمات جن پر بہت زور دیتے ہیں......؟

ج...... حضرت جی......

ا۔ اتباعِ سنت کا کمال حاصل کرنے پر بہت زور دیتے ہیں......

۲۔ ہر حال میں وقوفِ قلبی رکھنے پر بہت زور دیتے ہیں......

۳۔ اور ہر وقت باوضو رہنے پر بہت زور دیتے ہیں۔

س...... حضرت جی دامت برکاتہم نے آپ کو کوئی خصوصی نصیحت یا وصیت فرمائی ہو؟

ج...... مدارس کے چلانے کا گُر سمجھاتے ہوئے فرمایا:

''معصیت اور نافرمانی سے پاک ماحول پیدا کریں تو مدارس خود بخود
چل پڑیں گے۔''

س...... شیخ سے زیادہ سے زیادہ فیض اٹھانے کے لیے کیا کیا طریقے ہیں؟

ج...... شیخ سے زیادہ سے زیادہ فیض اٹھانے کے لیے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر شیخ سے محبت کا جنون پیدا کریں، صرف عقیدت سے بات نہیں بنتی، بلکہ عشق وجنون سے بات بنتی ہے......

۲۔ ہمیشہ محبت، ادب اور اطاعت کو مدنظر رکھیں، اس سے بہت زیادہ فیض حاصل ہوتا ہے

۳۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے شیخ کی منشا کو مدنظر رکھیں، کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

''والد کی رضا میں اللہ کی رضا ہے۔'' (الادب المفرد ۱: ۱۴/۱ رقم: ۲)

شیخ جو کہ روحانی والد ہوتا ہے اس کی رضا میں تو اور زیادہ اللہ کی رضا ہوگی، کیونکہ یہ تعلق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھنے کے لیے ہوتا ہے۔

س...... محبتِ شیخ کس کس طریقہ سے بڑھائی جاسکتی ہے؟

ج...... محبتِ شیخ بڑھانے کے لیے......

۱۔ محبتِ شیخ کے لیے کثرت سے دعائیں مانگنا چاہیے......

۲۔ محبتِ شیخ کے لیے تڑپتے رہنا چاہیے......

۳۔ محبتِ شیخ کی خاطر کیسٹ سنتے رہنا چاہیے......

۴۔ محبتِ شیخ بڑھانے کے لیے شیخ کی کتابوں کا مطالعہ کثرت سے کرنا چاہیے......

۵۔ محبتِ شیخ بڑھانے کے لیے معمولات کو پابندی سے کرنا چاہیے......

س...... آدابِ شیخ میں سے سب سے زیادہ اہم ادب کون سا ہے؟

ج...... اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے شیخ سے محبت رکھنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

س...... آدابِ شیخ کیسے سیکھے جا سکتے ہیں؟

ج...... حضرت جی کی آدابِ شیخ پر لکھی ہوئی کتابیں پڑھ کر سیکھنا چاہیے مثلاً:

۱۔ شجرہ طیبہ ۲۔ باادب بانصیب ۳۔ تصوف و سلوک

حضرت جی کے پرانے مریدوں سے بھی آدابِ شیخ سیکھنے چاہییں۔

س...... شیخ کے قریب رہتے ہوئے کن آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟

ج...... شیخ کے قریب رہتے ہوئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے شیخ کی منشا کا خیال رکھنا چاہیے، یہاں تک کہ شیخ کی پوری مزاج شناسی ہو جائے، جس کے بعد فیض کا حصول بہت زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔

س...... شیخ سے دور رہتے ہوئے کن آداب کا لحاظ ضروری ہے؟

ج...... شیخ سے دور رہتے ہوئے بھی انہیں آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جو شیخ کی صحبت میں رکھے جاتے ہیں۔

س...... نورِ نسبت کے حصول کے لیے کن باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟

ج...... نورِ نسبت کے حصول کے لیے......

۱۔ باوضو رہنا......

۲۔ گناہوں اور نافرمانی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنا......

۳۔ اتباعِ سنت میں کمال حاصل کرنا......

۴۔ کسی کی دل آزاری نہ کرنا......

۵۔ خاص طور پر وقوفِ قلبی رکھنا......

۶۔ اپنے معمولات کو کھانے پینے اور سونے سے زیادہ اہم سمجھنا......

۷۔ نسبت کے حصول کے لیے دعائیں کرتے رہنا......

۸۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبتِ شیخ میں جنون پیدا کرنا......

۔ محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج دل پریشاں سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

س...... شیخ کے فیض کو عام کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

ج...... شیخ کے فیض کو عام کرنے کے لیے......

۱۔ شیخ کے فیض کو عام کرنے کے لیے حکمت و دانائی کے ساتھ بیعت کی ترغیب دینی چاہیے......

۲۔ لوگوں کے ایمان کی حفاظت کے لیے بیعت کی ترغیب دینی چاہیے......

۳۔ ایمان میں حلاوت اور مٹھاس پیدا کرنے کے لیے شیخ کی صحبت کی ترغیب دینی چاہیے......

۴۔ شیخ کی کتابوں کو گھر گھر اور دردر تک پہنچانا چاہیے......

۵۔ اگر اجازت و خلافت کی شیخ نے ذمہ داری لگائی ہے تو اس نسبت کو پھیلانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانی چاہیے......

۔ وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

حضرت جی دامت برکاتہم
کا
اندازِ تربیت

اصلاح کے آسان طریقے

علم کی حقیقت:

ارشاد فرمایا: صحابہ کرامؓ علم سیکھتے تھے، محض پڑھتے نہیں تھے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اڑھائی سال میں سورہ البقرہ سیکھی تھی۔ اسی طرح سالکین صادقین اہل اللہ کی مجالس میں بیٹھ کر علم کا نور حاصل کرتے ہیں اور علم کی حقیقت کو سیکھتے ہیں۔ حضرت مفتی محمد شفیعؒ نے فرمایا کہ علم کی حقیقت یہ ہے کہ علم کے حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کیے بغیر چین نہ آئے۔

اصلاح کا آسان طریقہ:

مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرنا چاہیے:

۱: کثرت ذکر روحانی ترقی کے لیے نہایت ضروری ہے۔

۲: تقویٰ، اتباع سنت، اخلاص اور کامل ایمان کے ساتھ روحانی ترقی کی بہت سی راہیں کھلتی ہیں۔

۳: اللہ تعالیٰ کے فرائض کو اہتمام سے کر لو تو اطاعت گزار بن جاؤ گے۔

۴: غسل جنابت اچھی طرح کر لیا کرو تو گناہوں سے پاک ہو جاؤ گے۔

۵: کسی پر ظلم نہ کرو تو قیامت کے دن نور کے ساتھ اٹھو گے۔ اس لیے دنیا میں چھوٹی بڑی ظلم و زیادتی چھوڑ دینی چاہیے۔

استغفار کی برکات:

ارشاد فرمایا: استغفار کی کثرت کرو تو گناہ چھوٹتے جائیں گے، اس لیے ہر حال میں استغفار ضروری ہے۔ یاد رکھیں! ہمیں تو اپنی نیکیوں پر بھی استغفار کرنا چاہیے اس لیے کہ نیکیوں میں جو اخلاص ہونا چاہیے وہ اخلاص نہیں ہے تو پھر سوچیں! اپنی غفلت اور گناہوں پر کتنا زیادہ استغفار کرنا چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس کے نامۂ اعمال میں قیامت کے دن استغفار کثرت سے ہوگا وہ بہت خوش قسمت انسان ہوگا۔

(ابن ماجہ، رقم: ۳۸۰۸)

محبت اور نفرت اللہ کے لیے ہو:

ارشاد فرمایا: کسی صحابیؓ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے رزق میں اضافہ ہو؟ فرمایا: تم باوضو رہا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں اضافہ کردے گا۔ پھر عرض کیا کہ میں اللہ اور رسول ﷺ کا محبوب بننا چاہتا ہوں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ جن سے محبت کرتے ہیں تو بھی ان سے محبت کر اور اللہ تعالیٰ جن سے نفرت کرتے ہیں تو بھی ان سے نفرت کر، تو اللہ کا محبوب بن جائے گا۔

(جامع الاحادیث للسیوطی، رقم: ۲۳۶۴۰)

اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ

''محبت بھی اللہ کے لیے ہو اور بغض بھی اللہ کے لیے ہو۔''

شیطان کے مکر

شیطان سے بچاؤ اور اتباع سنت:

ارشاد فرمایا: مسنون دعائیں یاد کرلیں اور پھر موقع بہ موقع ان کو ضرور پڑھیں! اس سے آپ کو اتباع سنت کی توفیق ملتی جائے گی۔ یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ دعاؤں کا خوب اہتمام کیا جائے تو سنت پر چلنا آسان ہو جاتا ہے اور زندگی بھی پرسکون اور بہترین انداز سے گزرتی ہے۔

شیطان ہر وقت گناہ کرواتا ہے:

ارشاد فرمایا: دوسرا بڑا کام یہ ہے کہ اپنے بڑوں کے مشورے سے چلیں اس میں بے شمار فائدے ہیں۔ شیطان کی مکاریوں سے وہ آپ کو آگاہ کریں گے۔ شیطان ایسا بد بخت دشمن ہے کہ نہ تھکتا ہے، نہ سوتا ہے، نا گمراہ کرنے سے مایوس ہوتا ہے، بلکہ ہر وقت انسان کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ اس سے بچاؤ کی دعائیں ضرور بضرور کریں، تاکہ اس کی مکاریوں سے محفوظ رہ سکیں۔

شیطان حسد کرواتا ہے:

ارشاد فرمایا: جو انسان جس گناہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے شیطان اس سے وہی گناہ کروالیتا ہے۔ شیطان نے آسمانوں پر پہلا گناہ حسد کا کیا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا اور زمین پر بھی پہلا بڑا گناہ ہابیل کو قابیل نے حسد کی وجہ سے قتل کیا۔ یہ حسد ایسا خوفناک گناہ ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے: ''حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے

جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔" (مسند ابی یعلی، رقم: ۳۶۵۶، ابو داود، رقم: ۴۹۰۵)

شیطان انسان کا لباس اتروا تا ہے:

ارشاد فرمایا: آج بھی یہ بات پکی ہے کہ شیطان نے جنت میں انسان کا لباس اتروا دیا تھا، اسی طرح جو لوگ اس کے پیچھے چلتے ہیں شیطان سب سے پہلے ان کا لباس ہی اتروا تا ہے۔ ارد گرد ماحول میں دیکھیں اور پوری دنیا میں گھومیں! بہت سے لوگوں کا لباس اتنا مختصر کر دیا ہے کہ شرم آتی ہے۔ مردوں کا لباس پھر بھی پورا ہوتا ہے ،مگر عورتیں جن کی فطرت میں حیا ہوتی ہے ان کا لباس مردوں سے بھی مختصر ہوتا جا رہا ہے، حالانکہ انہیں تو اپنا پورا جسم ڈھانپنے کا حکم ہے۔ شیطان بے حیائی کے ذریعے انسان کے ایمان کا ہی بیڑا غرق کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے دوسرے گناہوں کو کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے امت کو سمجھانے کے لیے ناراض ہو کر فرمایا: "جب تجھ میں حیا نہ ہو تو جو چاہے کرتا پھر۔" (بخاری، رقم: ۶۱۲۰)

سوئے خاتمہ کا غم

محبت الٰہی کا غلبہ:

ارشاد فرمایا: موت کا وقت بڑا نازک اور کٹھن ہوتا ہے، کیونکہ موت کے وقت توحید کے بارے میں آزماتے ہیں۔ اس لیے محبت الٰہی کا غلبہ رکھنا ضروری ہے، تا کہ دل و دماغ محبت الٰہی سے لبریز نظر آئیں۔

سوئے خاتمہ کا خوف:

ارشاد فرمایا: اگر عام آدمی کو سوئے خاتمہ کا خوف نصیب ہو جائے تو وہ دین کا علم

سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر عالم کو نصیب ہو جائے تو وہ ظاہری گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر عمل والے کو سوئے خاتمہ کا خوف نصیب ہو جائے تو وہ اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اخلاص کیسے پیدا کریں؟

ارشاد فرمایا: جسم کی بقا روح سے ہے، عمل کی بقا اخلاص سے ہے اور اخلاص کی بقا عدم اخلاص کے ڈر سے نصیب ہوتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کو دیکھیں تو انہیں اپنے اخلاص پر بھی ڈر لگا رہتا تھا۔ اپنے اخلاص کے بارے میں ڈرتے رہنا کہ اخلاص نہیں ہے یہی اخلاص کی علامت ہے۔

ایمان کی فکر:

ارشاد فرمایا: حضرت سفیان ثوریؒ رو رہے تھے۔ کسی نے پوچھا: کیوں رو رہے ہو ؟ کیا اپنے گناہوں پر رو رہے ہو؟ گندم کا دانہ اٹھا کر کہا کہ میں نے اس دانے کے برابر بھی نافرمانی نہیں کی، مگر رو اس بات پر رہا ہوں کہ سوئے خاتمہ کا ڈر لگا ہوا ہے کہ یہ ایمان باقی رہتا ہے یا نہیں رہتا۔

سوئے خاتمہ کا غم:

ارشاد فرمایا: حضرت عمرؓ کو سوئے خاتمہ کا اتنا خوف لگا رہتا تھا کہ حیرانی ہوتی ہے۔ اتنا روتے تھے کہ رو رو کر چہرے پر لائن سی پڑ گئی تھی، یہ ان کے کامل مکمل ایمان کا واضح ثبوت ہے، مگر ایمان کے لیے اور سوئے خاتمہ سے بچنے کے لیے ا۔ ؛ زیادہ فکر مند رہتے تھے۔ ہم لوگ اپنی حالت کا موزانہ کر کے دیکھیں کہ ہم کتنے غافل ہوئے پھرتے ہیں!

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

شرحِ صدر:

ارشاد فرمایا: نورِ ایمان انسان کے انگ انگ میں سما جاتا ہے، جس کی وجہ سے شرحِ صدر حاصل ہو جاتا ہے۔ قیامت کے دن ایمان کا نور آگے آگے چلے گا اور نیکیوں کا نور دائیں طرف چلے گا۔ اس نور بڑھاتے رہنے کے لیے ایک اکسیر دعا ہے وہ ہمیشہ مانگتے رہنا چاہیے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے یہ دعا اپنے مکتوبات میں کئی جگہ لکھی ہے:

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ج اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (التحریم: 8)

''اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر اور ہمیں بخش دے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

وقت کی قدر

دو نعمتوں کی ناقدری:

ارشاد فرمایا: اللہ تعالی نے انسان کو ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان عظیم الشان نعمتوں میں سے ایک وقت ہے، جو اس کی قدر کرے گا وہ قدر دان بنے گا۔ جو اس کو ضائع کرے گا اس کی ناقدری کرے گا۔ وہ وقت کے ساتھ زندگی بھی ضائع کرے گا اور ناقدرا کہلائے گا۔

فرمایا: حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ اکثر لوگ دو نعمتوں کی ناقدری کرتے ہیں: ایک صحت اور دوسری فراغت۔ (بخاری، رقم: ۶۴۱۲)

خصوصی انعام:

ارشاد فرمایا: فرصت کی قدر وہی لوگ کرتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا بڑا خصوصی کرم ہوتا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا: وقت ایک تلوار ہے اگر تم اسے نہیں کاٹو گے تو یہ تمہیں کاٹ کر رکھ دے گا۔ (پھر پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔)

وقت کو صحیح استعمال کے لیے اس کی پلاننگ کرنا اور زیادہ سے زیادہ کام کرنا، اس زندگی کو صحیح صحیح استعمال کرنا ہے۔ اچھی پلاننگ سے آدھا کام آسان ہو جاتا ہے۔

مشائخ اور وقت کی قدر:

ہمارے مشائخ نے (One minute accuracy develop) کر لی تھی۔ اور ہم ایسے ہو گئے ہیں کہ گھنٹوں اور دنوں کی پرواہ نہیں کرتے اور وقت کو بے

دھڑک ضائع کرتے ہیں اور ندامت بھی نہیں ہوتی۔

ہمارے پاس باتیں ختم ہو جاتیں ہیں، مگر پھر کہتے ہیں: ھور سناؤ کیا حال ہے؟ بار بار یہ پوچھنے کا کیا فائدہ ہے؟ باتوں میں اور غیبتوں اور تبصرہ بازی میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ ہم وقت کو کیسے کیسے حیلے بہانے اور لاپرواہی سے ضائع کرتے ہیں۔ حقیقت میں ہم کروڑوں سے قیمتی وقت کو بڑی بے دردی سے ضائع کرتے ہیں۔

قیامت میں حسرت اور تمنا ہوگی:

فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:102)

''پس اگر ہمیں ایک موقع (chance) مل جائے تو ہم مومن بن کے آئیں گے۔''

مشائخ اور وقت کی قدر کے طریقے:

ہمارے مشائخ کتابوں کے مطالعہ کے لیے روٹی پانی کی بھی قربانی دے دیتے تھے اور ہم قرآن حکیم کے لیے بھی قربانی دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہم قرآن کی تلاوت کے لیے وقت نہیں نکال پاتے اور پابندی سے تلاوت نہیں کرتے اور اس کو کوئی جرم نہیں سمجھتے۔ ہائے! ہمیں یہ کیا ہو گیا ہے کہ ہم جرم اور وقت کی بربادی کا بھی احساس نہیں کر رہے ہیں۔

؎ وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

علامہ آلوسیؒ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ روزانہ 13 اسباق پڑھاتے تھے اور ان کی زندگی میں ایسے دن بھی آئے کہ 23 اسباق بھی پڑھائے۔ انہوں نے عجیب و

غریب معارف سے بھرپور تفسیر لکھی اور حیرانی ہوتی ہے کہ اپنی زندگی کو کتنا مصروف رکھتے تھے۔

حضرت امام نوویؒ 24 گھنٹے میں ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے اور باقی وقت بچا کر لکھنے پڑھنے اور ذکر و فکر اور آخرت کی تیاری میں اس طرح گزارتے تھے جیسے کوئی ایمرجنسی کے حالات میں وقت گزار رہا ہو۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میری ہدایت کا سبب ایک برف والا بنا ہے کہ وہ اعلان کر رہا تھا: ''رحم کرو اس بندے پر کہ جس کا سرمایہ پگھل رہا ہے۔'' میں نے سوچا کہ میری زندگی بھی پگھل رہی ہے اور مجھے احساس ہوا اور میں نے اپنی زندگی کا صحیح استعمال شروع کر دیا اور اللہ والا بن گیا۔

حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ نے فرمایا کہ میں روزانہ ہل چلاتا تھا اور روزانہ 80 ہزار دفعہ اسم ''اللہ'' کی ضرب بھی لگاتا تھا۔

حضرت مرشد عالمؒ کا آخری عمر میں دن رات کا فرق ختم ہو گیا تھا۔ لوگوں کے دن مصروف ہوتے ہیں، مگر اللہ والوں کی راتیں بھی مصروف ہوتی ہیں۔

حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ میرے رمضان اور غیر رمضان برابر ہوتے تھے کہ رمضان کے بغیر بھی رمضان جیسی مصروفیات ہوتی تھیں۔

حضرت حسین علیؒ واں بھچراں والوں کو اگر کوئی ملنے آتا سلام دعا اور ضروری بات کے بعد فرماتے کہ میں بھی آخرت کی تیاری میں ہوں اور آپ نے بھی آخرت کی تیاری کرنی ہے اس لیے آپ کو رخصت کرتا ہوں۔

وقت کو کیسے گزاریں؟

امتحان گاہ میں بیٹھا ہوا طالب علم کسی غیر ضروری چیز میں مصروف نہیں ہوا کرتا۔ ہمارے دل کی بھی یہی کیفیت ہونی چاہیے کہ دل کو اللہ کے لیے مصروف کرنا ہے اور دوسرے غیر ضروری کاموں سے بچنا ہے۔

وقت کی اہمیت کو جب لوگوں نے سمجھا ہے دنیا کے فائدے اٹھائے ہیں۔ ہمارے مشائخ نے آخرت کے فائدے بھی اٹھائے اور دنیا کے فائدے بھی اٹھائے کہ کام کو اپنے وقت کے اندر کرتے تھے۔

جو وقت ضائع کرتا ہے آخر کار غلام بننا پڑتا ہے۔ یہ بہت بڑی مصیبت ہے، اس لیے وقت کی اہمیت کو سمجھیں اور آزادی کی قدر کریں۔

وقت کا ضیاع اور غفلت کی نیند:

فرمایا: جو سوتے ہیں وہ کھوتے ہیں۔ انگریزی میں اسے They Loose ترجمہ کرتے ہیں، مگر پنجابی میں جو ترجمہ کرتے ہیں شاید وہی بہترین ترجمہ ہوگا۔ عقلمند کو اشارہ کافی ہے۔

جو شخص حدیث میں بیان کردہ باتوں کا خیال رکھا کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ دن میں کتنا مصروف وقت گزارتے تھے اور رات کو اتنی عبادت کرتے کہ پاؤں متورم ہو جاتے۔ اے کاش! کبھی ہمارے بھی قدم عبادت سے متورم ہو جاتے۔ ہم بھی وقت کی قدر کریں، اعمال بڑھائیں اور اللہ کو راضی کریں۔

حضرت مرشدِ عالمؒ فرمایا کرتے تھے:

''کام کام اور بس کام، تھوڑا سا آرام کافی ہے''۔

ہر وقت کام کرنا ضروری ہے

بے کار آدمی مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا:

کچھ نوجوانوں سے تعارف ہوا اور ارشاد فرمایا کہ ہر نوجوان کو کوئی نہ کوئی کام کرنا چاہیے۔ بے کار آدمی مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ کام کام اور بس کام، تھوڑی دیر آرام ۔کیا یہ زندگی آرام کے لیے ملی ہے؟ جس دن کام کر کے تھک جائیں وہ دن خوشی کا دن ہے، جس دن بیکار رہیں اس دن غمزدہ ہونا چاہیے۔

بے کار رہنا زندگی کو کم کرنا ہے:

ارشاد فرمایا: کام کا شوق زندہ دلوں کی نشانی ہے۔ آدمی وہی ہے جو کسی نہ کسی نیکی کے کام میں لگا رہے۔ بیکار آدمی تو مردے سے بھی بدتر ہے، کیوں کہ مردہ کم جگہ گھیرتا ہے۔

بیکار رہنا زندگی کو کم کرنا ہے، کیونکہ جو زندگی بیکاری میں گزاری وہ تو ضائع ہو گئی ،وہ کم ہونے کے مترادف ہے۔ فرنگی تہذیب کی لعنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے انسان میں سے فکرِ آخرت نکال کر فکرِ دنیا میں لگایا اور بہت سوں کو بیکار کر دیا۔

An idle man's brain is devil's workshop.

پھر فرمایا:

جھپٹنا پلٹنا ، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

ارشاد فرمایا مجھ سے بیرون ملک کوئی پوچھے کہ آپ کہاں ہوتے ہیں امریکہ میں،

افریقہ میں، پاکستان میں کہاں رہتے ہیں؟ فقیر یہ عرض کرتا ہے:

؎ پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ

نبیوں کا غم:

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایسی مصروفیت دے دی ہے کہ اس کا شکر کرتے ہیں۔ اس نے دین کا غم دے دیا ہے، یہ بڑی عطا ہے۔ یہ وہ عطا ہے جو نبیوں کو خاص طور پر ملتی ہے۔

؎ اپنا غم دے کے کر دیا آزادِ دو جہاں
ممنون ہوں تیری نگاہِ انتخاب کا

دین کا غم اس کی بڑی عنایت ہے، جس کی وجہ سے انسان ہر وقت اللہ کے دین کی خدمت کے لیے تڑپتا رہتا ہے۔ یہی تڑپ پھر اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث بنتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے اتنا تڑپتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے خود تسلی کے لیے وحی نازل فرمائی:

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ (الشعراء: 3)

''شاید تو اپنی جان ہلاک کرنے والا ہے اس لیے کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔''

دین کی خدمت کا غم مانگنے کی چیز ہے، اسے ضرور مانگیے! اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی منت کیجیے، آہ وزاری کیجیے، بلکہ اپنے ہر غم کو آخرت کا غم بنا لیجیے!

؎ آلام و روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ہوا اسے غمِ جاناں بنا دیا

آزمائش کیوں آتی ہے؟

محبت کی طاقت:

ارشاد فرمایا: محبت ایک ایسی طاقت ہے جس کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو فتح کیا جاسکتا ہے۔ حضرت جی دامت برکاتہم کی محبت سے متاثر ہوکر ایک بچے نے کہا: میں نے بہت سے بزرگ دیکھے ہیں، مگر دل کسی کی طرف راغب نہیں ہوتا تھا۔ آپ کو دیکھتے ہی بیعت ہوگیا ہوں۔

لوگوں کے دلوں کو فتح کرنے کے انداز:

حضرت جی دامت برکاتہم کی خصوصی عادت ہے کہ لوگوں کے دلوں کو محبت کے انداز، مسکراہٹ، ادب، اخلاق اور خصوصاً شفقت اور محبت سے فتح کرتے ہیں۔

یقیں محکم ، عمل پیہم ، محبت فاتحِ عالَم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

آزمائش کی حکمت:

عرض کیا گیا: اللہ تعالیٰ نے آزمائش کیوں رکھی ہے؟

ارشاد فرمایا: جب کسی کو کوئی نعمت دی جاتی ہے تو وہ کسی کوشش Struggle پر دی جاتی ہے۔ بس امتحان یہی ہے کہ انسان نفس کے پیچھے لگتا ہے یا اللہ کا حکم مانتا ہے۔ ہر کام کو اللہ کے حکم اور سنت کے مطابق کرنا ہی عبادت ہے، حتیٰ کہ بیوی کے ساتھ ملنا اور اولاد کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھنا اور اچھا سلوک کرنا بھی عبادت ہے۔

ارشاد فرمایا: کسی کو نبی بنایا تو کسی کو عام آدمی بنایا۔ نبی کو ماڈل کے طور پر پیش کیا ،تا کہ لوگوں کو عمل کے لیے سہولت ہو اور انبیاء کرامؑ پر آزمائشیں بہت زیادہ ڈالیں۔ اس لیے آزمائش مانگیں نہیں، مگر آزمائش آ جائے تو گھبرانا نہیں چاہیے، آزمائش سے بہت زیادہ ترقی ہوتی ہے، کیونکہ وہ نفس کے خلاف ہوتی ہے۔

انسانوں کا کھلم کھلا دشمن:

کسی نے پوچھا کہ شیطان کو سجدے کا حکم کیوں نہیں دیا گیا؟

ارشاد فرمایا: فرشتوں کی اکثریت تھی اور شیطان ضمناً آ گیا، اس کے باوجود اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور راندۂ درگاہ ہو گیا اور کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کا دشمن اور انسانوں کا دشمن بن گیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ''عدو مبین'' کہا ہے۔ ہمیں بھی شیطان کو کھلم کھلا دشمن ہی سمجھنا چاہیے، تب ہم شیطان کی مکاریوں سے بچنے کا اہتمام کر سکیں گے۔

ایمان سے محرومی کی وجوہات

بدنظری سے مکمل پرہیز:

ارشاد فرمایا: نامحرم پر حسرت کی نگاہ ڈالنا اور نامحرم کو دیکھنے کی ہوس رکھنے سے ایمان سے محروم ہونے کا خطرہ ہے۔

بیوی خاوند کی سب باتوں کو برداشت کر لیتی ہے، مگر غیر کی طرف دیکھنا برداشت نہیں کرتی، اسی طرح اللہ تعالیٰ سب سے بڑا غیرت مند ہے وہ بھی غیر کی طرف نظر اٹھانے کو پسند نہیں کرتے۔

حدیث شریف کا مفہوم ہے جو غیر کی طرف نظر اٹھانے سے بچتا ہے اسے حلاوت ایمانی نصیب فرمادی جاتی ہے۔(المعجم الکبیر، رقم: ۱۰۳۶۲)

غیر اللہ کی محبت لات ومنات کی طرح ہے:

ارشاد فرمایا: کسی بندے یا بندی سے ناجائز محبت کرنا یہ لات ومنات ہیں۔ان سے سچی توبہ کریں کہ تیری رضا کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیا۔

نفس بڑا خبیث ہے کہ کبھی بھی غیر پر نظر نہیں ڈالنی چاہیے۔اگر ہم نہیں بچ سکتے تو پروردگار تو بچا سکتا ہے، اس سے ہمیشہ دعائیں مانگتے رہنا چاہیے۔

جسم کے اعضا کے اپنے اپنے مزے ہیں۔اعضا کا بادشاہ دل ہے، اس کے مزے کتنے زیادہ ہوں گے!؟

حلاوتِ ایمان کی چھ نشانیاں

ارشاد فرمایا: حلاوتِ ایمان کی بڑی بڑی چھ نشانیاں ہیں:

۱: حلاوتِ ایمان پیدا ہو جائے تو عبادت میں مزہ، نماز، ذکر، تلاوت اور درود میں مزہ آتا ہے۔

۲: حلاوتِ ایمان میں ایسی لذت ہوتی ہے کہ بیوی کی لذت سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مزہ ہوتا ہے۔

۳: حلاوتِ ایمان کے بعد عبادات میں جسم تھکانا آسان ہو جاتا ہے، عبادات کا ذوق وشوق پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفقت بھی ملتی ہے اور انسان خوش بھی رہتا ہے۔

۴: حلاوتِ ایمان کے بعد انسان مصیبت کے گھونٹ بڑے شوق سے قبول کرتا ہے اور ہر نیک کام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے۔

۵: وہ اللہ تعالیٰ کی ہر تقدیر اور رضا سے خوش رہتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے خوش رہتے ہیں۔

۶: قلم نے توحید کے بعد لوحِ محفوظ پر یہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر بھیجی ہوئی چیز سے مومن خوش رہے۔

خاتمہ بالخیر کے اکسیر نسخے

مسواک پابندی سے کرنا:

ارشاد فرمایا: مسواک کے بعد نماز کا ثواب بڑھ جاتا ہے کتابوں میں لکھا ہے کہ مسواک کرنے والے کو موت کے وقت کلمہ نصیب ہو جاتا ہے اور جب فرشتے روح قبض کرنے کے لیے آتے ہیں تو ان صورتوں میں آتے ہیں جن صورتوں میں وہ انبیا اور اولیا کے پاس آتے ہیں۔ (حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۴۵/۱)

نعمتِ ایمان پر شکر:

ارشاد فرمایا: تیسرا عمل جس سے کلمہ نصیب ہو جاتا ہے وہ نعمتِ ایمان کا شکر ادا کرنا ہے۔ کثرت سے شکر کریں گے تو اور زیادہ ایمان کا اضافہ ہوگا۔ شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ حدیث میں سکھایا گیا ہے:

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًاوَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا (صحیح ابن حبان، رقم: ۸۶۳)

''میں اللہ کے رب ہونے پر راضی ہو گیا، اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا۔''

صدقہ و خیرات کرنا:

ارشاد فرمایا: چوتھا طریقہ صدقہ خیرات کرنا ہے، اس سے ایمان پر بھی استقامت نصیب ہو جاتی ہے اور خاتمہ بالخیر بھی ہو جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے:

صدقہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔

(ترمذی، رقم: ۶۶۴)

بزرگ اپنے بچوں کے ہاتھوں سے صدقہ دلا کر تربیت کرتے تھے۔ جیب خرچ کے ساتھ انہیں اللہ کے راستہ میں دینے کی بھی تربیت کرنی چاہیے۔

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ:

ارشاد فرمایا: پانچواں عمل جس سے آخری وقت کلمہ نصیب ہوسکتا ہے وہ ہے:

كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبۃ: 119) ''سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

اس کا ثبوت لسانِ نبوت کی بشارت ہے:

هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ (بخاری، رقم: ۶۴۰۸)

''اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہتا۔''

جو اللہ کی رضا کے لیے محبت کرے گا تو عرش کا سایہ ملے گا اور اللہ کی محبت بھی نصیب ہوگی۔

اللہ کی محبت کے لیے کوشش کریں:

ارشاد فرمایا: ایمان کی حفاظت کا چھٹا طریقہ یہ ہے کہ اللہ سے محبت کے لیے کوشش کرے، اس سے خاتمہ بالخیر نصیب ہوگا۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا: جس کسی نے محبت اور اخلاص سے ایک دفعہ بھی ''اللہ'' کا لفظ کہا تو کبھی نہ کبھی دوزخ سے نکال لیا جائے گا، اس لیے ہمیشہ ''اللہ اللہ'' کرتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔

كَمَا تَعِيْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ (تفسیر النیسابوری، سورۃ یونس)

''جیسے زندگی گزارو گے اسی طرح موت آئے گی۔''

خوفِ خدا کی وجہ سے گناہوں کو چھوڑ دے:

ارشاد فرمایا: ساتواں عمل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے گناہوں کو چھوڑ دے، یہ عمل بھی خاتمہ بالخیر کا سبب ہوگا۔

حدیث شریف ہے کہ اگر کوئی عورت گناہ کی طرف دعوت دے اور وہ اللہ کے ڈر کی وجہ سے گناہ سے بچ جائے تو عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔ (خاتمہ بالخیر ہوگا)

(بخاری، رقم: ۱۴۲۳)

اذان کا جواب دے:

ارشاد فرمایا: آٹھواں عمل جس کی وجہ سے خاتمہ بالخیر ہوسکتا ہے وہ یہ ہے کہ اذان کو سنے اور اس کا جواب دے اور مسنون دعا مانگے۔ حضورﷺ نے فرمایا:

جو یہ دعا مانگے گا قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

(بخاری، رقم: ۴۷۱۹)

حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے: جو اذان کا جواب دے اور ادب کی وجہ سے چپ کر جائے اور اذان کے خاتمہ کی دعا پڑھے تو میرا تجربہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ہوگا۔ زبیدہ خاتون نے اذان کی آواز سنی اور کھانے کا لقمہ رکھ دیا اور اس اللہ کے نام کے ادب کی وجہ سے بخشش ہوگئی۔

کثرت سے یہ دعا مانگے:

ارشاد فرمایا: خاتمہ بالخیر کا نواں عمل یہ ہے کہ دعا مانگے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ (مرقاۃ المفاتیح: ۵/۲۷۰)

جو زندگی میں کثرت سے یہ دعا پڑھا کرے گا اسے موت کے وقت کلمہ یاد آ جائے گا، حتیٰ کہ خوب اس کلمہ کا ذکر کرے تو موت کے وقت خاتمہ بالخیر ہوگا۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اس کلمہ کا ورد رکھیں۔

ارشاد فرمایا: موت کے وقت بیوی بچے، ماں باپ مرنے والے کے ساتھ بہت زیادہ زیادتی کرتے ہیں اور آخری وقت اللہ کو یاد کروانے کے بجائے اپنی پہچان کروانا شروع کر دیتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے پہچانا میں کون ہوں؟

دوسرا ڈاکٹر زیادتی کرتے ہیں کہ آخری وقت بے ہوشی کا ٹیکہ لگا دیتے ہیں۔ ڈاکٹروں کو پیار سے سمجھائیں کہ آخری وقت بے ہوشی کا ٹیکہ نہ لگائیں اسے ہوش میں رہنے دیں، تاکہ کلمہ نصیب ہو سکے۔

ارشاد فرمایا: سوتے ہوئے سوچے گویا میں مر رہا ہوں اور پابندی سے سوتے ہوئے کلمہ پڑھ کر سوئے، اس سے بھی خاتمہ بالخیر ہونے کی قوی امید ہے۔

اس دعا کو کثرت سے پڑھنے سے بھی مشائخ نے اپنا تجربہ لکھا ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

”اے ہمارے پروردگار! ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ فرما اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرما۔ بیشک تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔“

نکتہ:

یہاں ''ھب'' کے لفظ میں نکتہ ہے کہ ہمیں جنت ہبہ فرما دیں اور جنت عطا فرما دیجیے۔ ہم عمل سے کبھی جنت میں نہیں جا سکتے، اس لیے اس دعا کو اپنی دعاؤں میں ضرور شامل کریں۔

تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

بزرگوں کا تجربہ ہے کہ اس دعا کو بھی کثرت سے پڑھنے سے خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ

''اے اللہ! میں آپ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔''

ظاہری و باطنی صفائی کی اہمیت

صفائی کی اہمیت:

دینِ اسلام صفائی و پاکیزگی کا دین ہے۔ جتنی اہمیت اسلام نے طہارت کی بتائی ہے اور کسی مذہب نے نہیں بتائی۔

سکھوں میں بہت بدبو ہے، اس لیے کہ طہارت کا Concept ہی نہیں ہے، قریب جائیں تو بہت بدبو آتی ہے۔ عیسائیوں کے ہاں استنجا کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ وہ بس ٹشو استعمال کرتے ہیں۔ ٹشو سے پاکی نہیں ہوتی ہے۔

شریعت کا حسن دیکھو کہ جن حصوں کو کھلا رکھا جاتا ہے اسے تین تین دفعہ دھونے کا حکم ہے، گویا دن رات میں 15 دفعہ دھوئیں۔ پھر جو ناک، منہ اور کان کے سوراخ ہیں انہیں بھی دھوئیں۔ ان کی پاکیزگی کا خیال رکھیں اور پھر گردن کا مسح بھی کریں اس میں بھی صفائی پاکیزگی کا خیال رکھیں۔

ظاہری صفائی کی ضرورت کیوں ہے؟

ارشاد فرمایا: میاں بیوی کا تعلق کھیتی کی طرح ہے جیسے کھیتی کو پانی دیا جائے تو وہ بڑھتی ہے اسی طرح میاں بیوی کی اولاد بڑھتی ہے۔ میاں بیوی کے ملاپ کے بعد غسل ضروری ہے، حتیٰ کہ بال کے برابر جگہ بھی خالی نہیں چھوڑ سکتے اور پھر جسم کو مل مل کر دھونے کا حکم ہے۔ انگریزوں کو سکن کینسر کا مرض اس لیے زیادہ ہوتا ہے کہ وہ صحبت کے بعد نہاتے نہیں ہیں، اس لیے سکن کینسر (Skin cancer) انہیں کثرت سے ہوتا

ہے۔

باطنی صفائی کی ضرورت:

ارشاد فرمایا: جو کپڑا صاف ہوتا ہے وہ ذکر کرتا ہے، زبان بھی ذکر کرے، جسم بھی ذکر کرے۔ اگر اس کے کپڑے بھی ذکر کرنے والے ہوں گے تو دل آسانی سے ذکر کرے گا۔

جس محبت اور شان سے اپنے گھر بناتے ہو تو اللہ کا گھر اس سے بہتر ہونا چاہیے۔ دوسری چیزوں سے ہر لحاظ سے بلند ہو، اس کا ثبوت یہ آیت ہے:

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ (النور: 36)

''ان گھروں میں جن کی تعظیم کرنے اور ان میں اس کا نام یاد کرنے کا اللہ نے حکم دیا۔''

عیسائیوں کی حالت یہ ہے کہ گرجا میں لوگ نہیں آتے تھے تو پادریوں نے کہا: تم کتوں کے ساتھ بھی آسکتے ہو۔ پھر اجتہاد کیا تو کہا: میوزک بھی بجا سکتے ہو۔ اب پادری لیکچر دے رہا ہوتا ہے تو ساتھ میوزک بھی بج رہا ہوتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلام کی پاکیزگی دیکھیں کہ ظاہر بھی پاک ہوتا ہے اور باطن بھی پاک ہوتا ہے، مگر عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کا ظاہر اور باطن دونوں ناپاک ہوتے ہیں۔ علامہ اقبال نے سچ کہا ہے:

ع ان امتوں کے باطن نہیں پاک

سوچ کو پاک کریں:

ارشاد فرمایا: جو بیوی سے صحبت کرے اور سوچ میں کسی اور کا خیال ہو تو زنا کا گناہ

مل سکتا ہے۔ جو قرب الٰہی پانا چاہتا ہے تو اسے خیالی گناہوں سے بھی پاک ہونا چاہیے، پھر دیکھیں کیسے ترقی ہوتی ہے۔ اس لیے سوچ اور خیال بھی پاک ہونا چاہیے۔ جو جتنا جلدی پاک ہو جائے گا اسے اتنی جلدی ولایتِ خاصہ مل جائے گی۔ اس کے بعد محبتِ الٰہی کا جو مزہ ملتا ہے اس کا بیان کرنا ہی مشکل ہے۔ دل کی پاکیزگی محبتِ الٰہی کے مزے کو آسان کر دیتی ہے۔

دل کے مزے:

آنکھ کے اپنے مزے ہیں، کان کے اپنے مزے ہیں، زبان کے اپنے مزے ہیں تو پھر دل کے اپنے مزے ہیں۔ کاش! ہم بھی دل کے مزے سے واقف ہو جائیں۔ جن کو دل کے مزے سے واقفیت ہو جائے تو پھر اسے دنیا کی چیزوں کے مزے نہیں آتے۔ دل بادشاہ ہے تو اس کی محبت کے مزے بھی سب سے زیادہ ہوں گے۔ اس لیے دل کو محبتِ الٰہی میں فنا کر دیں گے تو تب بات بنے گی۔ محبت مانگنے سے ملتی ہے، اس لیے محبتِ الٰہی کو خوب مانگیں، بلکہ ہر دعا کی روح محبتِ الٰہی کو مانگنا سمجھیں۔

ناپاک سوچ کو ختم کریں:

ارشاد فرمایا: پہلے نمبر پر ناپاک سوچ کو اپنے اندر سے نکالو، یہ ناپاکی کا کتا اندر سے نکلے گا تو بات بنے گی۔ سوچ کو پاک کریں، حتیٰ کہ ہر قسم کی اوٹ پٹانگ سوچوں سے دل و دماغ کو پاک کریں۔ تمام کاموں سے بڑا کام اندر کی ناپاکی کو ختم کرنا ہے۔ اندر کی سوچ کو پاک کریں۔ جب گندی سوچ کی بدبو ختم ہو گی تو خوشبو باقی

رہ جائے گی۔ جنہوں نے دل کو پاک کیا تو ان کی قبروں سے بھی خوشبو آتی ہے۔

سوچ کو پاک کرنے سے معیتِ الٰہی کا استحضار نصیب ہوتا ہے:

ارشاد فرمایا: اندر کو بھی پاک کریں، جسم کو بھی خوب پاک کریں، کپڑوں کو بھی پاک کریں، سوچوں کو بھی پاک کریں تو پاک چیز خود پاک اللہ کے ساتھ جڑ جائے گی۔

اپنے اندر کو پاک کرنے کے لیے معیتِ الٰہی کا استحضار رکھیں۔ یہ معیت کا استحضار معصیت کے ارتکاب سے بندے کو بچالیتا ہے۔ سولہواں سبق یہی معیتِ الٰہی کا سبق ہے۔ یہ سلوک کا مکھن ہے۔

قولِ شیخ دامت برکاتہم

آج کل کی لڑکیاں گھر کی جھاڑ پھونک اور صفائی میں روزانہ گھنٹہ لگا دیتی ہیں، کاش استغفار کے ذریعے دل (اللہ تعالیٰ کے گھر) کی صفائی کے لیے بھی چند منٹ لگا لیا کرتیں۔

دل سنوارنے کے اسباب

دل سنوارنے کے مؤثر طریقے:

ا: ارشاد فرمایا: مجالسِ صالحین دل کو سب سے زیادہ سنوارتی ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں: برا دوست شیطان اور سانپ سے بھی خطرناک ہے، کیونکہ وہ تو صرف جسم کو ڈنگ مار کے ختم کرتے ہیں، مگر برا دوست انسان سے ایسے کام کرواتا ہے کہ اسے جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔

يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا (الفرقان۔ 28)

''ہائے میری بربادی! کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔''

۲: ارشاد فرمایا: بروں کی صحبت سے ضرور بچیں، ورنہ غیر شعوری طور پر ان سے متاثر ہو جائیں گے۔ لایعنی اور فضول صحبت سے بچیں، کیونکہ ہم ہر روز اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتے ہیں۔ نماز کے لیے وضو کے ساتھ جائے۔ اور نماز کی حالت میں ہم وعدہ کرتے ہیں:

نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ

۳: ارشاد فرمایا: اچھے اخلاق کی وجہ سے دل پر اچھے اثرات ہوتے ہیں، اس لیے اچھے اخلاق والوں کی صحبت میں رہنے سے دل سنورتا ہے۔

۴: ارشاد فرمایا: قبرستان میں جانا اور قبروں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنا دل کی سختی کو کم کرتا ہے اور اس سے دل بھی نرم ہوتا ہے۔

۵: ارشاد فرمایا: گناہوں کے مرتکب سے بھی نصیحت حاصل کرے۔ نیک بخت وہ ہوتا ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔ اَلسَّعِیۡدُ مَنۡ وُّعِظَ بِغَیۡرِہٖ ظالم کا ہمیشہ موت سے پہلے انجام برا ہوتا ہے۔ ظالموں اور فاسقوں کے چہروں پر نحوست ہوتی ہے۔

۶: ارشاد فرمایا: حلال کھائیں، حرام اور مشتبہ اشیا سے پرہیز کریں۔ کھانے پینے سے طاقت ملتی ہے، جیسی طاقت ہوگی ویسے ہی اعمال ہوں گے۔

۷: ارشاد فرمایا: ساتویں چیز جس سے دل بیدار ہوتا ہے وہ کم کھانا ہے۔ خالی پیٹ سے اپنی اوقات کا پتہ چلتا ہے۔ تکبر نہیں ہوتا، عاجزی پیدا ہوتی ہے اور شہوت خوب دبتی ہے، اس لیے کم کھائیے۔

۸: ارشاد فرمایا: بار بار حج عمرے سے دل دھلتے ہیں، بار بار حج عمرے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

۹: ارشاد فرمایا: تہجد کی پابندی اور اللہ کی عبادت کے لیے اٹھنے سے بھی دل بیدار ہوتا ہے۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جلدی سوئیں۔ یہ نکتہ بہت اہم ہے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو ناپسند کرتے اور عشاء کے بعد جاگنے کو ناپسند کرتے۔

(بخاری، رقم: ۵۹۹ باب ما یکرہ من السمر بعد العشاء)

۱۰: ارشاد فرمایا: کوشش بھی کریں اور دعائیں بھی مانگیں، کیونکہ دل سل بن چکا ہے، اس کو نرم کیجیے، دل کا ہر وقت پہرہ دیں یہ تب سنوارے گا۔

۱۱: ارشاد فرمایا: تنہائی میں محاسبہ اور مراقبہ دل کی بیماریوں کے لیے تریاق ہے۔

مراقبہ خلوت ہے، اس لیے یہ اینٹی بائیوٹک ہے۔ یہ گناہ کے انفیکشن کو ختم کرتا ہے۔ اگر دل نہ لگے پھر بھی بیٹھے رہیں، بیٹھے رہیں، خود بخود دھیان بننے لگتا ہے۔

۱۲: فضول باتوں سے پرہیز کریں، اس سے دل بیدار ہوتا ہے۔

۱۳: یہ تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اقوال اور اعمال کو دیکھ رہے ہیں، اس سے دل بیدار ہوتا ہے۔

۱۴: صدقہ و خیرات کر کے دل سے دنیا کی محبت نکالے اس سے بھی دل بیدار ہوتا ہے۔

۱۵: نماز میں تکبیر اولیٰ کی پابندی کرے اور خشوع وخضوع پیدا کرے، اس سے بھی دل بیدار ہوتا ہے۔

۱۶: قرآن حکیم کو تدبر و تفکر سے پڑھنا دل کو سب سے زیادہ بیدار کرتا ہے۔ تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ قرآن حکیم سینوں کی تمام بیماریوں کی شفا ہے۔

شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ (یونس: 57)

۱۷: کائنات میں غور و فکر کرنے سے بھی دل بیدار ہوتا ہے۔

رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً ج سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران: 191)

''اے ہمارے رب تو نے یہ (سب کچھ) بے فائدہ نہیں بنایا، تو سب عیبوں سے پاک ہے۔ پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔''

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

روحانی ترقی کیسے ہو؟

سالک کی ترقی کے انداز:

ارشاد فرمایا: ہر سالک کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ مجھے جلدی جلدی ترقی نصیب ہو جائے۔اس بارے میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ فرمایا کرتے تھے جس کا مفہوم ہے کہ کوئی سالک جو سلسلۂ نقشبندیہ سے منسلک ہوگا محروم نہیں ہوگا، مگر شرط یہ ہے کہ جلد باز نہ بنے، ورنہ محروم رہے گا۔اس لیے کہ کئی کئی سال کے گناہ، نافرمانیاں، گستاخیاں اور بے ادبیاں جو کہ بارگاہ خداوندی میں انسان سے ہوتی رہتی ہیں، وہ ایک دو دن میں تو صاف ہونا مشکل ہے۔اس کے لیے ندامت افسوس اور سچی توبہ چاہیے، اس کے ساتھ ساتھ آئندہ ان کوتاہیوں سے بچنے کی ہر ممکن کوشش چاہیے، تب ترقی ہوتی ہے، مگر اس میں انسان سستی کرتا ہے اور آئندہ نافرمانیوں سے بچنے کی پوری فکر نہیں کرتا، پوری احتیاط نہیں کرتا، جس کی وجہ سے سالک یہ محسوس کرتا ہے کہ میری تو ترقی نہیں ہو رہی۔ترقی یقیناً ہو رہی ہوتی ہے، مگر اس کا احساس نہیں ہو رہا ہوتا۔خزاں کے موسم میں بظاہر درخت پھل پھول، حتیٰ کہ پتوں سے بھی محروم دکھائی دیتے ہیں، مگر اس وقت بھی درخت بڑھ رہا ہوتا ہے، تنا موٹا ہو رہا ہوتا ہے، شاخیں موٹی ہو رہی ہوتی ہیں۔جب موسم بہار آتا ہے تو پھر پھل پھول پتے نظر آتے ہیں۔اگر انسان بھی مستقل مزاجی سے معمولات کو کرتا ہے اور تقویٰ وطہارت کا پورا اہتمام کرتا ہے تو ہر انسان کو اعمال اور اخلاص کے پھل پھول ضرور لگیں گے۔ایک دفعہ ایک انجینئر صاحب حضرت

خواجہ فضل علی قریشیؒ کی صحبت میں رہے اور انہوں نے کافی عرصے بعد سوال کیا کہ حضرت ترقی نہیں ہو رہی؟ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا: فقیرا! نماز تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ پڑھتے ہو؟ عرض کرنے لگے: جی۔ فرمایا: تہجد اشراق کا اہتمام ہے؟ کہنے لگا: الحمد للہ! اہتمام ہے۔ پوچھا گیا کہ اپنے کاموں میں سنت کا اہتمام ہوتا ہے؟ کہنے لگا کہ ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ نے فرمایا: کیا اب آپ اڑنا سیکھنا چاہتے ہیں ؟ اگر آپ کو یہ اعمال، اخلاص اور اتباعِ سنت نصیب ہے۔ تو یہی ترقی ہے، آپ ترقی کس چیز کو سمجھتے ہیں؟

ایک دفعہ راقم الحروف نے بیعت کے پانچ چھ سال بعد اپنے شیخ حضرت محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی کو عریضہ لکھا کہ ترقی محسوس نہیں ہوتی ؟ فرمایا: یہ ضروری ہے کہ ترقی آپ کو بھی محسوس ہو؟ فرمایا: ہمیں نظر آ رہی ہے، آپ کو نظر نہیں آتی تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تمام سالکین سے گزارش ہے کہ ہمارے ذمہ یہ ہے کہ ہم معمولات پابندی سے کرتے رہیں۔ رابطہ کو مضبوط سے اضبط بنانے کی کوشش کریں۔ انشاء اللہ ترقی ہوتی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ بڑے کریم ہیں، کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتے۔ جب معمولات مستقل مزاجی سے کرتے جائیں گے اور کیفیات کے طالب نہیں رہیں گے، بلکہ استقامت کے طالب بنیں گے تو انشاء اللہ ترقی بھی محسوس ہونے لگ جائے گی۔ اس لیے کہ

اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ اَلْفِ كَرَامَةٍ

’’استقامت ہزار کرامتوں سے بہتر ہے۔‘‘

سلوک میں اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے:

ارشاد فرمایا: فنائے نفس سے پہلے پہلے ترقی میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔ انسان کو دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے اور مایوسی کو قریب نہیں آنے دینا چاہیے۔ یہ شیطان کی چال ہے کہ وہ انسان کو دل برداشتہ کر دیتا ہے۔ سوچ کو مثبت رکھیں اور رابطے کو مضبوط رکھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کثرت سے مانگتے رہیں اور معمولات کی پابندی کریں انشاء اللہ ضرور ترقی ہوگی۔ بس اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنا نصب العین بنا لیجیے اس سے سکون دل نصیب ہوگا۔

؎ تیری پسند جدا ہے میری پسند جدا
تجھے خودی پسند ہے مجھے ''خدا'' پسند

روحانی ترقی میں قبض و بسط کی کیفیات آتی جاتی رہتی ہیں، اس سے نہیں گھبرانا چاہیے۔ یہ حالات تو بزرگوں کو بھی درپیش ہوتے ہیں۔ بزرگانِ دین نے لکھا ہے کہ قبض کے حالات میں زیادہ ترقی ہوتی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ انسان معمولات کی ہر حال میں پابندی رکھے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

؎ تیرا تن روح سے ناآشنا ہے
عجب کیا آہ تیری نارسا ہے
تنِ بے روح سے بیزار ہے حق
خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے

روزی میں برکت اور زیادتی کیسے ہو؟

- روزی حلال ہو، حرام نہ ہو۔ حلال کا بھی حساب ہے، حرام تو سراسر وبال ہے۔
- حلال روزی کے لیے دعا کرتے رہنا چاہیے۔
- ایمان داری کے ساتھ محنت کرتے رہنا چاہیے۔
- فرض نماز کے بعد سورہ قریش سات دفعہ پڑھتے رہنا چاہیے۔
- ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن رکھنا چاہیے اور دعا میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ کے ہاں دیر ہو سکتی ہے اندھیر نہیں ہو سکتا۔

آخرت کی تیاری کے گُر:

☆ سونے سے پہلے اور نیند سے بیداری کے وقت پابندی سے کلمہ پڑھیں۔
☆ ہمیشہ کلمے پر موت کی دعائیں کریں۔
☆ فجر کے وقت تلاوت پابندی سے کریں۔
☆ فضول اور بے نمازی قسم کے لوگوں سے بچیں۔
☆ یہ تصور کرتے رہیں کہ ابھی موت آ گئی تو میرا کیا بنے گا؟
☆ ندامت کے ساتھ ہمیشہ استغفار کی کثرت کریں۔

اگر اچانک موت آ جائے تو اس کی تیاری کیسے ہو؟

اپنے دل میں ہر وقت موت کی تیاری رکھیں۔

۱۔ آخرت کی فکر کو دنیا کی فکر سے زیادہ رکھیں۔

۲۔ گناہوں سے ہر ممکن طریقہ سے بچیں اور استغفار کی کثرت کریں۔

۳۔ ہر رات کو اپنی آخری رات سمجھیں اور اللہ کی ناراضگی سے بچتے رہیں۔

۴۔ اپنی بخشش کے مسئلے کو اپنا سب سے بڑا مسئلہ سمجھیں، تاکہ اس کی فکر پیدا ہو۔

غیر ضروری مصروفیات سے کیسے بچیں؟

☆ آخرت کی ترجیحات کو ہر حال میں سامنے رکھیں۔

☆ زندگی میں ہر کام آخرت کے نکتۂ نظر سے کریں۔

☆ فضول دوستوں سے بچیں۔

☆ ہر وقت قبر آخرت کی تیاری کی فکر میں رہیں۔

فضیلت کا معیار کیا ہے؟

☆ صحابہ کرامؓ کو چشمِ تصور سے دیکھیں تو کوئی قرآن حکیم سن رہا ہے، کوئی قرآن حکیم پڑھ رہا ہے۔ان کے ہاں فضیلت کا معیار قرآن حکیم تھا۔

☆ دفن کفن میں زیادہ قرآن یاد کرنے والے کو فضیلت دیتے تھے۔

☆ مشورہ لینے دینے میں بھی زیادہ قرآن یاد کیے ہوئے کو ترجیح دیتے تھے۔

☆ مجلس میں بھی قرآن والوں کو آگے جگہ دی جاتی تھی۔ حضرت عمرؓ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو اکابر صحابہ کے ساتھ بٹھاتے تھے۔

☆ نماز میں بھی اچھے قاری اور زیادہ قرآن یاد کرنے والے کو امام بنایا جاتا تھا۔

☆ کسی وفد کا متکلم بننے میں بھی زیادہ قرآن یاد کرنے والے کو ترجیح دی جاتی

تھی۔

☆ دعوتِ دین میں بھی اہلِ قرآن سب سے آگے آگے ہوتے تھے۔

☆ آج فضیلت کا معیار مال پیسہ، تنخواہ اور ڈگریاں بن گیا ہے۔

☆ مگر قیامت کے دن فضیلت کا معیار کیا ہوگا؟ تقویٰ، اخلاص، خوف خدا اور اعلیٰ اخلاق۔اس لیے ہمیں ان چیزوں کی زیادہ فکر ہونی چاہیے۔

ایمان و یقین کیسے بڑھ سکتا ہے؟

- ایمان کی ہر حالت میں فکر کریں۔
- ایمان کے تقاضوں کو ہر وقت مدنظر رکھیں۔
- اللہ تعالیٰ کے تعلقات کو دیکھیں کہ محبت بڑھ رہی ہے یا گھٹ رہی ہے؟
- آپ کو تمام معاملات اور کاموں میں اللہ تعالیٰ پر کتنا اعتماد ہے؟
- انسان اپنے دل سے پوچھتا رہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے وقت، مال ،عزت و آبرو، جان قربان کرسکتا ہے۔اگر نہیں کرسکتا تو منافق بننے کا خطرہ ہے۔مومن کی زندگی تو اس طرح ہوتی ہے:

ے میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں میں اسی لیے نمازی

دل میں انقلاب کیسے برپا ہو؟

= ہر وقت دل پر توجہ رکھیں کہ اس میں الٹے سیدھے خیالات نہ آئیں۔

= اچھی صحبت ہر حال میں اختیار کریں۔

= اچھی کتابیں پڑھیں اور اس کے اثرات بھی لیں۔

= ہر وقت ایمان و یقین اور دل کی فکر کریں کہ اس میں وساوس نہ آئیں اور نماز میں حضوری پیدا ہو جائے اور خشوع وخضوع پیدا ہو جائے۔

ے دل ہے مسلماں میرا نہ تیرا
تو بھی نمازی میں بھی نمازی

ے عشق تیری انتہا عشق میری انتہا
تو بھی ابھی ناتمام میں بھی ابھی ناتمام

ے دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو
تیری نگاہ توڑ دے آئینۂ مہر و ماہ

قولِ شیخ دامت برکاتہم

اکثر موت کے وقت انسان جو کلمہ سے محروم ہوتا ہے
وہ بدنظری کی وجہ سے ہوتا ہے۔

طلبا کو قیمتی نصائح

اصلاح اور روک ٹوک کی اہمیت:

ارشاد فرمایا: طلباء و طالبات کو چند اہم نصائح کی جا رہی ہیں، جن میں سب سے اہم چیز روک ٹوک کرنا ہے۔ نوجوانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اس کی بہت ضرورت ہے۔

سلف صالحین کو اگر کوئی ٹوک دیتا تو وہ بڑی خوشی سے اصلاح اور تنقید کی بات کو بھی برداشت کر جاتے تھے کہ الحمدللہ! میری اصلاح ہو رہی ہے۔ یہ اصلاح کی فکر لگ جانا بہت بڑی سعادت ہے۔ اگر انسان کو اصلاح کا غم اور فکر لگ جائے تو کام آسان ہو جاتا ہے۔

ایک دفعہ بو علی سینا حضرت خواجہ ابوالحسن علی خرقانیؒ کی صحبت میں آئے۔ آپ اس وقت اسم ذات ''اللہ'' کے نام کے فضائل سنا رہے تھے کہ اللہ کے نام کی بڑی برکت ہے۔ اس نام سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، اس نام کے بے شمار فوائد ہیں۔ بو علی سینا نے حیران ہو کر کہا کہ ایک اللہ کے نام میں اتنے فوائد ہوتے ہیں۔

حضرت نے اسے کہا: گدھے! تجھے کیا پتہ؟ اس کا رنگ بدل گیا۔ حضرت نے فرمایا: اگر ایک گدھے کے نام میں اتنا اثر ہے تو کیا اللہ کے نام میں اثر نہیں ہوگا؟

بو علی سینا نے ایک آدمی کو حضرت کی صحبت میں رہنے کے لیے کہا کہ دیکھنا میرے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ حضرت نے اولیاء اللہ کے اخلاق کی طرح اس غائب شخص

کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا۔

پھر بوعلی سینا نے اپنے آدمی سے کہا کہ حضرت کے پاس کسی بہانے سے میرا تذکرہ کرنا۔ اس نے تذکرہ کیا تو حضرت نے فرمایا: بندہ تو عالم ہے، مگر اخلاق نہیں رکھتا۔ اس پر اس نے اخلاق پر ایک کتاب لکھ کر پیش کی، حضرت نے فرمایا کہ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ اخلاق جانتا نہیں ہے، میں نے تو یہ کہا تھا کہ اخلاق رکھتا نہیں ہے۔ اس لیے گدھا کہنے سے ناگواری کے اثرات چہرے پر آئے۔ اخلاق رکھنا اور چیز ہے اور اخلاق پر کتاب لکھنا اور بات ہے۔ اس واقعہ سے جہاں اور باتوں کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں عام اور خاص ہر کسی کو اپنی اصلاح کی فکر لگی رہتی تھی۔

اصلاح کی فکر لگ جائے:

ارشاد فرمایا کہ انسان کو اصلاح کے لیے ترلے لینے چاہییں کہ ہائے! میری اصلاح کس طرح ہوگی؟ جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں کہ فلاں آدمی تو منت ترلے کر رہا تھا۔ جس کو اپنی اصلاح کی فکر لگ جائے تو اس کا بیڑا پار ہے۔

جس انسان کو ''دیدِ قصور'' نصیب ہوگئی اس کے لیے قرب کا راستہ کھل جاتا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے لکھا ہے کہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ راستہ آسان کرتے ہیں تو اسے اپنے عیب نظر آتے ہیں اور جس کو اپنے عیب نظر نہ آئیں تو اس کی تباہی میں شک نہیں ہے۔

ماں باپ، پیر، استاد اگر روک ٹوک کریں تو احسان ماننا چاہیے کہ میری اصلاح کر رہے ہیں۔ ایسے میں غلطی کو مان جانا عظمت ہوتی ہے۔ غلطی کو نہ ماننا اور لوجیک

(Logic) پیش کرنا نفس کی مکاری ہے۔ غلطی کو مان لینا اخلاص کی علامت ہوتی ہے ۔اس لیے ہر انسان کو اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے رہنا چاہیے۔ جو غلطی مانے گا اصلاح کروائے گا۔

طالب علم خوب محنت کرے:

ارشاد فرمایا: جتنا اخلاص زیادہ ہوگا اتنا وزن اعمال بھی زیادہ ہوگا، اس لیے ہر کام اخلاص سے کرنا ضروری ہے۔

طالب علم کے لیے چار باتیں بہت ضروری ہیں:

1۔ ایک تو یہ کہ حصول علم کے لیے خوب محنت کرے، حتیٰ کہ تھک جائے۔ ہمارے اسلاف نے حصول علم کے لیے بہت زیادہ محنتیں کی ہیں، انسان حیران ہوتا ہے۔اس لیے ہمیں بھی اسی راستہ پر چل کر خوب طلب علم کے لیے محنت کرنی چاہیے۔ علم اور محنت لازم و ملزوم ہوں ۔اس لیے طلب علم کے لیے ہر وقت بے قرار رہنا ضروری ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کو آزادئ وطن کے لیے سیاسی جلسے بھی کرنے پڑتے ۔عشاء کے بعد عموماً دیر ہو جاتی۔ حضرت مدنیؒ کی عادت تھی کہ سب سے پہلے مسجد میں آتے نوافل پڑھتے ۔اتنے میں طالب علم بخاری شریف لے کر پیچھے بیٹھ چکے ہوتے۔ رات کو دو بجے بخاری شریف کا درس ہو رہا ہوتا اس وقت طلب علم کا اتنا شوق تھا۔ آج یہ حال ہے کہ طالب علم استاد کے بیمار ہونے کی دعائیں کرتا ہے کہ کسی طرح سبق کا ناغہ ہو جائے۔ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان طالب علموں کی ایسی دعائیں

قبول ہی نہیں ہوتیں۔ اگر شاگردوں کی تمنائیں پوری ہو جاتیں تو شاید کوئی استاد بھی زندہ نہ بچتا۔

حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا کہ حضرت امام محمدؒ کو دیکھا کہ رات کو دس دفعہ چراغ جلایا۔ بھلا وہ کیا سوئے ہوں گے، بلکہ اسی وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ گویا ان کا لیٹنا بھی غور و تدبر کے لیے ہوتا تھا۔

علم پر ساتھ ساتھ عمل بھی کرتا جائے:

2۔ طالب علم کے لیے دوسری بات جو بہت ضروری ہے کہ جو پڑھے اس پر عمل کرے۔ جو کام ٹال دو گے وہ ٹل جائے گا۔ اس لیے پڑھے ہوئے پر فوراً عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر تاخیر کر دیں گے تو پھر عمل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے تقریباً اڑھائی سال میں سورہ بقرہ پڑھی، حالانکہ وہ اہل زبان تھے۔ اصل میں وہ ساتھ ساتھ عمل بھی کرتے تھے اس لیے پڑھنے میں اتنی دیر لگی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: جب سے میں نے تسبیحات فاطمی کی اہمیت سنی سالوں سال ہو گئے کہ زندگی بھر کبھی نماز کے بعد اس کو قضا نہیں کیا۔ ایسی استقامت ہوتی تھی۔ وہ دور ایسا تھا کہ ہر آدمی آگے بڑھنے کی کوشش کرتا تھا۔ صحابہ کرامؓ کے زمانے کے امیر بھی آج کے زمانے کے فقیروں سے زیادہ محنت مجاہدہ کرنے والے تھے۔ جو امیر ہو کر نیکی پر عمل کرے گا تو وہ درجے بھی پا جائے گا۔

طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ اس بات پر استقامت اختیار کرے کہ اِدھر پڑھے اُدھر عمل کرے۔ ادھر پڑھتا جائے ادھر عمل کرتا جائے۔ سہارن پور مدرسہ کے

ناظم مولانا اسعد اللہ صاحب نے فرمایا کہ ''مسند احمد'' میں یہ حدیث پڑھی کہ جو صبح و شام سات مرتبہ یہ دعا پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے آزاد فرمادیں گے۔ مولانا اسعد اللہ نے طلبا میں فرمایا: میں نے جب سے یہ حدیث پڑھی ہے تو آج تک 53 سال ہو گئے اس دعا کو کبھی نہیں چھوڑا۔ دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ

(مسند احمد رقم: ۱۸۰۵۴)

حضرت اقدس تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ شاہ مینا تھے۔ انہوں نے استاد سے ''کتاب الصلوٰۃ'' پڑھی پھر استاد نے ''کتاب الزکوٰۃ'' شروع کروانا چاہی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں صاحبِ نصاب نہیں ہوں اس لیے اس کی ابھی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سیکھوں گا جس پر عمل کرنا ہے، صرف معلومات حاصل نہیں کرنی ہیں۔

وحدتِ مطلب رکھیں:

ارشاد فرمایا: پہلا کام طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وحدتِ مطلب رکھے۔ دوسرا جو پڑھے اس پر عمل کرتا جائے۔ تیسرا ہر حال میں استاد، مدرسہ اور کتاب کا ادب کرے۔ ایک حدیث ہے: ''مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ اِطْعَامُ الْمُسْلِمِ السَّبْغَانِ'' ترجمہ: ''مغفرت واجب کرنے والی چیزوں میں سے بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا بھی ہے۔'' (کنز العمال، رقم: ۴۳۰۸۲)

دوسروں کو کھانے کی دعوت دینی چاہیے۔ ایک شاگرد نے کہا کہ میں تو غریب ہوں مدرسہ میں رہتا ہوں کیسے عمل کروں؟ فرمایا: جب اپنا سادہ کھانا کھانے لگو تو بھی دوسروں کو اس کی دعوت دے لینا، اس حدیث پر عمل نصیب ہو جائے گا۔

عمل پر استقامت کیسے آئے گی؟

3۔ محنت سے علم نبوت حاصل ہوتا ہے اور اس علم پر عمل کرنے سے نور نبوت حاصل ہوتا ہے۔ جب تک عمل نہیں ہوگا تو نورِ نبوت نہیں آئے گا اور جب تک نورِ نبوت نہیں آئے گا، استقامت بھی نہیں آئے گی۔ علم پر عمل کرنے سے نورِ نبوت آتا ہے اور پھر استقامت بھی ملتی ہے۔ بزرگ اپنے علم پر عمل کرتے ہیں، اس لیے ان کی زبان میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔

ادب سے علم میں برکت آئے گی:

4۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ادب کریں۔ ادب سے انسان کو علم کی برکت نصیب ہوتی ہے۔ ہر چیز کا ادب کریں۔ اَلدِّیْنُ کُلُّهٗ اَدَبٌ

استاد کا ادب، کتاب کا ادب، ساتھیوں کا ادب، مدرسہ کی چیزوں کا ادب کریں تو کامیابی ہی کامیابی ہے۔ حضرت امام اعظمؒ ایک مجلس میں بیٹھے تھے، مگر تھوڑی تھوڑی دیر بعد کھڑے ہو جاتے تھے کسی نے پوچھا کہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: میرے استاد کے بیٹے کھیلتے کھیلتے گیند اٹھانے میں میری نظروں کے سامنے آتے ہیں تو ادب کی وجہ سے کھڑا ہو جاتا ہوں۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ نے فرمایا کہ ایک کتاب میری سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ میری طبیعت نہیں چلتی تھی۔ بڑی کوشش کی، مگر بات نہیں بنتی تھی، بڑی دعائیں کیں تو پتہ چلا کہ شاید کسی استاد کا ادب نہیں کر سکا سب استادوں سے معافی مانگ چکا تھا، ان کو راضی کر چکا تھا۔ بہت سوچا تو پتہ چلا کہ ''یسرنا القرآن'' یعنی نورانی

قاعدے کے استاد کو لوگ بھی معمولی سمجھتے تھے، ہم بھی اسے چھوٹا استاد ہی سمجھتے تھے۔ میں نے معافی کا خط لکھا تو انہوں نے معافی دینے کا جوابی خط لکھا۔اس کے بعد میری طبیعت ایسی چلی کہ وہ میری محبوب کتاب بن گئی۔

آج لوگ علامہ اقبال کے اشعار منبر پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور لوگ بہت پسند کرتے ہیں۔میرے خیال میں یہ قبولیت ان کو اس لیے ملی کہ انہوں نے استاد کا ادب بہت زیادہ کیا ہے۔جب انگریزوں نے علامہ اقبال کو''سر'' کا خطاب دینا چاہا تو انہوں نے کہا: پہلے میرے استاد کو''شمس العلماء'' کا خطاب دیں۔انگریز نے کہا: ان کی کوئی کتاب ہے؟ کہا: میں محمد اقبال ان کی زندہ کتاب ہوں۔اس لیے انگریز اس جواب سے اتنا متاثر ہوا کہ پہلے ان کے استاد کو''شمس العلماء'' کا خطاب دیا پھر علامہ اقبال نے''سر'' کا خطاب قبول کیا۔

دعا کیسے قبول ہوتی ہے؟

ارشاد فرمایا: ضروری ہے کہ دعا سراپا سوال بن کر مانگیں۔ایک نکتہ کی بات بتا دوں، دعا مانگنا ایک عمل ہے، جس سے اللہ کی مدد شامل حال ہو جاتی ہے۔اتنی دعا مانگیں، اتنی بار بار دعا مانگیں کہ بندے کو یقین ہو جائے کہ میری دعا قبول ہوگئی۔ یہ بار بار دعا مانگنا دعا کو قبول کروادے گا۔

حضور ﷺ نے غزوہ بدر میں اتنی بار دعا مانگی، سر سجدہ میں رکھ کر مانگی، حتیٰ کہ حضرت ابوبکرؓ جو پہرہ دے رہے تھے، انہوں نے عرض کیا کہ سر اٹھا لیجیے! آپ کی دعا قبول ہوگئی ہے۔

اس لیے فرض نمازوں کے بعد دعا مانگیں، تلاوت کے بعد دعا مانگیں، نیکی کرنے کے بعد دعا مانگیں، ہر مشکل میں، آسانی میں، ہر ہر موقعہ پر بار بار عاجزی وانکساری سے دعا مانگیں۔

اقوالِ شیخ دامت برکاتہم

خوش قسمتی محنت کی اولاد ہے۔ محنت ہمارے ہاتھ میں ہے اور نصیب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
ہمیں اسی سے کام لینا چاہیے جو ہمارے اختیار میں ہے۔

بے کار انسان مردے سے بھی بدتر ہے کیونکہ مردہ کم جگہ گھیرتا ہے۔

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

لا پرواہی کا علاج

زبردست اصول:

ایک آدمی نے سوال پوچھا کہ آپ کی کسی کتاب میں ہے کہ غریب آدمی جو حرص کرے وہ اپنی اس حرص کی وجہ سے قارون کے ساتھ ہوگا؟ ارشاد فرمایا: اس کی حرص قارون کی طرح دولت حاصل کرنے کی تھی۔ مِثْلُ قَارُوْن

اس حسرت اور حرص کی وجہ سے قارون کے ساتھ حشر ہوگا۔

اس طرح جن کو اپنے مشائخ سے محبت ہوگی تو وہ اس زبردست اصول کی وجہ سے اپنے مشائخ کے ساتھ ہوں گے اور یہ سب حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے ہوں گے اور حضرت ابوبکرؓ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔ایک حدیث میں آیا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

''آدمی کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے گا''

(بخاری، رقم: ۶۱۷۰، صحیح مسلم باب المرء مع من احب)

جب اللہ تعالیٰ کسی ولی سے خوش ہوتے ہیں تو اس کی سات نسلوں کے ایمان کی حفاظت فرما دیتے ہیں اور بعض کتابوں میں ہے کہ 21 نسلوں کے ایمان کی حفاظت فرما دیتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ جتنی خوشی اس حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ سے ہوئی اور کسی بات سے نہیں ہوئی۔

(تفسیر ابن کثیر: 521/۳، صحیح مسلم باب المرء مع من احب)

یہ محبت بڑی زبردست چیز ہے، اس محبت کی وجہ سے انسان کو بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

اصلاحی وتربیتی باتیں:

ارشاد فرمایا: ایک جگہ ایک صاحب خانہ کے بیٹے نے پوچھا کہ فجر میں آنکھ نہیں کھلتی۔ فرمایا: جلدی سونے کی عادت ڈالیں اور الارم لگائیں اور کسی کو کہہ کر سوئیں اور ساتھ اللہ تعالیٰ سے جاگنے کی دعائیں بھی کریں۔

ایک ڈاکٹر صاحب نے آپ دامت برکاتہم سے اپنی بیماری کی بات کی پھر عرض کیا کہ درد کے وقت تو بس اللہ ہی یاد آتا ہے۔ فرمایا: یہ رجوع الی اللہ بہت اچھی بات ہے، اس لیے زیادہ سے زیادہ رجوع الی اللہ ہونا چاہیے۔

رجوع الیٰ اللہ کی برکات:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ دنیا میں ہر بندے کا کوئی نہ کوئی مسئلہ ہوتا ہے اور یہ دنیا تو مسائلستان ہے، اس لیے ہر Age (عمر) میں مسئلہ ہوتا ہے۔ بچپن سے بڑھاپے تک مختلف مسئلے ہوتے ہیں۔ اب ان مسائل کا حل یہ ہے کہ رجوع الی اللہ کریں۔ جب بار بار دعائیں کریں گے تو رجوع ہوگا اور دعاؤں کی برکت سے رجوع میں پختگی ہوگی۔ اس دنیا میں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کو پورا کرے گا اللہ تعالیٰ جنت میں بندے کی ہر مرضی کو پورا کرے گا۔ جنت میں جو دل کی چاہت ہوگی وہ پوری کر دی جائے گی۔ اگر دنیا میں تنگی آئے، تکلیف آئے، جو کچھ بھی حالات دنیا میں آئیں اور انسان صبر کرتا رہے تو قیامت کے دن اس کی مرضی پوری کر دی جائے گی۔

نیکی کی باتیں سننے کی توفیق ملنا:

ارشاد فرمایا: اگر اچھی بات سن لی جائے اور توجہ سے سن لی جائے تو انسان کو عمل کی توفیق ہو جاتی ہے، اس لیے نیکی کی باتیں سنتے ہی رہنا چاہیے۔ جس کو سننے کا شوق ہوگا وہ بڑے ہی فائدے میں ہوگا۔ عاجز نے اکثر دیکھا ہے کہ انسان کو جب زندگی کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے اس کی آدھی سے زیادہ زندگی گزر چکی ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان جو مرضی کر لے، مگر اس نے دنیا سے جانا ہی ہے۔

ع صبح گئے یا شام گئے

تقویٰ کیا چیز ہے؟

ارشاد فرمایا: دنیا میں ہم بہت زیادہ To be on the safe side رہتے ہیں۔ ائر پورٹ جانا ہے 7 بجے، مگر 6:30 پر ہی پہنچ جائیں گے۔ شادی میں کھانا بنانا ہوتا ہے تو کچھ زیادہ بناتے ہیں، احتیاط کرتے ہیں، حتیٰ کہ ہر ہر معاملہ میں احتیاط کرتے ہیں۔ تو پھر آخرت کی تیاری کے لیے کیوں احتیاط نہیں کرتے؟ یہی محتاط رہنے کا نام تقویٰ ہے۔ تقویٰ والے ہی اللہ کے دوست اور دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوں گے۔ ایک بیٹا کام کرنا چاہتا ہے باپ 50 لاکھ کا کام کھول کے دیتا ہے۔ جب وہ کامیابی سے چلاتا ہے تو پھر بیٹے کو 10 ملین کا کام بھی کھول کے دے دیتا ہے۔ اگر وہ 50 لاکھ کے کام کو ہی سنبھال نہیں سکتا تو پھر اسے باپ زیادہ نہیں دے گا۔ اسی طرح بغیر تشبیہ کے عرض ہے کہ رب تعالیٰ بھی بندوں کو نعمت دیتا ہے جو اللہ کی نعمتوں کو ضائع کرتا ہے تو پھر قبر آخرت میں اسے نعمتیں نہیں ملیں گی۔

جہنم کے مناظر:

ارشاد فرمایا: موت کے وقت انسان سے اس کی تمام نعمتیں واپس لے لی جاتی ہیں۔جہنم میں بھوک ہوگی، کھانا نہیں ہوگا۔کھانا مانگے گا تو تھوہر کا درخت ملے گا۔ کھانے کو ایسا ملے گا کہ جیسے پگھلا ہوا تانبا اس کے پیٹ میں ڈال دیا گیا ہو۔جہنمی کے جسم سے جو خون اور پیپ نکلے گی وہ پینے کو ملے گا۔جہنم میں کئی لوگوں کے پاس بینائی نہیں ہوگی۔ بہت سے لوگوں سے لباس واپس لے لیا جائے گا اور گندھک اور سلفر کی بنی ہوئی چیزیں ہوں گی، جن کے کپڑے پہنائے جائیں گے۔ جلد جلا دی جائے گی، پھر جلد کو بدل دیا جائے گی۔اس کو بار بار مختلف تکالیف دی جائیں گی، اس لیے کہ اس نے قرآن سے، حدیث سے اور اچھی صحبت سے لا پرواہی کی تھی۔حتیٰ کہ قرآن کو سننے سے بھی غفلت اور لاپرواہی کی ہوگی۔ پھر انسان جہنم میں بڑی حسرت سے کہیں گے:

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ (الملک:۱۰)

''اگر ہم نے سنا ہوتا یا سمجھا ہوتا تو ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔''

اس لیے انسان کو غفلت اور لاپرواہی قطعاً نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے لاپرواہی برتنے سے اللہ تعالیٰ کی توہین ہوتی ہے، بے ادبی ہوتی ہے، اس لیے کہ انسان نے بے حسی کا مظاہرہ کیا ہے۔

اللہ کی باتیں سننے کا شوق:

ارشاد فرمایا: کم از کم ہر انسان کو رب تعالیٰ کی باتیں سننے کا شوق ہونا چاہیے۔اگر اللہ تعالیٰ کی باتیں نہیں سنیں گے تو پھر لوگوں کی باتیں سننی پڑیں گی۔ کیا اللہ تعالیٰ کی

باتوں کو نہ سننا اس کی باتوں کی توہین نہیں ہے؟ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی باتیں ہیں جو اس نے انسانوں کو مخاطب کر کے کی ہیں۔ کیا انسانوں کے پاس اللہ کی باتیں سننے کا بھی ٹائم نہیں ہے؟ تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس بھی ایسے بندوں سے بات کرنے کا ٹائم نہیں ہوگا۔ **As you sow so shall you reap**

''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔''

آج اس بات کا احساس کریں، کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی باتیں سننے کا احساس نہیں ہوگا تو پھر یہی لاپرواہی کہلاتی ہے۔ اس طرح نبی اکرم ﷺ کی بیان کردہ باتیں سننے کا بھی شوق ہونا چاہیے۔ اگر نبی اکرم ﷺ کی باتوں سے لاپرواہی ہوگی اور اس لاپرواہی کا احساس بھی نہیں ہوگا تو کل نبی اکرم ﷺ کو کیا منہ دکھائیں گے؟

قولِ شیخ دامت برکاتہم

جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی مہربانیوں اور احسانات سے متوجہ نہ ہو تو وہ آزمائشوں کی زنجیروں میں اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔

حضرت مولانا ڈاکٹر نثار احمد نقشبندی مجددی

روک ٹوک اور اصلاح کی اہمیت

کانٹ چھانٹ بہت ضروری ہے:

ارشاد فرمایا: دین اسلام دین فطرت ہے۔ اس کے جتنے بھی اصول وضوابط ہیں فطرت کے مطابق ہیں۔ غور کریں! جو مالک پودے کو اگاتا ہے تو اس کو وقتاً فوقتاً کانٹ چھانٹ کرنی پڑتی ہے۔ پودے کو سیدھا رکھنا پڑتا ہے۔ اگر لکڑی یا سریا وغیرہ لگا کر سیدھا نہ رکھے تو سیدھا نہیں رہ سکتا۔ اس کی شاخوں کی کانٹ چھانٹ کرتے ہیں۔ اب تو سائنس نے ثابت کر دیا کہ جس پودے کی کانٹ چھانٹ کرتے رہیں تو پھل بھی ذائقہ دار ہوتا ہے اور زیادہ لگتا ہے۔

پھول کے پودے کی بھی کانٹ چھانٹ ضروری ہے۔ اگر اس کی کانٹ چھانٹ نہ کی جائے تو پھول بھی کم ہوتے ہیں، بھدے سے ہوتے ہیں، اس لیے کانٹ چھانٹ ضروری ہے۔ اسی طرح انسان کی تربیت ضروری ہے۔ بچے کی تربیت ماں باپ کرتے ہیں۔ طالب علم کی تربیت استاد کرتے ہیں اور مریدوں کی تربیت مشائخ کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے انسان خوبصورت اور خوب سیرت بن جاتے ہیں۔

انبیاء کرام کی اصلاح اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

ارشاد فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کی تربیت اللہ تعالیٰ خود کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے لیے لِمَ (کیوں) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے لیے بھی یہ استعمال ہوا ہے، مگر شروع اور آخر میں مغفرت کی بشارت نہیں ہے۔ یہ لفظ تربیت کے

لیے ہوتا ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے لیے لِـــمَ کا لفظ استعمال کیا تو شروع میں یا بات کے اختتام پر مغفرت کی بشارت دی ہے، کیونکہ اتنی آپ ﷺ کے دل میں خشیت تھی کہ آپ ﷺ کے لیے شاید زندہ رہنا مشکل ہو جاتا۔

روک ٹوک اور اصلاح کا کبھی برا نہیں منانا چاہیے:

ارشاد فرمایا: ایک بات ذہن میں رکھ لیں کہ تعمیری مزاج بنانے کے لیے روک ٹوک ضروری ہوتی ہے۔جس نے روک ٹوک کو ناپسند کیا اس نے اصلاح کا رستہ بند کرلیا۔اگر کوئی آئینہ دکھائے تو اس سے کیوں بدگمان ہوتے ہو؟ آئینہ نے سیاہی لگائی نہیں ہے، بلکہ دکھائی ہے۔

اگر ماں باپ روک ٹوک کر دیں تو آج کل کے بچے منہ پھلا لیتے ہیں۔کبھی استاذ کی روک ٹوک پر غصہ کرتے ہیں، برا مناتے ہیں۔اگر ماں باپ، اساتذہ اور مشائخ اصلاح نہیں کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ایسی اصلاح کریں گے کہ بعض اوقات تگنی کا ناچ نچا دیں گے۔اس لیے یاد رکھیں کہ تعمیری ماحول کے لیے روک ٹوک بہت ضروری ہے، بہت ضروری ہے۔

حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ منبر پر فرمایا کہ حق مہر میں بہت اونچ نیچ ہے۔اس لیے ایک رقم متعین کر دیں، تاکہ کمی زیادتی اونچ نیچ کا فرق نہ رہے۔یہ کہہ کر جب جا رہے تھے تو ایک عورت نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ قرآن حکیم میں تو ہے کہ اگر خاوند نے ڈھیروں ڈھیر مال بھی دیا ہے تو وہ بیوی کو تنگ کر کے اس سے واپس نہیں لے سکتا۔حضرت عمرؓ واپس منبر پر آئے اور فرمایا: ایک بھائی نے غلطی کی تو ایک بہن نے

اصلاح کر دی۔

طلبا اور سالکین کے لیے روک ٹوک ضروری ہے:

ارشاد فرمایا: اوروں کی کیا بات کریں آج طلبا میں بھی روک ٹوک برداشت کرنے کا مزاج ختم ہو رہا ہے۔ یاد رکھیں! جس بچے کو روک ٹوک پر غصہ آئے یا برا منائے تو اس کے اندر پکی شیطانیت بھری ہوئی ہے۔ اگر سالکین بھی شیخ کی روک ٹوک پر برا منائیں تو ان کی کبھی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ مشائخ تو سرجن کی طرح ہیں، انہیں کبھی کبھی اپریشن بھی کرنا پڑتا ہے۔

ایک بادشاہ کے پاس علما آتے تھے۔ بہت سے جی حضوری کرتے تھے۔ ایک بزرگ آتے تو بادشاہ ان کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھتے تھے۔ ایک حافظ صاحب نے آخرکار پوچھ لیا کہ آپ ان کے آگے دوزانو ہو کر کیوں بیٹھتے ہیں۔ خطیب اعظم، خطیب دلپذیر اور قاضی تو ہم ہیں۔ بادشاہ نے کہا: آپ میری جی حضوری کرتے ہیں اور یہ میری اصلاح کرتے ہیں اور میری روک ٹوک کرتے ہیں اور مفید مشورے دیتے ہیں اس لیے اس طرح ادب کرتا ہوں۔

ایک دفعہ اورنگ زیب عالمگیرؒ قرآن مجید لکھ رہے تھے کسی نے کہا یہ لفظ غلط لکھا گیا۔ بادشاہ نے اس کے گرد دائرہ لگا لیا۔ دوسرے عالم آئے جو بادشاہ کے معاون تھے انہوں نے کہا: بادشاہ سلامت! یہ تو صحیح لکھا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ مجھے اس وقت بھی یقین تھا کہ صحیح لکھا ہے، اس لیے اس کی بات کو رد نہیں کیا کہ کہیں وہ آئندہ بھی غلطی بتانے سے رک نہ جائے۔ اس لیے اپنے روک ٹوک کرنے والے کو بچا لیا ہے۔

روک ٹوک کا برا منانا اپنی اصلاح کا دروازہ بند کرنا ہے:

ارشاد فرمایا: روک ٹوک کرنے والے کو دشمن نہیں سمجھنا چاہیے، بلکہ محسن سمجھنا چاہیے۔ جس نے روک ٹوک کرنے والے کو محسن سمجھا وہ کامیاب ہو جائے گا۔

استاد یا جماعت کے ساتھیوں نے کوئی بات سمجھا دی تو غصے نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے: جو شخص میرے پاس میرے عیوب کا تحفہ لائے گا میں اس کے لیے دعا کروں گا۔ یہ صحابہ کرامؓ کا مزاج تھا۔

آج بیوی کو خاوند روک ٹوک کر دے تو وہ برا مناتی ہے۔ پڑوسی کو پڑوسی کچھ کہہ دے تو وہ برا مناتا ہے۔ اس طرح معاشرے میں بہت سے لوگوں کو اصلاح کی بات کی جائے تو برا مناتے ہیں۔ برا منانے والے کی کبھی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

حضرت تھانویؒ نے کسی کے پیسے دینے تھے۔ مسجد میں بیٹھے تھے، کسی دوسرے سے پوچھا کہ آپ کے پاس کھلے پیسے ہیں تو مجھے دے دیں۔ اس دوران ایک طالب علم نے کہا کہ یہ کہیں بیع کے زمرے میں تو نہیں آ جائے گا؟ مسجد میں بیع جائز نہیں ہوتی۔ حضرت نے احتیاطاً پیسے جیب میں ڈالے اور مسجد سے باہر جا کر پیسے لیے دیے۔ حکیم الامت نے بھی اصلاح کی بات جس کا شبہ تھا اس کا بھی برا نہیں منایا، بلکہ اس کا شکریہ ادا کیا۔

جب انسان کو اصلاح کی فکر ہوتی ہے تو اصلاح بھی ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا نام زندہ کر دیتے ہیں اور اس کے نام کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ پہلے زمانے کے شاگرد اور مرید ترلے لیتے تھے کہ ہائے! ہماری اصلاح ہو جائے۔

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

ذکر کی برکات

ذکر کے معنی:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًاo وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًاo

(الاحزاب: ۴۲،۴۱)

''اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو''

ارشاد فرمایا: اس آیت میں کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ ذکر کا لفظ قرآن مجید میں کئی معنی میں استعمال ہوا۔ ذکر کے معنی نصیحت کرنا بھی ہے۔ ایک ذکر کا معنی تذکرہ کرنا، یاد کرنا بھی ہے۔

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرة: ۱۵۲)

''پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا''

ذکر خفی کی فضیلت:

ارشاد فرمایا: ایک ذکر خفی ہے اور ایک ذکر جلی ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جس ذکر کو فرشتے سنتے ہیں اور جس ذکر کو فرشتے نہیں سنتے وہ دوسرے سے ۷۰ گنا افضل ہے۔

(کنز العمال، رقم: ۱۷۵۰)

ذکر خفی کا طریقہ یہ ہے کہ زبان تالو سے لگی ہو تو زبان بند ہوتی ہے اور دل ''اللہ اللہ'' کر رہا ہوتا ہے۔

بے ریا ذکر:

ارشاد فرمایا: کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کوئی کیا سوچ رہا ہے۔ اپنے مال کا، اپنے مسئلے کا یا ملکی حالات کو سوچ رہا ہے۔ کسی کو کیا پتہ کہ کیا کر رہا ہے۔۔ اس طرح سوچ کا بھی ذکر ہے کہ کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ ذکر کر رہا ہے۔ اس لیے یہ خفیہ ذکر بہت افضل اور بہت موثر ہے، کیوں کہ یہ ذکر خفیہ ہوتا ہے اور اس میں ریا اور دکھاوا نہیں ہوتا۔

کثرت ذکر کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: سالک جب اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرتا ہے تو محبت ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ''اللہ اللہ'' کرنے کا مزہ آنے لگ جاتا ہے۔ ہماری کمی یہ ہے کہ ہم کثرت ذکر نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے اس کے اثرات محسوس نہیں ہوتے۔ چند ہزار دفعہ ذکر کر لینا کثرت ذکر نہیں ہے۔ کثرت ذکر کے لیے لاکھوں دفعہ ذکر کرنا پڑتا ہے۔ اور شیخ سے سیکھ کر ذکر کرنا پڑتا ہے، تب ذکر کا اثر محسوس ہوتا ہے۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے مرشد میرے من وچ لائی ہو
نفی اثبات دا پانی دتا تے جان پھلن تے آئی ہو

یہ ''اللہ اللہ'' کی بوٹی اندر خوشبو پھیلاتی ہے اور نفی اثبات کا پانی دیا جاتا ہے تو ہر ہر رگ و ریشے میں اس کا اثر پہنچ جاتا ہے۔ حدیث شریف ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ کی طرح ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ کی طرح ہے۔ (بخاری، رقم: ۶۴۰۷) اس لیے ذکر کا نام ہی زندگی ہے۔

کائنات کی ہر چیز ذکر کرتی ہے:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ

(الاسراء:۴۴)

''ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے، لیکن تم اس کو سمجھ نہیں سکتے''

ارشاد فرمایا: اگر پتہ سرسبز رہتا ہے تو ذاکر ہے اور ذکر نہ کرے تو خشک ہو جاتا ہے۔

ارشاد فرمایا: جب تک کپڑا صاف رہتا ہے ذکر کرتا ہے، جب میلا ہوتا ہے تو ذکر چھوڑ دیتا ہے۔

ارشاد فرمایا: پرندہ ذکر کرتا ہے تو زندہ رہتا ہے، ذکر چھوڑ دیتا ہے تو مردہ ہو جاتا ہے۔

ارشاد فرمایا: علم بہت بڑی دولت ہے، جس کی وجہ سے ایک ایک عمل میں کئی کئی نیتیں کر کے بڑے بڑے اجر پا سکتا ہے۔ مسجد میں جانے کی کئی کئی نیتیں کر سکتا ہے۔

۱۔ اعتکاف کی نیت کر سکتا ہے

۲۔ شکرانہ کے نفل کی نیت کر سکتا ہے

۳۔ تحیۃ المسجد کی نیت کر سکتا ہے

مسجد اور دفتر:

ارشاد فرمایا: مسجد جاتے ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہنے اور صفائی کی نیت کرے۔ دفتر میں کوئی میلے کپڑے کے ساتھ نہیں آنے دیتا۔ تو پھر مسجد میں میلے کپڑوں کے ساتھ کیوں آتے ہیں؟ مسجد کا بھی اتنا ہی خیال رکھیں جتنا دفتر کا خیال رکھتے ہیں، بلکہ مسجد کا تو زیادہ خیال رکھنا چاہیے، کیوں کہ مسجد کی نسبت اللہ کی طرف ہے۔

کپڑے پہننے میں نیت:

ارشاد فرمایا: کپڑا پہنے تو ستر چھپانے کی نیت کرے۔ اگر صاف کپڑے پہنے تو کپڑے ذکر کریں گے یہ بھی نیت کر سکتا ہے۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ کپڑے پہننے میں ۶۰ نیتیں کر سکتا ہے۔ یہ فضیلت اہل علم کو ہی حاصل ہوتی ہے۔ بے علم شخص یہ نیتیں کر ہی نہیں سکتا۔ اس لیے علم کا بندے کو حریص ہونا چاہیے۔

ہر چیز ''اللہ اللہ'' کرتی ہے:

ارشاد فرمایا: ذکر ہر چیز کی زندگی ہے۔ انسان، حیوان اور چرند پرند سب کی زندگی ذکر میں ہے، ورنہ وہ چیز مردہ ہو جائے گا۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ

(الاسراء: ۴۴)

''ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے، لیکن تم اس کو سمجھ نہیں سکتے''

پتے سے لے کر مٹی کا ذرہ ذرہ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ پھولوں کی چٹک میں ''اللہ اللہ''، پانیوں کی جھنکار میں ''اللہ اللہ'' ہے۔ یہ کائنات ''اللہ اللہ'' کے نام سے وابستہ ہے۔ اگر دنیا سے ''اللہ اللہ'' کرنے والے ختم ہو جائیں گے تو دنیا کو بھی ختم کر دیا جائے گا۔

ذکر کی برکات:

ارشاد فرمایا: ذکر کی اتنی برکات اور فوائد ہیں کہ ان کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ تمام اللہ والے ذکر کرنے والے تھے۔ کوئی ایک بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہیں تھا۔ اس کی اتنی برکات ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں انہیں اسی

دنیا میں بھی نقد بدلہ دے دیا جاتا ہے اور وہ چین سکون والی زندگی ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:۲۸)

''خبردار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے''

ذکر، خصوصی فضل کا ذریعہ ہے:

ارشاد فرمایا: کھڑے بیٹھے لیٹے پھرتے ہر وقت ذکر کریں تو کام میں اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی ہوگی، مدد ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم ہوگا۔

ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ (یونس:۲۵)

''اللہ سلامتی والے گھر کی طرف بلاتا ہے''

اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو دعوت کو ضرور قبول کرنا چاہیے۔ جب محبوب کسی کو بلاتا ہے تو کوئی بڑا مقصد ہوتا ہے۔ صرف کھانا پینا نہیں ہوتا، بلکہ مقصد ملاقات ہوتا ہے۔ اور ملاقات میں راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں، محبت کی باتیں ہوتی ہیں، چاہت کی باتیں ہوتی ہیں۔ انہی عشق الٰہی کے جذبات کو ہمارے حضرت نے مختلف اشعار میں بیان کیا ہے:

یا تیرا تذکرہ کرے ہر شخص
ورنہ پھر ہم سے گفتگو نہ کرے
دیکھ لے جلوہ تیرا جو اک بار
غیر کی پھر وہ آرزو نہ کرے

تیری چوکھٹ کا مانگنے والا
شکوے دنیا کے روبرو نہ کرے
پڑھ کے یدعو کا لفظ پھر مومن
کیسے جنت کی جستجو نہ کرے
عشق نبوی ﷺ ہو جس کا سرمایہ
اتباع کیسے ہو بہو نہ کرے
رات دن نعمتیں جو پائے فقیر
تذکرے کیوں وہ چار سُو نہ کرے

قولِ شیخ دامت برکاتہم

اللہ اللہ اللہ کی ضرب دل پر لگتی رہے تو شیطان دفع دور ہو جاتا ہے کیوں کہ اسے اللہ کا نام گولی کی طرح لگتا ہے اس لیے اللہ تعالی کے نام کی خصوصی طور پر کثرت کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالی سے خصوصی محبت کے تعلقات قائم ہو جائیں۔ ☆

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

اتباعِ سنت کی عملی تربیت

ہر ہر سنت کو زندہ کرنا مشن ہے:

حضرت جی نے آج بعد عصر خصوصی طور پر بکریاں چرانے کا پروگرام بنایا، کیونکہ بکریاں چرانا بھی سنت ہے۔ حضرت جی کی یہ عادت شریفہ ہے کہ معاملات، عبادات میں تو سنت کو اپنایا ہے عادات میں بھی سنت کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔ اسی سنت کو ادا کرنے کے لیے بکریاں چرانے کا پروگرام بنا۔ دوستوں کی کافی بڑی جماعت بکریاں چرانے کے لیے گئی۔ کئی دوستوں نے فرطِ محبت میں باقاعدہ بکریاں پکڑ پکڑ کر انہیں گھاس چرائی۔ حضرت شیخ کھڑے کچھ باتیں بتاتے رہے کہ بکریاں چرانا سنت بھی ہے اور اس میں کئی حکمتیں بھی پوشیدہ ہیں۔

عاجزی کی صفت:

ارشاد فرمایا: ایک تو یہ بکریاں ادھر ادھر بھاگتی ہیں، جس کی وجہ سے بندہ بے بس ہو جاتا ہے اور اس سے بندے میں عاجزی آتی ہے۔ اسی لیے حدیث شریف بھی ہے کہ ''بکریاں چرانے والوں میں عاجزی ہوتی ہے'' (کنز العمال، رقم: ۷۷۳۹)

صبر وضبط کی صفت:

فرمایا: بکریاں چرانے سے بندے میں صبر و ضبط کی بھی صفت پیدا ہوتی ہے، کیونکہ بکریوں کے پیچھے بھاگنا پڑتا ہے۔ اور بار بار بھاگنا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے طبیعت میں صبر وتحمل آجاتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے بکریاں چروائی گئی ہیں،

تا کہ جب انسانوں کو سنبھالنے کی باری آئے تو انہیں انسانوں کی مخالفت پر غصہ اور جلال نہ آئے، بلکہ رحمت کا جذبہ ابھرے، تا کہ لوگوں پر ترس آئے۔ عام آدمی کسی کے گناہ اور مخالفت کو دیکھ کر بدگمان ہو جاتا ہے، غصے ہو جاتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اہل اللہ کو ترس آتا ہے کہ وہ حق کو قبول کر لیں اور مخالفت کو ترک کر دیں۔

بکریاں چرانے کی نسبت:

ارشاد فرمایا: واقعی! بکریاں چرانے سے انسان کو نبی ﷺ کی بکریاں چرانے کی نسبت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ سراپا سنت بننے کے لیے زیادہ سے زیادہ اتباع سنت کی نسبتیں اکٹھی کرتا جائے، پھر ہو بہو چلتا پھرتا اتباع سنت کا نمونہ بن جائے گا۔

؎ عشق نبوی ہو جس کا سرمایہ
اتباع کیسے ہو بہو نہ کرے

کامل اتباع سنت:

بکریاں چرانے کے آخر پر دودھ دوہنے کی بھی سنت ادا کی گئی، تا کہ نبی ﷺ کے ساتھ کامل مناسبت پیدا ہو جائے۔ سنت پر عملی طور پر عمل کرنے سے واقعی دل کے اندر عجیب شوق اور ولولہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان ہر ہر سنت کو جان سے بھی عزیز سمجھنے لگتا ہے۔ یہ المیہ ہے کہ جب سے سنت کا شوق و ولولہ امت سے رخصت ہوا ہے امت اپنے عروج کو کھو بیٹھی ہے۔

؎ تا شعارِ مصطفیٰ از دست رفت
قوم را رمزِ بقاء از دست رفت

ولایت خاصہ کا حصول کیسے ہو؟

ولایت خاصہ کا حصول:

ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت نے بندے میں بہت سی صفات رکھی ہیں، جنہیں بروئے کار لانے سے وہ ولی بن سکتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ انسان ولی بالقوۃ ہے۔ اور ولی بالفعل اس وقت بنتا ہے جب وہ مجاہدہ کرتا ہے۔ ایک ولایت عامہ ہوتی ہے جو کہ ہر کلمہ گو کو حاصل ہے۔ اور ایک ولایت خاصہ ہوتی ہے جو کہ محنت مجاہدہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

ولایت خاصہ کے لیے مجاہدہ کرنا:

ارشاد فرمایا: ولایت خاصہ تزکیۂ نفس کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی باتیں مان لیتے ہیں وہ ولی بالفعل بن جاتے ہیں۔ جس نے اللہ کو مان لیا اسے ولایت عامہ مل گئی۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی باتیں ماننی شروع کر دیں اسے ولایت خاصہ مل گئی۔ ولایت خاصہ کے حصول کے لیے کافی محنت کرنی پڑتی ہے۔

اتباع شریعت اور شیخ:

ارشاد فرمایا: کچھ لوگوں کا نفس شریعت کی لگام جلدی ڈال لیتا ہے اور بعض کا نفس سرکش ہوتا ہے۔ اس کو مطیع کرنے کے لیے شیخ کامل کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور شیخ بندے کو ہر ہر کام میں سنت پر چلانے میں مدد دیتا ہے، کیوں کہ شیخ کی اپنی زندگی اتباع سنت کے ذریعے کمال حاصل کر چکی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں:

ارشاد فرمایا: محبت بھی عجیب چیز ہے کہ جس سے ہو جاتی ہے، جب ہو جاتی ہے تو محبوب کے ساتھ رہنے کو دل چاہتا ہے۔ محبوب کی نشانیوں سے محبت ہو جاتی ہے۔ قرآن حکیم اللہ کی سب سے بڑی نشانی ہے جسے پڑھ کر خوشی ہوتی ہے۔ عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کی معیت میں رہنے کو دل چاہتا ہے۔

دین پر استقامت کا ذریعہ:

ارشاد فرمایا: سالک کے لیے راہِ سلوک میں نسبت کا نور حاصل کرنا بڑا ضروری ہے۔ جب تک ولایت کا نور حاصل نہ ہو عمل پر استقامت نصیب نہ ہو گی۔ یہ استقامت، صحبت شیخ اور محبت الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔

؎ علم کی حد سے پرے بندہ مومن کے لیے
لذت شوق بھی ہے نعمت دیدار بھی ہے

عشق و محبت نہ ہو تو یہ دین چند نظریات کا نام رہ جاتا ہے۔ جب عشق و محبت ہو تو کام آسان ہو جاتا ہے۔

؎ عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دین بت کدۂ تصورات

عام آدمی اور سالک:

ارشاد فرمایا: ایک مزدور کو گھر کا فرش توڑنے کے لیے لائیں تو وہ جذبے سے نہیں توڑے گا۔ وہ سو روپے کے لیے کام کر رہا ہو گا۔ ایک فرہاد نے محبوب کے کہنے سے

چٹائیں توڑی تھیں۔ بس یہی فرق ہے عام آدمی اور سالک میں۔ محبت والے اور عام آدمی میں یہی فرق ہوتا ہے کہ وہ شوق سے عمل کرتا ہے اور عام آدمی رسمی طور پر عمل کرتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ذوق وشوق سے ذکر فکر کرنا چاہیے، تاکہ نسبت کا حصول آسان ہو۔ حضرت شاہ ابوسعید گنگوہیؒ کا فیض اپنے دادا سے بھی زیادہ پھیلا ہے۔ اس فقیر نے دیکھا کہ ان کے مزار پر مسلمان بھی تھے، مگر ہندو کہیں زیادہ تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ یہاں ہماری دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

عشق کی دکانیں:

ارشاد فرمایا:

؎ لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

یہ اللہ والوں کی خانقاہیں عشق کی دکانیں ہیں۔ یاد رکھنا! ہمیشہ اخلاص کی جیت ہوتی ہے۔ اس لیے صحبتِ اہل اللہ سے اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہی مخلص دیوانے منزل پر پہنچا کرتے ہیں۔

توبہ اور ندامت کی برکات:

ارشاد فرمایا: کتنا بڑا گنہگار کیوں نہ ہو، کتنا بڑا نافرمان کیوں نہ ہو، جب وہ ندامت کے ساتھ توبہ کرتا ہے سارے گناہ دھل جاتے ہیں۔ کبھی کبھی تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ بالکل انوکھا ہے۔ ہم اللہ تعالی کے فضل کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کس کس طرح معاف کر دیتا ہے۔

تُوبُوٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ (النور: ۳۱)

''اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو''

علما نے اس میں نکتہ لکھا ہے کہ اس آیت میں گناہوں کے مرتکب کو بھی مومن کہا گیا ہے۔ کبیرہ کے مرتکب کو بھی اپنے مومنین کی فہرست سے باہر نہیں نکالا۔ توبہ ایسا عظیم عمل ہے کہ بچھڑے ہوؤں کو اللہ کے در پر لا کھڑا کرتا ہے۔

اقوالِ شیخ دامت برکاتہم

ہمیں اعترافِ قصور کرنا ہی پڑے گا۔ اس دنیا میں اعتراف کرلو تو بہتر ہے ورنہ قیامت کے دن جہنم میں پہنچ کر اعتراف کرنا پڑے گا۔ اس لیے آج اعتراف کرنا آسان ہے ورنہ کل حسرت کریں گے مگر کچھ نہیں بنے گا۔

وہ بندہ ہمیشہ کی پریشانی میں گرفتار ہو جاتا ہے جو اپنے رب کو ناراض کرلیتا ہے۔

انتہائی خوشگوار زندگی کے اصول

ایک دوسرے کی خوبیوں کو دیکھنا:

ارشاد فرمایا: میاں بیوی کے تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے ایک دوسرے کی خوبیوں کو ہمیشہ دیکھتے رہنا چاہیے۔ اس سے تعلقات انتہائی بہترین ہو جائیں گے۔ یہ تجربہ شدہ بات ہے۔ بیوی کی خوبیوں کو دیکھتے رہیں اور اپنی خامیاں دیکھتے رہیں۔ اسی طرح بیوی، خاوند کی خوبیاں دیکھتی رہے اور اپنی خامیاں دیکھتی رہے۔ تو تعلقات بہتر سے بہترین ہو جائیں گے۔

واقعہ: ایک دفعہ کسی مرد نے بیوی کی شکایت کی۔ اسے کہا گیا کہ اپنی بیوی کی دس خوبیاں بتائیں۔ اسی طرح بیوی کا فون آیا تو اسے کہا گیا کہ خاوند کی دس خوبیاں بتائیں۔ بس اتنی سی بات پر ان دونوں میاں بیوی کے تعلقات بہترین ہو گئے۔ اصل مرض یہ تھا کہ ایک دوسرے کی خامیاں دیکھتے تھے، خوبیاں نہیں دیکھتے تھے۔ جس کی وجہ سے لڑائی جھگڑا ہوتا تھا۔ جب خوبیاں دیکھنا شروع کر دیں تو محبت اور الفت بڑھ گئی اور لڑائیاں ختم ہو گئیں۔ بس یہی گُر ہر میاں بیوی کو استعمال کرنا چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کی خوبیاں دیکھتے رہیں تو محبت بڑھتی رہے گی اور تعلقات بہترین ہو جائیں گے۔

ماضی کی تلخ یادوں کو بھلا دیں:

ارشاد فرمایا: میاں بیوی ایک دوسرے کے گڑھے مردے نہ اکھاڑا کریں۔ اس

معاملہ میں انسان کو بچے کی طرح ہونا چاہیے کہ فوراً بات کو بھول جائے۔ ماں نے تھپڑ مارا، مگر تھوڑی دیر بعد بچہ بھول جاتا ہے۔ گڑھے مردے اکھاڑنے سے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ طعنہ کبھی نہیں دینا چاہیے۔ اس سے دوسرے کا دل دکھتا ہے۔ تیرے جیسی مجھے کئی ملتی ہیں، میں خدمت کے لیے دوسری شادی کرلوں گا، یہ سب بے وقوفی کی باتیں ہیں۔ ایک چیز کی بنیاد ہی نہیں ہوتی، مگر اسے پہلے ہی طعنے دے کر تعلقات خراب کر لیتے ہیں۔

رائی کا پہاڑ نہ بنائیں:

ارشاد فرمایا: بعض اوقات معمولی باتوں کو رائی کا پہاڑ بنانا بہت نقصان دہ ہوتا ہے۔ خواہ مخواہ باتیں نہ بنائیں۔ اس سے اختلافات بڑھ جاتے ہیں اور جھگڑے کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

بیویاں عام طور پر خاوند کے بارے میں اندازے لگاتی ہیں کہ کس سے بات کر رہے ہیں یا ملاقات کر رہے ہیں تو خواہ مخواہ غلط اندازے لگاتی ہیں، جس سے خود ہی اپنی زندگی اجیرن بنا لیتی ہیں۔ اس لیے حسن ظن رکھنا ضروری ہے۔ غلط اندازے کبھی نہیں لگانے چاہییں، یہ زہر ہے۔

اظہارِ محبت کرتے رہیں:

ارشاد فرمایا: اگر کچھ وقت گزر جائے اور کچھ بچے ہو جائیں تو محبت میں وہ گرمجوشی نہیں رہتی جو پہلے تھی، یہ بڑی غلطی ہے۔ ہمیشہ محبت کی باتیں کرتے رہیں۔ اس کو Warm up رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور بڑھاپے تک محبت میں گرم جوشی

رکھنے کی ضرورت ہے، اس میں میاں بیوی بہت غلطی کرتے ہیں۔ اظہار محبت نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے محبت پھیکی پڑنا شروع ہو جاتی ہے۔ کبھی اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔ کبھی کوئی ایسی بات نہ کریں کہ جس سے اعتماد کو ٹھیس پہنچے۔ اعتماد کو ٹھیس پہنچنے سے گھر خراب ہوتا ہے۔

تیسرے بندے کی وجہ سے گھر خراب ہوتا ہے:

ارشاد فرمایا: میاں بیوی لوگوں کے سامنے ہمدرد بنیں، مقابلہ نہ کریں۔ کسی تیسرے بندے کی وجہ سے بدگمانی اور لڑائی نہ کریں۔ ایک دوسرے پر واری واری جائیں۔ ایک دوسرے کے لیے قربان ہوتے جائیں۔ کسی کو جدائی کا مشورہ دینا یا کسی کو طلاق کا مشورہ دے کر اپنے سر قطعاً بوجھ نہیں لینا چاہیے۔ یہ بڑا بوجھ ہے۔ اس سے بندہ اللہ کی رحمت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

میاں بیوی ایک دوسرے کو خوش کیسے کریں؟

ارشاد فرمایا: میاں بیوی ہمیشہ ایک دوسرے کو خوش کریں۔ میاں بیوی اس فکر میں رہیں کہ ایک دوسرے کو غیر متوقع خوشی پہنچائیں۔ ایک دوسرے سے اظہار محبت کرتے رہیں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو پوچھتے رہیں کہ دن رات کیسے گزرے، ایک دوسرے کی خوبیوں کی تعریف کریں، ایک دوسرے کے لیے دعا کریں، ایک دوسرے کو تحفظ دیں کہ مرنا جینا اکٹھا ہے۔ ایک دوسرے کو غیر محفوظ نہیں کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے کی تعریف بہت ضروری ہے۔ تعریف کے معاملے میں زبان کیوں چھوٹی ہو جاتی ہے؟ شیطان چاہتا ہے کہ کہیں ان میں محبت نہ بڑھ جائے، اس لیے وہ ایک

دوسرے کی تعریف نہیں کرنے دیتا۔ اچھی باتوں کی حوصلہ افزائی اور تعریف کرنا محبت بڑھانے کا بہترین گُر ہے۔

ناراضگی میں صلح کیسے کریں؟

ارشاد فرمایا: میاں بیوی ناراض حالت میں کبھی نہ سوئیں۔ شیطان اسے بڑھائے گا۔ محبت کی ایک نظر سے بیوی پگھل جاتی ہے۔ اس لیے مسکراہٹ اور محبت کی نظر ضرور ڈالنا چاہیے، تاکہ گھر جنت کا نمونہ بن جائے۔ گھر میں بار بار محبت کی نظر سے دیکھنا زندگی کے فرائض و واجبات میں سے ہے۔ اس لیے بیوی کو مختلف ہدیے اور مسکراہٹ کا ہدیہ بھی ضرور دیتا رہے۔ جہاں ہدیہ دینے کی عادت ہوتی ہے وہاں محبت موٹی ہوتی ہے۔ جہاں ہدیہ نہیں دیتے وہاں محبت پتلی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کو وقت ضرور دیں اور اس کے لیے وقت مقرر کرنا ضروری ہے، تاکہ اس وقت وہ دونوں تیار ہو کر آئیں اور ایک دوسرے کے لیے قربان ہوتے رہیں۔

پیارے پیارے الفاظ:

ارشاد فرمایا: پیارے پیارے الفاظ کا انتخاب بہت ضروری ہے۔ اس لیے بیوی کو چاہیے کہ شوہر کے لیے پیارے پیارے الفاظ استعمال کرے اور خاوند کو بھی بیوی کے لیے پیار کے الفاظ استعمال کرنا ضروری ہیں۔ بیوی، خاوند کے لیے خوب تیار ہو کر رہے اور خاوند کو بھی چاہیے کہ ضرور مسواک، برش کرے۔ خاوند کے منہ سے مرے کتے کی بو آ رہی ہو تو بیوی کو کیسے محبت ہوگی؟ اور بیوی کو بھی ضروری میک اپ کر لینا چاہیے۔

شکر ضرور ادا کریں:

میاں بیوی محبت، صحت، گھر بار اور ہزاروں دوسری نعمتوں پر ضرور شکر ادا کریں۔ اور شکرانے کے نفل ادا کرتے رہیں اس سے یہ سب نعمتیں بڑھتی رہیں گی۔

آخری وصیت حضور ﷺ نے ''وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ'' فرمائی۔

(ابن ماجه، رقم: ۱۶۲۵)

جس میں سب سے پہلے ماتحت بیوی ہے، اس لیے ان کا لحاظ رکھے۔ اپنے پر مصیبت، مشکل برداشت کر کے بھی خوش رکھے اور بیویاں بھی ہر حال میں اظہار محبت کرتی رہیں۔ اس سے دل جڑتے ہیں اور گھر آباد ہو جاتے ہیں۔

انگریزی کا مقولہ ہے: **(Love begets Love)**

قولِ شیخ دامت برکاتہم

یہ عجیب بات ہے کہ انسان کو اس وقت اپنی زندگی کا احساس ہوتا ہے جب یہ آدھی سے زیادہ گزر چکی ہوتی ہے۔

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

دوسری شادی کی حرص

ایک خصوصی مجلس میں چار شادیوں کی بات چلی تو حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا: اس دور میں ایسی مہنگائی، ایسے مسائل پیدا ہو گئے ہیں کہ انسان بمشکل ایک بیوی کے ہی حقوق ادا کر سکتا ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ دین کی خدمت ہو گی۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا: دین کی خدمت نہیں ہو گی، بلکہ صرف بیویوں کی خدمت ہو گی۔ اور دین کی پہلے والی خدمت میں بھی رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ اس لیے کہ ہر بیوی چاہتی ہے کہ میری خواہشات پوری ہوں اور اس دنیا میں ساری خواہشات پوری نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے وہ خاوند کو پریشان کرتی رہیں گی۔ اور اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے نئی نئی چیزوں کا مطالبہ کرتی رہیں گی۔

ے ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے میرے ارماں، لیکن پھر بھی کم نکلے

دوسری شادی:

حضرت تھانویؒ سے کسی نے عرض کیا کہ آپ نے دو شادیاں کر کے چار شادیوں کا راستہ کھول دیا۔ فرمایا: نہیں، بلکہ میں نے ایسی ایسی احتیاطیں کی ہیں کہ دوسری شادی کا راستہ مشکل بنا دیا ہے۔

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا: دوسری شادی کی حرص دل میں نہیں رکھنی چاہیے، کیوں کہ اس کی وجہ سے انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ کے لیے یکسوئی ختم ہو جاتی

ہے۔اور انسان ہر وقت دوسری شادی کے تانے بانے بنتا رہتا ہے۔اور اسی کام کو دنیا کا سب سے افضل اور اہم کام بنالیتا ہے۔حالانکہ دنیا میں اس سے بھی زیادہ اہم اور افضل کام موجود ہیں۔

ع　اور بھی غم ہیں روزگار کے

دوسری شادی کی نیت سے عورتوں کو دیکھنا:

ایک عالم دین نے عرض کیا کہ ہم چند علما بیٹھے تھے اور دوسری شادی کی اجازت اور دوسری شادی کی نیت سے عورتوں کو دیکھنے پر متفق تھے۔کیا اس میں ہماری کوئی نفسانیت بھی شامل ہے؟ حضرت جی دامت برکاتہم نے بڑے حکیمانہ اور بصیرت افروز لہجہ میں فرمایا: پہلے تو یہ دیکھو کہ چار شادیوں کی اجازت ہے، حکم نہیں ہے اور اگر اجازت ہے تو عدل کی بھاری شرط بھی لگادی گئی ہے۔اس فتنہ وفساد کے دور میں بڑے بڑوں سے عدل وانصاف کی شرط پوری نہیں ہوتی۔ساتھ ہی قرآن حکیم نے بھی کہہ دیا ہے:

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ (النساء: ۱۲۹)

”اور تم عورتوں کو ہرگز برابر نہیں رکھ سکو گے اگرچہ اس کی حرص کرو۔“

اور اگرچہ تم عدل وانصاف کرنا بھی چاہتے ہو تو تم سو فیصد عدل وانصاف بیویوں کے درمیان چاہنے کے باوجود بھی نہیں کر سکتے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چاہنے کے باوجود بھی عدل وانصاف نہیں کر سکتے تو پھر دو، چار شادیاں کر کے کٹہرے میں کھڑا ہونا پسند کرو گے؟ دونوں بیویاں قیامت کے دن گریبان پکڑیں گی کہ تم نے ہمارے معاملے میں عدل وانصاف کیوں نہیں کیا تھا؟

ارشاد فرمایا: دوسری شادی کی خاطر چلتی پھرتی عورتوں کو دیکھتے پھرنا نفس کا بہت بڑا دھوکہ ہے۔ کیا عورتوں کے منہ پر لکھا ہوا ہے کہ یہ شادی شدہ ہے اور یہ شادی شدہ نہیں ہے؟ اگر کسی ایسی کو دیکھ رہے ہو جو کہ پہلے سے شادی شدہ ہے تو پھر یہ کتنا بڑا گناہ ہوگا۔ یہ نفس پرستی ہے اور شریعت کے احکام کا مذاق اڑانے والی بات ہے۔ اس طرح راستے چلتے ہوئی لڑکیوں کو دیکھ کر کون رشتے کرتا ہے؟ ہمیشہ گھروں میں جا کر ہی والدین لڑکی دیکھتے ہیں اور رشتہ طے کرتے ہیں۔ اس طرح چلتے چلتے لڑکیوں سے جھانک تانک کرنے سے رشتے نہیں ہوا کرتے۔ ہاں! بدنظری کا گناہ ضرور بضرور ہوگا۔ یہ عقل کی عیاری ہے کہ وہ بدنظری کو اس طرح خوبصورت انداز میں جائز کروا رہی ہے۔ گھروں میں بھی جا کر مختلف لڑکیوں کو دیکھتے رہنا اور ان کی شکل وصورت کا تصور کر کے مزے لیتے رہنا کہ شاید یہ دوسری شادی کے لیے مان جائیں اور اسی تصور میں اپنی زندگی ضائع کرتے رہنا عقل عیار کے دھوکے ہیں۔

ع   عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے

غیر مقلدین کی عیاریاں:

اس دوران غیر مقلدین کی کچھ ہوس پرستیوں اور عیاریوں کی باتیں شروع ہوئیں کہ وہ کس طرح شریعت کے احکام کو بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ صحابہ کرامؓ پر اعتماد نہیں کرتے، حالانکہ وہ نبی ﷺ کے تربیت یافتہ ہیں۔ انہیں ''نَحْنُ رِجَالٌ وَّ هُمْ رِجَالٌ'' (ہم بھی آدمی ہیں اور وہ بھی آدمی تھے) کہہ کر خود کو صحابہؓ کے برابر لا کھڑا کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو نبی ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہؓ کے برابر سمجھنے لگتے ہیں۔

کسی نے عرض کیا کہ غیر مقلد کہتے ہیں کہ عورت غیر مردوں حتیٰ کہ کافروں تک سے مصافحہ کر سکتی ہے اور بعد میں پانچ دفعہ استغفار پڑھ لے۔ حضرت جی نے فرمایا کہ پھر تو زنا کر کے بیس مرتبہ استغفار کافی ہو جائے گا۔ یہ کیا حماقت کی باتیں ہیں!؟ یہ یہودیوں کی طرح اللہ تعالی کے احکام میں معنوی تحریف کر رہے ہیں۔

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ

''جو کلمات کو ان کی جگہ سے بدلتے ہیں''

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

پانچویں فقہ، نفس پرستی:

حضرت جی دامت برکاتہم کی مجلس میں کسی نے پوچھا کہ عربی علما متعہ کو عشار کا نام دے کر جائز کر رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا: یہ سب قربِ قیامت کی علامتیں پوری ہو رہی ہیں۔ دلوں میں خوفِ خدا نہیں ہے۔ نفس پرستی اور مداہنت عام ہو رہی ہے۔ اس لیے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ مداہنت علما کے چہرے کا بدنما داغ ہے۔ اپنی مداہنت اور نفس پرستی کی خاطر شریعت کے احکامات کو تختۂ مشق اور مذاق بنا لینا کہاں کی عقلمندی ہے؟ لوگ گھر کی نوکرانیوں کو باندیاں کہہ کر جائز بنا رہے ہیں اور ان سے زنا کاری کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ شرعی باندیاں تو وہ ہوتی تھیں جو کفار سے میدان جنگ میں عورتیں پکڑی جاتی تھیں۔

نام نہاد علماءِ سوء کا فتنہ:

ارشاد فرمایا: جب مال و دولت کی کثرت ہو اور دماغ میں طہارت و پاکیزگی کے خیالات نہ ہوں اور دل میں خوفِ خدا نہ ہو تو ایسی ہی بے تکی باتیں سوجھتی ہیں۔ لوگ ایسے انسانوں کو علما کہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن حکیم نے ایسے لوگوں کے بارے میں واضح فتوی دیا ہے:

اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ (الجاثية: ۲۳)

''کیا آپ نے اس کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو خدا بنایا ہوا ہے؟''

ایسے نام کے علما کو علما ہی نہیں کہنا چاہیے، کیوں کہ جس کے دل میں خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی کا غلبہ نہ ہو وہ اپنی ہوس پرستی اور بے احتیاطی کی وجہ سے فتنوں کا راستہ کھول دے گا اور اس کا نام تحقیق رکھے گا۔ اور اپنے آپ کو محقق اور سکالر کے روپ میں پیش کرے گا۔ حالانکہ اسکی مثال ''ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا'' کی ہے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

متقی مفتی سے مسئلہ پوچھیں:

ارشاد فرمایا: آپ لوگوں کو خلوص سے نصیحت کر رہا ہوں کہ اگر کبھی کوئی مسئلہ پوچھنا پڑے تو خوف خدا رکھنے والے متقی مفتی سے مسئلہ پوچھیں، تاکہ وہ اللہ رب العزت سے ڈرتے ہوئے فتوی دے، تاکہ عمل کی بھی توفیق مل سکے۔

ارشاد فرمایا: اس وقت یہ مداہن اور نفس پرست اپنے آپ کو علما اور سکالر کے روپ میں T.V چینلز پر اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں اور اپنی من مرضی کے فتوے

دیتے ہیں اور دل میں ذرہ خوف خدا نہیں رکھتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ عوام کیوں کہ T.V زیادہ دیکھتے ہیں، وہ انہیں ہی حقیقی علما سمجھ کر ان کی غلط تاویلات والے فتاویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ یہ نام کے علما خود بھی پریشان ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی پریشان کرتے ہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ نہ انہیں آخرت کی پیشی کا ڈر ہے، نہ خدا تعالیٰ کی پکڑ کا فکر ہے اور نہ ہی نبی کریم ﷺ کے دین میں فتنے پیدا کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے، کیوں کہ دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے۔

بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوبِهِمْ

ایسے مداہن لوگوں کی بات کبھی نہ سنیں۔ اور دل میں خوف خدا پیدا کریں۔ ہمیشہ خوف خدا رکھنے والے متقی مفتی سے مسئلہ کا حل پوچھیں کہ وہ خوف خدا اور فکر آخرت کو سامنے رکھ کر فتوی دے گا، جس سے عمل کی بھی توفیق ہوگی اور آخرت کا سب سے بڑا مسئلہ نجات ابدی بھی حل ہو جائے گا۔ دنیا کے حقیر فائدے کی خاطر آخرت کے بڑے بڑے فوائد تو نہیں ٹھکرا دینا چاہییں۔ اگر ایسا کریں گے تو یہ جہالت اور بے وقوفی کی بات ہوگی۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن حکیم نے حکم دیا ہے:

اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ (الجاثیة: ۲۳)

”کیا آپ نے اس کو دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو خدا بنایا ہوا ہے؟“

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

مدارس میں کامل یقین کی ضرورت

پکا یقین بنانے کی اشد ضرورت ہے:

ارشاد فرمایا: عاجز نے چندہ کے لیے کبھی مجمع میں بھی اونچی آواز سے دعا نہیں کی۔ ایک اللہ پر ہی نظر رکھیں، دوسری طرف نظر نہیں کرنی چاہیے۔ آج مدارس میں اللہ پر یقین بنانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر پکا یقین ہونا چاہیے اور ہر حال میں اللہ پر توکل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا بار بار استحضار کرنے کی ضرورت ہے کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی مدد پر یقین رکھنا ہے۔ لوگوں کی جیبوں کی طرف دیکھنے کے بجائے اللہ تعالی کے خزانوں کی طرف دیکھنا چاہیے۔ جب اللہ تعالی سے مانگنے کا سلیقہ اور طریقہ آجاتا ہے تو سب کام آسان ہو جاتے ہیں۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھیں گے تو ہمارے اس گمان کے مطابق غیب سے مدد اترے گی۔ صحابہ کرامؓ کا یقین بنا ہوا تھا تو انہیں غیب کے خزانوں سے ملتا تھا۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر نظر ہونی چاہیے۔ اس لیے مدارس والوں کو بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر نظر رکھنی چاہیے۔

اللہ تعالی پر حسن ظن کی برکات:

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ جو اللہ تعالی پر جتنا زیادہ یقین کر لیتا ہے تو اس کے لیے مشکل میں سے آسانی پیدا کر دیتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پانی کی وجہ سے غم ملا تھا تو فرعون کو پانی میں غرق کر کے حضرت موسیٰ کو پانی سے ہی

سکون مہیا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں کام کو کر دیتے ہیں۔ جو قمیص حضرت یوسف علیہ السلام کے والد کے لیے غم کا سبب بنی تھی اللہ تعالیٰ نے اسی قمیص کو خوشی کا باعث بنا دیا۔ جیسا اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھیں گے اللہ تعالیٰ اسی طرح کی چیز سے فائدہ پہنچادے گا۔

پکا یقین بنانے کی اہمیت:

ارشاد فرمایا: تخلیہ میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے، رجوع الی اللہ کرنے اور انابت الی اللہ کرنے کی وجہ سے کام بنتے ہیں۔ پہلے مدارس اور آج کے مدارس میں یہ فرق ہے کہ پہلے علما، اولیاء اللہ ہوتے تھے، جن کا اللہ تعالیٰ پر پکا یقین ہوتا تھا اور یہ یقین طلبا کو بھی سکھاتے تھے۔ اور آج یقین کمزور ہونے کی وجہ سے اسباب کے پیچھے بھاگے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر نظر نہیں رکھتے۔ پکا ایمان و یقین بنا کر تو دیکھیں مدرسہ میں بیٹھے بٹھائے لوگ خود دینے آئیں گے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے: ''یقین تو میری غذا ہے'' (احیاء علوم الدین: ۴/۱۶۱) اس یقین کو ہر حال میں بنائیں، اس سے مدارس کو غیب کے خزانوں سے مدد ملے گی۔ لیکن ہم سبب کی طرف زیادہ اور مسبب الاسباب کی طرف کم دیکھتے ہیں۔ جو مسبب الاسباب کی طرف زیادہ دیکھتے ہیں اور زیادہ دعائیں کرتے ہیں تو لوگوں پر بغیر توقعات رکھے بھی کام ہو جاتا ہے۔ اللہ کی ذات پر پکا ٹھکا یقین بناؤ۔

؎ سن اے تہذیب حاضر کے گرفتار!
غلامی سے بدتر ہے بے یقینی

حق الیقین پیدا کرنا:

ایمان اللہ تعالیٰ کی باتوں پر غیر متزلزل یقین کا نام ہے۔صحابہؓ کو یقین کامل حاصل تھا۔علم الیقین تو یہ ہے کہ مہمان آئیں تو چائے لائی جائے گی۔ چائے آنکھوں کے سامنے ہے تو یہ عین الیقین ہے اور پینے لگ جائیں تو یہ حق الیقین ہے۔

کامل یقین، محبت سے پیدا ہوتا ہے۔اس لیے یقین کی حضوری کے لیے کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور ذکر کی کثرت سے محبت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے۔اکابر کو حق الیقین حاصل تھا اور ہمیں تو آج علم الیقین بھی نہیں ہے۔

لوگ پوچھتے ہیں کہ مدارس والے کہاں سے کھائیں گے؟ بھائی! نبی ﷺ کے وارث بھی وہاں سے کھائیں گے جہاں سے نبی ﷺ کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر پکا یقین حاصل ہو جائے۔مسب الاسباب کی مدد کو جس نے اپنے پلڑے میں لے لیا تو اس کا پلڑا سب سے بھاری ہو گیا۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر یقین رکھیں:

ہمیں مدارس میں یہ آواز لگانے کی ضرورت ہے کہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں، ادھر ہی توقعات لگائیں، ادھر ہی نظر رکھیں اور ادھر اُدھر نہ دیکھیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقین سے کہتے تھے: ''قم باذن اللہ'' تو مردہ اٹھ کر کھڑا ہو جاتا تھا اور ہم سوئے ہوئے بندے کو ''قم باذن اللہ'' کہتے ہیں تو وہ

نہیں اٹھتا ہے۔فرق صرف یقین کا ہے۔حضرت عیسی علیہ السلام کا یقین بنا ہوا تھا اور ہمارا یقین کمزور ہے۔ شک ایمان کو خراب کر دیتا ہے۔جس طرح ایلوہ، شہد کو خراب کر دیتا ہے۔اس لیے دین کا ہر عقلمند آدمی اپنے ایمان کے بارے میں سب سے زیادہ فکر مند ہوتا ہے۔اور دنیا دار اپنی دنیا کے بارے میں فکر مند ہوتا ہے اور بعض اوقات خدائی لہجہ میں بات کرتا ہے۔جس کی وجہ سے اس کے ایمان و یقین کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے۔

؎ یہ وقت کس کی رعونت پہ خاک ڈال گیا
یہ کون بول رہا تھا خدا کے لہجے میں

قولِ شیخ دامت برکاتہم

جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھے گا وہ اپنی آنکھوں سے وعدوں کو پورا ہوتا ہوا دیکھے گا۔

شیطان کی مکاریاں

''میں'' کی مصیبت:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا: ''انا'' ایسی مصیبت ہے کہ شیطان نے ''انا'' کو نہ چھوڑا، مگر اللہ رب العزت کو چھوڑ دیا۔ اس نے دوسرا جرم یہ کیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور کہنے لگا کہ اکثر انسان ناشکرے ہوں گے۔

'' وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ''(الاعراف:۱۷)

''اکثر انسانوں میں سے ناشکرے ہوں گے''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لیکن تو میرے مخلص بندوں کو نہیں بہکا سکے گا۔ اس لیے کہ مخلص بندے اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ ذاتی دشمن سے پناہ لینے کے لیے حکم فرمایا کہ میرے ذاتی نام کے ساتھ پناہ لینا چاہیے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اس پناہ سے انسان کو کامل پناہ مل جاتی ہے۔

شیطان کی کارستانیاں:

ارشاد فرمایا: شیطان کے پیدا کرنے کی یہ حکمت ہے کہ ہر گناہ اس کے ذمہ لگتا ہے، کیونکہ ہر گناہ میں وہ حصہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ نفس کے ساتھ بھی شیطان ہی کی ملی بھگت ہوتی ہے۔ اس لیے ہر گمراہی میں شیطان کا (Part) ہے۔

شیطان نے ہمارے ماں باپ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیہا السلام کو جنت سے بھی نکلوایا تھا اور دونوں کے کپڑے بھی اتروا دیے تو سوچیں کہ اس نے کتنا بڑا

غضب کیا، ہر وقت اس کی کوشش ہے کہ ہم سے گناہ کرواتا رہے۔

اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ o وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ط ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ o وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا ط اَفَلَمْ تَکُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ (یٰس: ۶۰، ۶۱، ۶۲)

''وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہ سیدھا راستہ ہے۔ اور البتہ اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تھا پس تم نہیں سمجھتے تھے۔''

کیا تم میں عقل کی رتی نہیں کہ اس سے بچنے کی کثرت سے دعائیں بھی نہ مانگ سکے؟ شیطان جس انسان پر غالب آتا ہے تو اس کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ ذکر سے غافل کر دیتا ہے۔ ذکر کرتے رہیں تو شیطان کے وسواس سے انسان ضرور بچتا رہتا ہے فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ (الاعراف: ۲۰۱) پس جب ہی اس کو بصیرت حاصل ہو جاتی ہے۔

شیطان جب چاہتا ہے کہ کسی کی نماز کا خشوع وخضوع ختم کر دے تو ذکر سے غافل کر دیتا ہے اور جب ذکر سے غافل کر دیتا ہے تو نماز میں ناغے ڈلواتا ہے۔ اور عجیب عجیب بہانوں سے نماز چھڑواتا ہے۔

شیطان سے بچنے کے طریقے:

ارشاد فرمایا: ذکر کی کثرت سے شیطان ایسے بھاگتا ہے جس طرح گدھا ڈنڈے کے ڈر سے بھاگتا ہے۔ اس لیے ذکر کی کثرت انتہائی ضروری ہے۔

1) اہل اللہ کو شیطان کے دیکھنے کی طاقت تو نہیں دی، مگر اس کے مکر کو سمجھنے کی توفیق دی ہے۔

2) شیطان سے بچنے کا دوسرا طریقہ شریعت کی پابندی ہے۔

شیطان کے پاس جال ہیں، ہتھکنڈے ہیں۔ ان کو معلوم کرنا چاہیے اور اس کی مکاری سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

شیطان کے لمبے پروگرام ہیں:

ارشاد فرمایا: شیطان کے بڑے Long Term پروگرام ہوتے ہیں۔ وہ ایک دم نہیں گراتا، بلکہ وہ آہستہ آہستہ انسان کو بھلاتا اور گراتا ہے۔ اس کے لیے عورتوں کو استعمال کرتا ہے اور بے حیا اور بے پردہ عورتیں شیطان کا پکا جال ہیں۔

حدیث شریف ہے: اَلنِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّیْطٰنِ

''عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔''

(مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم: ۳۵۶۹۴، معجم ابن عساکر: ۳۴۳/۱)

شیطان جیسے بد بخت، مکار دشمن سے بچنے کا ایک ہی مؤثر طریقہ ہے کہ کثرت سے ذکر کرے۔ ہر وقت ذکر کرنے کی فکر میں لگا رہے۔ اگر وسوسہ بار بار وہی آئے تو نفس کی طرف سے ہے اور جو گناہ کا وسوسہ بدلتا رہے تو شیطان کی طرف سے ہے۔ شیطان ہر وقت پیچھے لگا ہوا ہے اور وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے۔

موبائل کی تباہ کاریاں:

ارشاد فرمایا: ہم ریڈیو کو رو رہے تھے پھر T.V آ گیا۔ اس کو رو رہے تھے کہ V.C.R آ گیا۔ پھر کمپیوٹر آ گیا، پھر کیبل آ گئی۔ اور ان سب کے بعد سب سے بڑا فتنہ رونما ہوا کہ موبائل آ گیا۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا: یہ سیل فون نہیں، بلکہ ہیل فون ہے۔ تاریخ انسانیت میں شیطان کے پاس سب سے مہلک ترین ہتھیار موبائل فون ہے۔

ہے۔ یہ موبائل ایک برگیڈ شیطان کی فوج ہے۔ پھر موبائل میں Blue Tooth آ گیا۔ یہ موبائل سانپ، بچھو ہے۔ اسے یوں سمجھو کہ پسٹل ہے جو اپنے اوپر بھی چل سکتا ہے۔

شیطان کے ہتھکنڈے:

ارشاد فرمایا: شیطان بندے سے بڑے بڑے خوفناک گناہ کرواتا ہے۔ ایک ملک میں ایک آدمی نے خود بتایا کہ میں نے بیوی کو تین سال سے طلاق دے رکھی ہے، مگر ہم نے اب صلح کر لی ہے اور ایک ہی گھر میں رہ رہے ہیں۔ اور شیطان ان سے بد کاری کروا رہا ہے۔ شیطان غصہ دلاتا ہے اس سے لڑائی جھگڑا کرواتا ہے۔ طلاق دلاتا ہے۔ صلح رحمی ختم کراتا ہے۔ زبان سے سخت کلامی کراتا ہے۔ غیر محرم کو دکھاتا ہے۔ اور پتا نہیں کیا کیا گناہ کرواتا رہتا ہے۔

حق اور باطل کا مقابلہ:

ارشاد فرمایا: حق و باطل کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام حق پر ہیں اور شیطان باطل پر ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی مدد حق کے ساتھ ہے۔ دعائیں تو مانگا کریں، مگر ہم دعاؤں سے غفلت کرتے ہیں۔ فتنوں سے پناہ نہیں مانگتے ہیں۔

کسی مالدار اور اسکے مال سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ غریب اور مظلوم کی آہ سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں بہت احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔

بچھڑے بیٹے پر جتنا ماں انتظار کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اپنے بگڑے بندے کا انتظار کرتے ہیں۔ اس لیے انسان کو معافی مانگ کر اپنے رب کو راضی کر لینا چاہیے۔ معافی مانگنے پر شیطان کو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور شیطان کی ہر ممکن

کوشش ہوتی ہے کہ انسان توبہ میں دیر کرتا رہے، حتیٰ کہ شیطان بندے کو ندامت کرنے میں بھی سستی غفلت ڈالتا ہے۔ اس لیے گناہوں پر ندامت تو ہر حال میں کرتے ہی رہنا چاہیے۔ کوئی خبر نہیں کہ کس وقت کی ندامت قبول ہو جائے۔

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

اقوالِ شیخ دامت برکاتہم

یاد رکھنا کہ شیطان نے ایک سجدے کا انکار کیا تھا تو راندۂ درگاہ بن گیا تھا جبکہ بے نمازی ہر روز بہتر (۷۲) سجدوں کا انکار کرتا ہے۔

جو ہر حال میں اللہ سے ڈرتا ہے اس کا انجام ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔
جو ڈرتا نہیں ہے لاپرواہی کرتا ہے اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

موت کے وقت کی غلطیوں کی اصلاح

معہد الفقیر کی زینب مسجد میں فجر کی نماز کے بعد آپ نے بڑے غم کے ساتھ حاضرین کو نصیحتیں فرمائیں۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے زندگی کا کوئی آخری دن ہے۔ حاضرین پر بھی اس کے بہت زیادہ اثرات مرتب ہوئے اور تقریباً سبھی لوگ غم زدہ ہو گئے اور اس بات کے لیے فکر مند ہو گئے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرما دے۔

تین دن:

ارشاد فرمایا کہ انسانی زندگی میں تین دن بہت اہم ہیں:

۱۔ پیدائش کا دن

۲۔ موت کا دن

۳۔ حساب کتاب کا دن

ان میں سے موت کا دن سب سے اہم ہے، کیونکہ وہ دن اس دنیا کو چھوڑ کر اگلی دنیا میں جانے کا دن ہے۔ اس دن انسان کو احساس ہو جاتا ہے کہ آگے میرا کیا بنے گا۔ جس کسی کو اس دن کلمہ نصیب ہو جائے تو وہ خوش نصیب ہے اور کلمہ اسی کو آسانی سے نصیب ہوتا ہے جس کی زندگی کلمہ کے تقاضوں کے مطابق گزری ہو۔ کلمے کے تقاضے یہ ہیں کہ ہر ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے حکموں اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق زندگی گزاری ہو۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو معلوم کرنے اور عمل کرنے کو

کوئی اہمیت نہ دی اور سنتِ رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کو ہلکا سمجھا تو گویا اس نے کلمے کے تقاضوں کے پرخچے اڑا دیے۔ اب اسے موت کے وقت کلمہ کیسے نصیب ہوگا؟

ایک ڈاکٹر صاحب اپنی زندگی کا تجربہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک ہسپتال میں تقریباً 10 سال مریضوں کا علاج کیا۔ ان دس سالوں میں ان کے سامنے تقریباً 100 مریض فوت ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہر فوت ہونے والے کو سنت طریقہ کے مطابق کلمہ تلقین کیا۔ وہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ صرف تین بندوں نے کلمہ پڑھا اور 97 بندے بغیر کلمہ پڑھے فوت ہو گئے۔ انہوں نے نتیجہ کے طور پر لکھا کہ جس بندے نے ساری زندگی دنیا پر محنت کی، دنیا کی سوچوں میں رہا اور اللہ تعالیٰ سے غافل بنا رہا اور کلمہ کے تقاضوں پر مطلق عمل نہ کیا، بھلا اسے کلمہ کیسے مل سکتا تھا؟ ایسے اسکولوں، کالجوں اور اداروں میں پڑھتے رہے جہاں کلمہ کے تقاضوں کے خلاف نصاب پڑھا، آخرت کی کوئی فکر نہ کی۔ آخر موت کے وقت کلمہ گلے سے کیسے نکل سکتا ہے؟

گلہ تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ؟

کلمہ کی تیاری:

ارشاد فرمایا: موت کے وقت کلمہ کی یاد دہانی کے لیے جو لوگ پہلے سے ہی تیاری کرتے ہیں انہیں اس مشکل گھڑی میں کلمہ یاد آتا ہے، بلکہ ایسے لوگوں کو شدید سے شدید بیماری میں بھی کلمہ یاد رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان شاء اللہ موت کی بیماری میں بھی کلمہ یاد رہے گا۔ ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ وہ انگلیوں پر کثرت سے ذکر کرتے

تھے۔ایک دفعہ کسی بیماری کی وجہ سے انہیں بے ہوش کیا گیا، پھر بھی وہ انگلیاں ہلا رہے تھے جیسے کلمہ پڑھتے وقت ہلایا کرتے تھے۔اس لیے کلمہ طیبہ کو خصوصاً سونے کے وقت کثرت سے پڑھنے کی عادت بنالی جائے تو انشاء اللہ موت کے وقت بھی اسی عادت کی برکت سے کلمہ نصیب ہوجائے گا۔

دل کی آواز:

ایک دکاندار نے طوطا پالا ہوا تھا۔وہ بڑی اچھی اچھی باتیں کرتا اور ''اللہ اللہ'' بولتا تھا۔لوگ جوق در جوق اس کی باتیں سننے آتے۔دکاندار کی اس طوطے کی وجہ سے خوب گاہکی لگی رہتی۔ایک دن ایک بلی نے جھپٹا مارا اور طوطے کی گردن مروڑی تو اس کے منہ سے ''ٹیں ٹیں'' نکلنے لگی۔دکاندار حیران ہوکر ایک بزرگ کے پاس گیا کہ طوطا تو ''اللہ اللہ'' کہا کرتا تھا اور اچھی باتیں کرتا تھا۔موت کے وقت ''ٹیں ٹیں'' کرنے لگ گیا، یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی۔اس بزرگ نے سمجھایا کہ بھائی! اس کی زبان پر ''اللہ اللہ'' تھا، مگر دل میں وہی ''ٹیں ٹیں'' تھی۔دل میں ''اللہ اللہ'' رچا بسا نہیں تھا۔ موت کے وقت وہی زبان سے نکلتا ہے جو دل میں ہوتا ہے۔

حضرت جی دامت برکاتہم نے مزید فرمایا کہ آج ہمارے دلوں میں دنیا کی محبت کی ''ٹیں ٹیں'' بھری ہوتی ہے۔اگر اس دنیا کی محبت کو دل سے نہ نکال سکے تو پھر کیا بنے گا؟ موت کے وقت یہی دنیا کی باتیں ہی منہ سے نکلیں گی۔

ذکر اور گفتگو:

ارشاد فرمایا: حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے لکھا ہے کہ کتنے لوگوں کو دیکھا

گیا کہ موت کے وقت وہی الفاظ منہ سے نکلے جو وہ کثرت سے عام گفتگو میں کہا کرتے تھے۔اس لیے ہمیں کثرت سے ''اللہ اللہ اللہ'' اور ''لاالٰــہ الا اللہ'' منہ سے کہنا چاہیے، تا کہ موت کے وقت بھی کلمہ طیبہ منہ سے نکلے اور بیڑا پار ہو جائے۔

حماقت و جہالت کی باتیں:

ارشادفرمایا: آج ایک بڑی غلطی یہ ہو رہی ہے کہ کسی کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے اور ہم اس کی زبردستی آنکھیں کھول کر یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ باباجی، اباجی! آپ نے مجھے پہچانا کہ میں کون ہوں؟ یہ حماقت اور جہالت کی باتیں ہیں۔وہ اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہے، اب وہ آپ کو پہچان کر کیا کرے گا۔؟اس وقت تو اسے اپنے رب کو پہچاننے دیں۔دنیا سے جانے والے کو قطعاً مت چھیڑا جائے، بلکہ اسے توجہ الی اللہ کر کے دنیا سے جانے دیں۔

بڑی غلطی:

ارشادفرمایا: یہ غلطی بھی بڑی عام ہو رہی ہے کہ آخری وقت میں مریض کو بے ہوشی کا ٹیکہ لگا دیتے ہیں کہ ہم سے اس کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی۔اللہ کے بندو! کچھ تو ہوش کرو کہ اس دنیا سے جانے کا وقت ہے اور آپ اس کو جان بوجھ کر بے ہوش کر رہے ہو۔اگر اسے کلمہ کی توفیق ملنی بھی تھی تو اب اس ٹیکے کی بے ہوشی سے تم لوگ اس سے کلمہ کی توفیق بھی چھین رہے ہو۔یہ انتہائی غلط حرکت ہے۔اس سے بچنا ضروری ہے، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی اس کو کلمہ سے محروم کرنے کے مجرم قرار پائیں۔

عورتوں کی باتیں:

ارشادفرمایا: مردوں کے علاوہ بہت سی بڑی بوڑھی عورتیں بھی اپنی جہالت کی وجہ سے موت کے وقت بیمار سے ایسی باتیں کرتی ہیں جس سے اس کا حوصلہ ٹوٹ جاتا ہے اوراس پر مایوسی طاری ہوجاتی ہے۔اس لیے کہا گیا ہے کہ موت کا دن بھی بڑااہم دن ہے۔ کاش! اس وقت بھی کوئی اللہ والا پاس ہوتا، کہ اس کی تلقین کی وجہ سے مرنے والے کوکلمہ کی توفیق آسانی سے مل جایا کرتی۔بعض عورتیں حماقت کرجاتی ہیں کہ بیمار کی آنکھیں کھول کرکہہ رہی ہوتی ہیں کہ مجھے پہچانا؟اور پھراونچی آواز میں رونا شروع کردیتی ہیں اور بین کے کلمات منہ سے نکالتی ہیں۔ یہ باتیں مردے کوتکلیف پہنچاتی ہیں۔ان سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ یادرکھیں! موت کا وقت مخلوق کو پہچاننے کا وقت نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کا وقت ہے، کیونکہ مرنے والا اللہ تعالیٰ کے پاس جارہا ہوتا ہے،اب وہ لوگوں کو پہچان کرکیا کرے گا؟اس لیے وارثوں کوبھی ہوش کے ناخن لینے چاہییں۔اس وقت موت کی آسانی کے لیے سورۃ یٰسین پڑھنی چاہیے اور کوئی کلمہ کی تلقین کرتا رہے۔یقین کریں! ہم میں سے ہرایک کی موت کا ویزہ لگ چکا ہےاورہم لاؤنج میں بیٹھے اپنی موت کی فلائٹ کا انتظار کررہے ہیں۔اس لیے ہم میں سے ہرایک کوموت کے لیے ہروقت Stand by (تیار) رہنا چاہیے۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

اللہ تعالیٰ کی قدرت:

ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ کی شان بڑی ہے کہ کبھی مردے کو جنازہ پڑھنے کے بعد بھی گھر لوٹا دیتا ہے۔ حیران ہوتے ہیں اس کی قدرتوں پر۔

ایک پرنسپل صاحب نے خود اپنا ذاتی واقعہ سنایا کہ مجھ پر فٹ کا دورہ پڑا، جس کی وجہ سے بے حس ہوگیا۔ ڈاکٹر نے بھی رف اندازہ لگایا کہ مر ہی گیا ہے۔ اب میں دیکھ رہا ہوں کہ میری بیوی رو رہی ہے، ماں باپ رو رہے ہیں، بہنیں رو رہی ہیں اور جو کہہ رہی ہیں میں یہ ساری باتیں سن رہا ہوں، مگر بول نہیں سکتا، ہل جل نہیں سکتا، حتیٰ کہ انہوں نے نہلا دیا کفنا دیا، چارپائی پر ڈال دیا، جنازہ گاہ کی طرف لے کر چل پڑے۔ جنازہ پڑھ لیا گیا، دفن کرنے کے لیے چل پڑے۔ دفن سے پہلے کوئی پرانا دوست آیا اسے منہ دکھانے لگے۔ پرنسپل صاحب کہنے لگے کہ اب میں نے اپنی قوتِ ارادی کے ساتھ کچھ زور لگا کر آنکھیں ہلائیں۔ لوگوں نے دیکھا تو کہا کہ ڈاکٹر کو چیک کرواؤ۔ جب چیک کروایا گیا تو فِٹ کا ٹیکہ لگایا، حتیٰ کہ میں ٹھیک ہوگیا اور چل کر قبرستان سے واپس آیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔ بہرحال انسان کو ہر وقت موت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اگر کوئی سو سال بھی زندہ رہ جائے پھر بھی ایک نہ ایک دن مرنا ہے۔

اک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بری موت سے بچنے کے نسخے

بعض باتیں جو خاتمہ کو خراب کرتی ہیں ان سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں، تاکہ

بری موت سے بچا جا سکے۔

1۔ جو سود کھاتا ہوگا اس کی بری موت واقع ہوتی ہے۔

2۔ کسی مسلمان سے دلی بغض اور دشمنی رکھنا بری موت کا سبب ہوتا ہے۔

3۔ شعائر اسلامیہ کی بے حرمتی کرنا اور سنت کو ہلکا سمجھنا یہ انسان کو اسلام کے دائرہ سے خارج کر دیتا ہے۔

4۔ صحابہ کرامؓ سے بغض رکھنا بھی بری موت کا سبب ہے۔

5۔ تکبر وعجب بھی بری موت کا سبب ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے: ''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا''۔ (ترمذی، رقم: ۱۹۹۸) جب ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ ہی پسند نہیں کرتے تو کلمہ پر موت کیسے آئے گی؟

6۔ جنہوں نے عشق مجازی کیا ہوتا ہے وہ بات بات پہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ جھوٹ بولنا بھی بری موت کا سبب بنتا ہے۔

7۔ کسی گناہ کا دل میں رچ بس جانا۔ پھر ہر وقت انسان اسی گناہ کو کرنے کے منصوبے بناتا رہتا ہے۔ یہ مصیبت دنیا اور دنیاوی عشق کی وجہ سے آتی ہے اور اس کی وجہ سے آخری وقت کلمہ سے محروم ہو جاتا ہے۔

8۔ لعنت، ملامت کرتے رہنا اور ناشکری کی باتوں کی وجہ سے اکثر عورتیں جہنم میں جائیں گی۔ (دیکھیے: بخاری، رقم: ۲۹) یہی باتیں آخری وقت کلمہ سے بھی محروم کر دیتی ہیں۔

9۔ جو انسان کلمہ جیسی عظیم الشان نعمت کا شکر ادا نہیں کرتا وہ بھی موت کے وقت

کلمہ سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

10۔ دین کی باتوں کی مخالفت کرنا اور حیلے بہانے سے گناہوں کو جائز بنانا اور گناہوں کے خوبصورت نام رکھ کر گناہوں کو کرتے رہنا، یہ عمل انسان کو کلمہ سے محروم کر دیتا ہے۔

بعض لوگ سود کو پرافٹ کہہ کر جائز بناتے ہیں۔رشوت کو چائے پانی کہہ کر جائز کرتے ہیں۔غیبت کو گپ شپ کہہ کر مزے کرتے ہیں اور نوجوان T.V، V.C.R وغیرہ کے گناہوں کو Refreshment کہہ کر جائز بنا لیتے ہیں۔ دیہات میں شادیوں کے موقع پر بے حیائی کے کاموں کو شغل میلہ کہہ کر جائز کر لیتے ہیں۔گناہوں کے نام بدلنے سے گناہ جائز نہیں ہو جاتے، کیونکہ گناہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں گناہ ہی رہتا ہے۔ان حیلے بہانوں کے ذریعے کوئی اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ آخری وقت ان گناہوں کی نحوست کی وجہ سے جس کو اس نے بھونڈے طریقے سے جائز بنایا تھا ایمان سے محروم کر دیا جاتا ہے۔اس لیے گناہ کو گناہ سمجھ کر کیا جائے تو اس ندامت کی برکت سے کبھی نہ کبھی توبہ کی توفیق مل جاتی ہے۔مگر جو کوئی چالاکیوں اور لاپرواہیوں کی وجہ سے گناہ کے نام بدل بدل کر جائز بنالے تو وہ توبہ سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔اگر گناہوں کو بے حسی کی وجہ سے جائز بنالیا جائے اور اس پر انسان ڈٹا رہے ایسے لوگوں کے لیے کسی نے بڑی نکتے کی بات کہی ہے:

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

دل کو بیدار کرنے کے طریقے

بیمار دل:

ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید سے ثابت ہو رہا ہے کہ جس دل میں غیر کی طرف دیکھ کر طمع پیدا ہوتی ہے وہ دل بیمار ہے:

فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ (الاحزاب: ۳۲)

''پس وہ طمع کرنے لگے گا جس کے دل میں بیماری ہے۔''

ایسا دل جس میں بدگمانی، جھوٹ، بغض، حسد اور لایعنی باتوں کی بیماریاں ہوں وہ دل سقیم اور بیمار ہے۔

ارشاد فرمایا: ایک دل ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ بہت ہی بیمار ہوتا ہے۔ وہ دل نہیں، بلکہ سل کہلاتا ہے اور یہی قلبِ میت ہے۔ ایسے دل کو ذکر کی کثرت اور اہل اللہ کی صحبت سے سنوارنا چاہیے۔ پھر اس دل پر خوب ''اللہ اللہ اللہ'' کی محنت کرنی چاہیے، تاکہ وہ پاک صاف ہو جائے۔

دل بیدار کرنے کے طریقے:

ارشاد فرمایا: اتباعِ سنت ذرا ٹکا کر کرے کہ ہر معاملہ میں اتباعِ سنت کا خیال رکھے۔ بالکل اسی طرح جیسے دلہن شادی کے ابتدائی دنوں میں ہر روز بنتی ہے اور ہر ہر عضو پر زیور پہنتی ہے اور اپنے خاوند کو پسند آتی ہے۔ اسی طرح جو ہر ہر عضو پر سنت کو سجائے گا تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نظر میں جچے گا۔ اس لیے ہر مسلمان کے لیے یہ بات از

حد ضروری ہے کہ وہ اتباعِ سنت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے۔ ہمارے مشائخِ نقشبندیہ بتاتے ہیں کہ ہم اتباعِ سنت کے ذریعے سلوک طے کرواتے ہیں۔

آسان وقوفِ قلبی:

ارشاد فرمایا: ہر ہر موقع کی مسنون دعاؤں کے پڑھنے کا اگر اہتمام کیا جائے تو وقوف قلبی رکھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہر ہر دعا کو یاد کرنے کی کوشش کریں، تا کہ وقوفِ قلبی آسان ہو جائے اور پھر اس کی برکت سے حضوری اور یادداشت آسان ہو جائے گی اور دل ہر وقت بیدار رہے گا۔ اس لیے کہ اگر دل بیدار ہو جائے تو دین کے سارے کام آسان ہو جاتے ہیں۔

؎ دلِ بیدار فاروقی دلِ بیدار کراری
مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری

ذکر کا شوق:

ارشاد فرمایا: دل کی بیداری کے لیے ذکر کا ذوق وشوق ہونا انتہائی ضروری ہے۔ ذکر کے بغیر دل پتھر بن جاتا ہے۔ اگر ذکر پر خوب محنت کی ہو تو مشائخ نسبت دیتے ہوئے دیر نہیں کرتے۔ اگر دل نسبت کے نور کے لیے صاف شفاف ہو تو اسے نسبت منتقل کر دی جاتی ہے۔

واقعہ:

حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ کی صحبت میں ایک نوجوان آئے، تین دن کے بعد اجازت وخلافت دے دی۔ پرانے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال آیا کہ اتنی جلدی

اجازت دے دی۔ تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ نوجوان حرم شریف میں کثرت سے رہتا تھا بلکہ کعبہ شریف کے اندر بھی عبادت کے مواقع مل جاتے تھے، کیونکہ ان کے والد کعبہ شریف کی کسی خدمت کی ذمہ داری پر متعین تھے۔ فرمایا: یہ جوان اپنی تیل بتی درست کر کے آئے تھے شیخ نے تو آگ لگانی تھی وہ آگ لگا دی اور نسبت عطا کر دی۔

معیتِ الٰہی کا استحضار:

ارشاد فرمایا: دل کو بیدار کرنے کے لیے معیتِ الٰہی کا استحضار بھی بہت اثر کرتا ہے۔

حضرت خواجہ بہاء الدین زکریاؒ ملتانی حضرت خواجہ شیخ شہاب الدینؒ کی صحبت میں پہنچے۔ آپ نے تین دن کے بعد ہی اجازت وخلافت دے دی۔ لوگ بہت حیران ہوئے۔ حضرت نے لوگوں کو سمجھانے کے لیے ہر ایک آدمی کو مرغی دی اور کہا کہ وہاں ذبح کر کے لاؤ جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو۔ سب ذبح کر کے لے آئے، مگر حضرت بہاالدین زکریاؒ ملتانی بغیر ذبح کیے ہوئے اور روتے ہوئے حاضرِ خدمت ہوئے۔ حضرت شیخ نے پوچھا: آپ نے کیوں ذبح نہیں کی؟ رو کر عرض کیا کہ اگرچہ لوگ نہیں دیکھ رہے تھے، مگر اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ دیکھ رہا ہے، اس لیے ذبح نہیں کر سکا۔ حضرت شیخ نے لوگوں کو بتایا کہ آپ میں اور ان میں یہی فرق ہے کہ انہیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کا استحضار حاصل ہے، سینہ صاف ہے اس لیے انہیں نسبت عطا کر دی گئی۔

خدمت کی نیت سے رہنا:

بیان کے دوران جناب اقبال صاحب اور شیخ اظہر صاحب کو کسی کام کے لیے بھیجا۔ کچھ بات کی اور انہیں روانہ کیا۔ باقی دوستوں سے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ وہ

کام والے ہیں اور یہ آرام والے ہیں۔ واقعی! ہم سب کو خدمت کی نیت اور جذبہ سے رہنا چاہیے، تاکہ صحیح معنوں میں تربیت ہو سکے۔

نسبت شریفہ:

ارشاد فرمایا: شروع میں نسبت کا پتہ ہی نہیں چلتا بالکل اسی طرح جیسے شروع میں زمین میں بیج ڈالا جائے تو زمین میں مل کر مٹی کی طرح ہو جاتا ہے، مٹی میں دب جاتا ہے، کچھ پتہ بھی نہیں چلتا کہ ڈالا ہے یا نہیں۔ مگر کچھ عرصہ بعد چھوٹی سی کونپل نکلتی ہے اس وقت احساس ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہی کونپل مضبوط ہونا شروع ہو جاتی ہے اور درخت بننا شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح اگر سلسلہ کا کام شروع کیا جائے اور ذکر و اذکار پابندی سے کیے جائیں تو یہ نسبت پھیلتی ہے اور تن آور درخت کی طرح پھیل جاتی ہے۔

یہ نسبت کا نور عجیب ہے کہ انسان کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ حضرت حاجی صاحبؒ کی صحبت میں تقریباً چالیس دن رہے اور انہوںؒ نے نسبت عطا کر دی۔ حضرت گنگوہیؒ کا فرمان ہے کہ شروع میں تو پتہ ہی نہ چلا کہ حاجی صاحبؒ نے کیا عطا کیا، مگر سولہ سال بعد پتہ چلا کہ کتنا کچھ دیا تھا اور کیا دیا تھا۔ نسبت چونکہ لطیف ہوتی ہے اس لیے اس کا شروع میں احساس نہیں ہوتا، مگر وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی اور پھیلتی رہتی ہے پھر نسبت کی برکات کا خود مشاہدہ ہونے لگ جاتا ہے۔

اللہ کا فضل ہی فضل:

ارشاد فرمایا: یہ نسبت اپنے زور سے نہیں مل سکتی، اپنی چالاکی سے نہیں مل سکتی، یہ

محض اللہ کا فضل ہوتا ہے۔ یقین کریں! فقیر قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ اپنی محنت تو زیرو ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل سو فیصد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نسبتِ شریفہ کی پوری پوری قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس بیان کے بعد اسی مجلس میں حضرت مولانا مفتی ابولبابہ مدظلہ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی گئی۔ مسجد میں عجیب رقت آمیز منظر تھا۔ بہت سے حضرات رو رہے تھے۔ حضرت مفتی صاحب بھی زار و قطار رو رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نسبت کی قدر کرنے اور لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ

قولِ شیخ دامت برکاتہم

نیک لوگوں کی صحبت کا انعکاس پڑتا ہے جس سے نیکی کی توفیق ملتی ہے۔ غلط صحبت میں بیٹھیں گے تو ان کے گناہوں کا انعکاس دل پر پڑے گا تو دل پر ظلمت آئے گی۔

پریشانیوں کی سب سے بڑی وجہ

انسان اللہ تعالیٰ کا ایسا قرب چاہتا ہے کہ پھر اس سے دوری نہ ہو۔ اس فلاح کو حاصل کرنے کا بھی طریقہ کار ہے۔ سب سے پہلے تو طریقہ یہ ہے کہ تمام گناہوں سے توبہ کرتے رہو، کیونکہ یہ پکی بات ہے کہ گناہوں کے ساتھ پریشانیوں کا سیلاب آجاتا ہے ہر گناہ کے اندر یہ تاثیر ہے کہ وہ انسان کو پریشان رکھے گا۔ جس طرح برف کو ہاتھ میں پکڑیں اس کی تاثیر ٹھنڈی ہے، آگ کے انگارے کو ہاتھ میں پکڑیں تو اس کی تاثیر گرم ہے، اسی طرح گناہ کی تاثیر یہ ہے کہ وہ انسان کو پریشان رکھتا ہے۔

پریشانی گناہوں کی وجہ سے آتی ہے:

یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ جو کوئی بھی گناہ کرے گا وہ گناہ اس کو پریشان رکھے گا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو، عالم ہو یا جاہل ہو، امیر ہو یا غریب ہو۔ گناہ کی یہ پکی تاثیر ہے کہ وہ اس کے کرنے والے کو پریشان رکھے گا۔ کبھی بندے کو گناہ کا احساس ہوگا اور کبھی گناہ کر کے بھول جائے گا، مگر گناہ انسان کے دل کو ضرور پریشان رکھے گا۔

پریشانی کی وجہ:

ارشاد فرمایا: جو امیر آدمی ہوتا ہے پورا مختار بنا ہوتا ہے، دن رات مستیوں میں لگا ہوا ہوتا ہے، من مانیاں کرر ہا ہوتا ہے، مگر پھر بھی پریشان ہوتا ہے۔ ٹینشن اور ڈپریشن کا مریض ہوتا ہے ایسے آدمیوں کو کوئی مرض نہیں ہوتا۔ اصل میں گناہوں کے مرض نے

انہیں پریشان کیا ہوتا ہے وہ اس مرض کو کوئی مرض نہیں سمجھتے۔اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ناقدری انسان کی نیند اڑا کر رکھ دیتی ہے۔ڈاکٹر کو بیماری سمجھ نہ آئے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ آپ کو کوئی ٹینشن ہے۔لوگ سمجھتے ہیں کہ مجھے فلاں فلاں نے پریشان کیا ہوا ہے۔حقیقت میں کسی نے کسی کو پریشان نہیں کیا اصل پریشانی کا سبب انسان کا نفس اور شیطان ہے۔اس بیماری کی جڑ کی طرف ہمارا دھیان ہی نہیں جاتا کہ نفس اور شیطان مکاریاں کررہے ہیں۔اللہ والوں کو کتنا سکون ہوتا ہے کہ بڑی سے بڑی پریشانی سے بھی پریشان نہیں ہوتے۔ان کی خوشی اور غمی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتی ہے۔ بظاہر پریشانی لگتی ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ ان میں پریشانی ہوگی، مگر اللہ والے حقیقت میں پریشان نہیں ہوتے وہ ہر چیز کو رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ رب تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہے۔اس لیے دعائیں مانگتے رہتے ہیں، رجوع الی اللہ کرتے ہیں، مگر پریشان نہیں ہوتے۔

پریشانیوں کا آسان ترین حل، بندگی:

ارشاد فرمایا: ظاہراً جتنی مرضی سہولیات کے نقشے بنالیں، کوٹھی، کار، عہدہ ہو، بڑا سٹیٹس (Status) ہو، مگر اس کے باوجود گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نیند اڑا کر رکھ دیتے ہیں۔یاد رکھیں! جو گناہ کرنے سے نہیں بچ سکتا پھر وہ پریشانیوں سے بھی نہیں بچ سکتا۔حتیٰ کہ بعض اوقات انسان کو پریشانی کے سبب کا بھی پتہ نہیں چلتا۔جس کی وجہ سے اور زیادہ پریشان ہو جاتا ہے۔جس گناہ کی وجہ سے پریشانی آئی ہے اس کا احساس نہیں کرتا تو پریشانی اور بڑھتی چلی جاتی ہے۔اصل کرنے کا کام یہ ہے کہ انسان اپنے

آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے اللہ تعالیٰ اس کے کام سنوار دے گا اور ندامت کے ساتھ استغفار کرتا رہے تو نیکی کی توفیق ملتی رہے گی۔ جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ (روح البیان سورۃ البقرۃ)

''جو اللہ رب العزت کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہو جاتے ہیں۔''

اقوالِ شیخ دامت برکاتہم

تقویٰ کہتے ہیں دین کے اوپر احتیاط کے ساتھ چلنا۔ جہاں گناہ ہونے کا شک وشبہ بھی ہو وہاں سے بھی بچیں تو متقی کہلائیں گے۔

تعمیری مزاج بنانے کے لیے روک ٹوک ضروری ہوتی ہے۔ جس نے روک ٹوک کو ناپسند کیا اس نے اصلاح کا رستہ بند کرلیا۔

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

اعضا کو پاک کرنے کے طریقے

نجاست کی اقسام:

ارشاد فرمایا: نجاست کی دو اقسام ہیں:

۱۔ نجاست حقیقی:

ایسی نجاست جو اپنی ذات میں ناپاک ہے۔ مثلاً: پیشاب، پاخانہ، وغیرہ

۲۔ نجاست حکمی:

جو بظاہر پاک نظر آئے، مگر حقیقت میں ناپاک ہی ہو۔ مشرک اگر ستر (70) دفعہ بھی غسل کرے، مگر ناپاک ہی رہے گا جب تک کہ شرک سے بھی پکی توبہ نہ کرلے۔ مثلاً: کوئی شخص ناپاک ہے، اس نے غسل کیا، مگر غسل کے فرض پورے نہیں کیے، شیمپو سے بھی نہائے تو پاک نہ ہوگا جب تک غسل کے فرض پورے نہیں کرے گا۔

اعضا کی پاکیزگی:

ارشاد فرمایا: جس طرح ظاہری اعضا کو غسل سے پاک کرنا ضروری ہے اسی طرح باطنی اعضا کو بھی توبہ سے پاک کرنا ضروری ہے۔ انسان جن جن اعضا سے گناہ کرتا ہے وہ اعضا ناپاک ہوجاتے ہیں، مثلاً: کوئی جھوٹ بولتا ہے تو زبان ناپاک ہوجاتی ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے: جو جھوٹ بولتا ہے اس کے منہ سے اتنی بدبو نکلتی ہے کہ فرشتے اس سے ایک میل دور چلے جاتی ہے۔ (ترمذی، رقم: ۱۹۷۲) یہ جھوٹ بولنا نجاست حکمی کی طرح ہے اس سے بھی سچی توبہ کرنی چاہیے۔

دل کا زنا:

ارشاد فرمایا: دماغوں کے اندر گناہوں کی آرزوئیں اور تمنائیں جنم لیتی ہیں۔ جس نے زنا کے متعلق دل میں سوچا گویا وہ اپنے دل میں زنا کر چکا۔

نگاہوں کی پاکیزگی:

ارشاد فرمایا: جو آنکھیں حرص و ہوس کے ساتھ ساتھ ادھر ادھر گھومتی پھرتی ہیں وہ آنکھیں ناپاک ہو جاتی ہیں۔ جو نگاہیں ناجائز جگہ پر پڑنے سے بچی رہیں گی وہی نگاہیں اللہ تعالیٰ کا دیدار کر سکیں گی۔ نظر نظر میں فرق ہوتا ہے، یہی نظر

......آسمان کی طرف اٹھی تو دعا بن گئی

......نیچے جھکی تو ثواب بن گئی

......ترچھی پڑی تو سزا بن گئی

نگاہوں کا گناہ ایسا ہے کہ پتہ بھی نہیں چلتا کہ کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ بدنظری کر کے بھی حاجی صاحب، حاجی صاحب رہتے ہیں، قاری صاحب، قاری صاحب رہتے ہیں، اور نمازی صاحب، نمازی صاحب رہتے ہیں۔ حالانکہ سوچنا چاہیے کہ میرے اللہ کا حکم ٹوٹ گیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو گیا ہو گا۔

کان کی غذا:

ارشاد فرمایا: جب گانے سنے گا تو کان ناپاک ہو جائیں گے۔ یہ کان پھر تلاوت سے کیسے لذت حاصل کر سکتے ہیں؟ ٹوں ٹوں سننے کی عادت پڑ جائے تو پھر توبہ کیسے نصیب ہوگی؟ بلکہ موسیقی کو روح کی غذا کہہ کر جائز کہتے رہتے ہیں۔ موسیقی روح کی

غذا تو بالکل ہے، مگر بیمار روحوں کی غذا ہے۔ تندرست روحوں کی غذا تو تلاوت قرآن ہے۔

لایعنی باتیں:

ارشاد فرمایا: آج دو بچیاں آپس میں بیٹھی باتیں کر رہی ہوں گی تو ہنس ہنس کر اپنی سٹوریاں سنا رہی ہوں گی۔ سننے والی کے کان اور بولنے والی کی زبان ناپاک ہو رہی ہے، مگر یہ لاپرواہ بنی ہوتی ہے۔ انہیں خبر بھی نہیں کہ وہ کیا کر رہی ہیں۔ آج غفلت اتنی بڑھ چکی ہے کہ بڑے بڑے گناہ کر کے بھی بے خوف بنے رہتے ہیں۔

جھوٹ کے نئے نام:

ارشاد فرمایا: آج تو بہت کم لوگ ہوں گے جن کی زبان پاک ہوگی۔ روز جھوٹ کے نئے نئے نام رکھ کر بولتے ہیں۔ کہیں جھوٹ کا نام ''بہانہ'' رکھا ہوا ہے، کہیں جھوٹ اور غیبت کا نام ''سچ'' رکھا ہوا ہے کہ جی میں تو اس کی حقیقی خامی بیان کر رہی ہوں۔ اسی کا نام غیبت ہے۔ آج جھوٹ کے بہت سے نام بدل کر اسے جائز بنا لیتے ہیں۔

ے
خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

نامحرم کی تصویر:

ارشاد فرمایا: اگر دل میں نامحرم کی تصویر چھپی ہوئی ہے تو پھر دل کیسے پاک ہوگا؟ دھیان اور توجہ تو ہر وقت اسی بت کی طرف رہے گی۔ جس طرح بت خانہ میں صنم سجے

ہوتے ہیں اسی طرح بعض لوگوں نے دل میں تصویریں سجائی ہوتی ہیں۔ بھلا ایسے دل خود بخود کیسے پاک ہو سکتے ہیں؟ جب تک کسی اللہ والے کی صحبت میں ماننے کی نیت سے نہ بیٹھیں۔

بد بو اور خوشبو:

ارشاد فرمایا: جب سارے کے سارے اعضا عاجزی وانکساری اور ندامت کے ساتھ توبہ کرتے ہیں تو غسل کرنے کی طرح پاک ہو جاتے ہیں۔ اگر توبہ تائب ہونے کے بعد اعضا سے نیکیوں کا صدور ہونے لگے تو مرنے کے بعد انہی اعضا سے خوشبو آنے لگتی ہے۔ جس طرح گناہ کرنے سے آہستہ آہستہ اعضا سے بد بو آنے لگتی ہے اسی طرح جو نیکی والی زندگی گزارے گا تو اس کے وہ اعمال خوشبو بن جائیں گے۔

باطنی غسل:

ارشاد فرمایا: ہمارے مشائخ سے اگر قدرتاً کسی غیر محرم پر نظر پڑ جاتی تو گھر جا کر دوبارہ وضو کرتے توبہ کرتے پھر نماز کے لیے آتے۔ اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم توبہ استغفار کے ذریعے باطنی غسل کیا کریں۔ ایک روایت کا مفہوم ہے کہ مخلوق کو دکھانے کے لیے تو کتنی دفعہ غسل کیا، کبھی میری خاطر بھی توبہ تائب ہو کر باطنی غسل کر لیا کر۔

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

زیارتِ نبوی ﷺ کا آسان طریقہ

نوٹ: افتتاحِ بخاری شریف کے موقع پر مظفر آباد میں بچیوں کو اتباعِ سنت کی وصیت کرتے ہوئے انتہائی اہم اور قیمتی ارشادات فرمائے، جو طلبہ وطالبات کے لیے زندگی کا مقصد ہیں۔ انہیں غور سے پڑھنا چاہیے اور عمل میں لانے کے لیے انتہائی کوشش کرنی چاہیے۔

عصیان اور نسیان:

ارشاد فرمایا: آج اکثر بچیاں نسیان اور عصیان کا شکار ہیں۔ اس لیے علم کا نور ان میں قرار نہیں پکڑتا۔ جس طرح ہم میلے برتن میں دودھ نہیں ڈالتے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی میلے دل میں علم کا نور ڈالنا پسند نہیں کرتے۔

گناہوں کو چھوڑنے کی برکات:

ارشاد فرمایا: آج اگر اہل علم ارادے سے گناہ کرنا چھوڑ دیں تو ان کے علم میں سہولت اور برکت پیدا ہو جائے۔ کسی بزرگ کا قول ہے کہ جب انسان علم وارادہ سے گناہ کرنا چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں رد کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

جس طرح حائضہ اور جنبی قرآن مجید کو نہیں چھو سکتے اسی طرح دل گناہوں سے ناپاک ہو جائے تو وہ دل علم کا حامل نہیں ہو سکتا۔ البتہ جب اس دل کو پاک کر لیا جائے تو علم تیزی سے اس کے سینے میں آنے لگتا ہے۔

ارشاد فرمایا: جو طالبات گناہوں کو علم وارادہ سے چھوڑ دیں گی ان پر علم کا رنگ

چڑھ جائے گا۔ گناہ سے پورے طور پر بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ گناہ کے مواقع کے قریب بھی نہ جائیں، تا کہ گناہ میں پڑنے سے بھی بچ جائیں اور اسے دیکھنے سے بھی بچ جائیں۔

سنت پر عمل:

ارشاد فرمایا: گناہ سے بچنے کے بعد دوسرا کام یہ کریں کہ اپنے ظاہر کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں کے مطابق بنالیں۔ آپ احادیث کو محبت سے پڑھیں، ان احادیث میں آپ کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت نظر آئے گی۔ جو محبت اور ادب سے احادیث کو پڑھے گی اسے علم میں رسوخ حاصل ہوتا جائے گا۔

زیارتِ نبوی ﷺ کا طریقہ:

ارشاد فرمایا: شاعر کا کلام اس کا عکس ہوتا ہے۔ کلام کے اندر متکلم کی شخصیت چھپی ہوتی ہے۔ اس طرح حدیث مبارکہ کے اندر بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت چھپی ہوئی ہے۔ جس نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کرنی ہو وہ احادیث کو ذوق و شوق اور محبت اور ادب سے پڑھے اسے ضرور زیارت نصیب ہوگی۔ ہمارا تجربہ ہے بخاری شریف پڑھنے کے دوران سال میں کئی بچیوں کو زیارت نصیب ہو جاتی ہے۔ یہ لازمی شرط ہے کہ انتہائی محبت اور ادب سے پڑھنا چاہیے۔

بس اتنی سی تو حقیقت ہے ہمارے دین و ایماں کی
کہ اس جانِ جہاں کا آدمی دیوانہ ہو جائے

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

''میں'' کی اصلاح

عشاء کی نماز کے بعد سالکین کو خدمت کا موقع ملا، اسی دوران آپ نے سالکین کا تعارف پوچھنا شروع کر دیا۔ دوران تعارف ایک سالک کی طرف اشارہ کیا تو اِس نے کہا کہ ''میں'' تعارف کرواؤں؟ حضرت جی دامت برکاتہم نے اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے ''میں'' کے لفظ کو بھی استعمال کرنے سے بہت پرہیز کیا ہے۔ انہوں نے اپنے لیے ''عاجز''، ''فقیر'' اور ''بندہ'' کے الفاظ استعمال کیے ہے۔ اس لیے ہمیں بھی اپنے مشائخ کی پیروی کرنی چاہیے، کیونکہ متبع سنت بزرگ اپنے عمل کو سنت کے مطابق بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لیے ہمیں بھی متبع سنت بزرگوں کی پیروی کرنی چاہیے۔

ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے حضور اکرم ﷺ کے در دولت پر دستک دی تو آپ ﷺ نے اندر سے پوچھا تو اس صحابیؓ نے عرض کیا: ''میں''۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''میں'' نہیں کہنا چاہیے، بلکہ اپنا نام بتانا چاہیے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۰۰)

''میں'' کا ختم کرنا:

ارشاد فرمایا: اسی ''میں'' کی جڑ کاٹنے کے لیے تو مشائخ کے پاس آتے ہیں۔ اگر اس ''میں'' کو ہی نہ ختم کر سکے تو پھر مشائخ سے ہم نے کیا حاصل کیا؟ اس لیے ہر آدمی کو کوشش کرنی چاہیے کہ ''میں'' اور ''اکڑ'' ختم ہو جائے اور طبیعت میں عاجزی وانکساری اور مسکینی پیدا ہو جائے۔ ایک واقعہ سناتے ہوئے ''میں'' کی مزید اصلاح

کی، تاکہ سالکین ''میں'' کو استعمال کرنے سے ہر ممکن احتیاط کریں۔

ایک دفعہ ایک غزوہ سے واپسی ہو رہی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا: آج رات کون پہرہ دے گا؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا: اَنَا (میں پہرہ دوں گا) رات ہوئی تو سب سو گئے، حتیٰ کہ حضرت بلالؓ بھی کھڑے کھڑے سو گئے۔ جب سورج کی کرنوں نے چہرہ نبوی ﷺ کا بوسہ لیا تو حضور اکرم ﷺ کو جاگ آئی۔ نماز قضاء ہو چکی تھی۔ حضرت بلالؓ سے پوچھا گیا کہ ہمیں کیوں نہ جگایا: انہوں نے عرض کیا: جس ذات نے سب کو سلا دیا مجھے بھی اسی ذات نے سلا دیا۔ اس سے قضا نماز کے مسائل کا امت کو پتہ چلا۔ اس کے ساتھ مفسرین نے یہ نکتہ بھی لکھا کہ حضرت بلالؓ کے منہ سے چونکہ ''میں'' کا لفظ نکل گیا تھا اس لیے یہ واقعہ پیش آیا اور نماز قضاء ہو گئی۔

تکبر اور ابلیس:

ارشاد فرمایا: یہ ''میں'' اتنی بری ہے کہ ابلیس سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تو اس نے جواب دیا: اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ (الاعراف: ۱۲) ''میں آدم سے اچھا ہوں''۔

جب اس نے تکبر کی وجہ سے ''میں'' کہا اسی وقت مردود ہو گیا۔ اس ''میں'' نے عزازیل سے ابلیس بنا دیا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر آدمی اپنی ''میں'' کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کرے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے خزانوں سے فیض یاب ہو سکے۔

جب تک ''میں''، اکڑ اور تکبر ختم نہیں ہو گا بات نہیں بنے گی۔ ''میں'' دولت سے بھی آتی ہے، علم سے بھی آتی ہے اور جہالت تو بندے کو سر سے لے کر پاؤں تک

''میں'' بنا دیتی ہے، حتیٰ کہ عبادت سے بھی ''میں'' آ جاتی ہے۔ اگر مشائخ کی صحبت میں ادب اور محبت سے رہ کر ''میں'' نکال دی جائے تو رحمت ہی رحمت ہو جاتی ہے۔

؎ میں نوں مُنج فقیرا تے بِلّی کر کے کُٹ
کھلے خزانے رب دے جتھے چاہے لُٹ

اقوالِ شیخ دامت برکاتہم

ہم بندے ہیں اپنی اوقات نہ بھولیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی عظمت کو پہچانیں تاکہ بندے بن کر رہیں۔

جو پیر استاد کی خدمت کرتا ہے تو اسے اعمال کی حلاوت نصیب ہو جاتی ہے کسی کو نماز کا مزہ آ گیا، کسی کو تلاوت کا مزہ آ گیا اور کسی کو عبادت کا شوق مل گیا۔

رزق مل کر رہتا ہے

ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ ہے:

ارشاد فرمایا: انسان جہاں کہیں بھی ہو اس کا رزق اسے پہنچ کر رہتا ہے۔ انسان تو انسان ہے اللہ تعالیٰ تو حیوانوں تک کے رزق کا خیال رکھتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ھود: ٦)

''زمین پر جو جاندار ہے اللہ تعالیٰ کے ذمہ اس کا رزق ہے۔''

واقعہ:

اس ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ سناتے ہوئے فرمایا: ایک دفعہ کسی میٹنگ میں جانا تھا، ڈرائیور کو صبح صبح چلنے کا کہہ دیا۔ ہم جا رہے تھے کہ اچانک بریک لگی۔ پوچھا: کیا ہوا؟ ڈرائیور نے کہا کہ لگتا ہے کوئی کتا نیچے آ گیا ہے۔ تھوڑی دور جا کر ہوٹل آیا تو اس کو کہا کہ چائے وغیرہ پی لو، کہیں آپ کو نیند نہ آ جائے۔ جونہی ڈرائیور نے بریک لگائی تو کتے نے چھلانگ لگائی، وہ پائیدان پر بیٹھا تھا۔ نیچے اتر کر پاس ہی پڑی ہوئی ہڈیوں کو کھانے لگ گیا۔ بڑی عبرت حاصل ہوئی کہ دیکھیں! یہ کتا کہاں پر تھا اور کیسے اللہ نے اس کو اس کی رزق کی جگہ پر پہنچایا۔ غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوقات کے رزق کا بندوبست کر دیتے ہیں!!

واقعہ:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کوئٹہ میں کسی دوست کا بچہ چنے کھا رہا تھا، لیکن وہ آرام سے

کھانے کے بجائے کھیل کھیل میں اس طرح نشانہ لگا لگا کر دانے کھا رہا تھا کہ دانہ پھینکتا اور پھر منہ سے اسے کیچ کرتا۔ نشانہ چوکا اور دانہ سیدھا ناک کی نالی میں چلا گیا۔ بچے نے نکالنے کے لیے انگلی ماری تو وہ اور آگے چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان کی لاہور کی فلائٹ تھی۔ مجبوراً بچے کو اسی حالت میں ساتھ لے لیا۔ لاہور میں ان کے ایک دوست سرجن تھے۔ بچے کو دکھانے کے لیے اس کے گھر پہنچے۔ انہوں نے ان کو ڈرائنگ روم میں بٹھایا، تھوڑی دیر کے بعد اچانک بچے کو چھینک آئی اور دانہ نکل کر سامنے جا گرا۔ وہاں پر گھر والوں کی مرغی پھر رہی تھی اس نے فوراً دانہ اچک لیا۔ دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس مرغی کی غذا کو ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچایا۔ کوئی مخلوق جہاں کہیں بھی ہو اس کی قسمت کا رزق اسے پہنچ کر رہے گا۔

دلچسپ واقعہ:

مخلوقات کو رزق پہنچانے کے ضمن میں ایک اور دلچسپ واقعہ کا ذکر فرمایا کہ ہمارے ایک دوست ڈاکٹر یعقوب صاحب سوات گئے۔ بیوی بچے بھی ساتھ تھے۔ وہاں پر سیر کے دوران ان کی بیوی کو ایک پتھر بڑا خوبصورت لگا، اسے اپنے ڈرائنگ روم میں سجانے کے لیے اٹھا لیا۔ دو سال کے بعد یہ پتھر ہاتھ سے چھوٹ کر گرا اور ٹوٹ گیا۔ عجیب بات یہ دیکھی کہ پتھر ٹوٹنے کے بعد اس میں ایک چھوٹا سا کیڑا نکلا اور رینگنے لگا۔ واہ میرے مولا! تو تو ایسی ذات ہے کہ خشک پتھروں میں بھی کیڑوں کو رزق دے دیتا ہے بھلا انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے، اسے کیوں رزق نہ دے گا؟

حضرت عطا بن ابی رباحؒ کی طرف الہام کیا گیا کہ اے عطا! میں ایسا رزق

دینے والا ہوں کہ اگر کوئی سجدہ میں سر رکھ کر رو رو کر یہ دعا کرے کہ میرا رزق بند کر دے تو میں اسے بھی رزق دوں گا، تو بھلا جو رو رو کر رزق مانگے گا، اسے میں رزق کیوں نہ دوں گا؟

انسان کا رزق اللہ کے ذمہ ہے:

ارشاد فرمایا: حضرت بایزیدؒ سے کسی نے رزق کی شکایت کی۔ فرمایا: اپنے گھر جاؤ اور جس انسان کا رزق اللہ کے ذمہ نہیں ہے اسے گھر سے نکال دو۔ رزق کی تنگی اور فراخی انسان کی آزمائش ہے، تاکہ تنگی میں صبر کر کے دکھائے اور فراخی میں شکر کر کے دکھائے۔ حضرت شیخ سعدیؒ کا فرمان ہے کہ جتنا انسان رزق کے لیے غمزدہ ہوتا ہے اتنا آخرت کے لیے غمزدہ ہو جائے تو جنتی بن جائے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ نے کسی کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد اس نے پوچھا: حضرت! آپ کو کبھی رزق کے لیے فکرمند نہیں دیکھا، آخر آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟ فرمایا: ٹھہرو پہلے میں آپ کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز دہرالوں پھر جواب دیتا ہوں، کیونکہ جس کو اپنے پالنے والی ذات پر یقین نہیں ہے بھلا اس کے پیچھے میری نماز کا کیا بنے گا؟ (قوت القلوب: ۲/۲۳)

رزق کی برکت:

ارشاد فرمایا: حدیث شریف ہے:

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

”جو اللہ کا ہو جاتا ہے پھر اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔“ (روح البیان سورۃ البقرۃ)

جب تمام خزانوں کا مالک اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرنے لگتا ہے تو دنیا کا رزق کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ تو اس کو جنتوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ اس لیے بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی بھی آزمائش کر لیتا ہے، تا کہ ان کے قلوب دنیا کی محبت سے پاک صاف ہو جائیں۔ اللہ والے سبب کی حد تک رزق کے لیے تگ و دو کر لیتے ہیں اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے تھوڑے رزق میں بھی برکت ڈال دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے اللہ والے اس دنیا میں بھی پر سکون رہتے ہیں اور آخرت میں بھی انشاء اللہ پر سکون رہیں گے۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ

''اللہ کے لیے یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔''

قولِ شیخ دامت برکاتہم

جو ماں باپ کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت ڈال دیتا ہے ماں باپ کی خدمت کا یہ بدلہ دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

مجاہدہ کا شوق

مراقبہ کا شوق:

ارشاد فرمایا: آج مراقبہ کرنا ہی سالکین کے لیے سب سے زیادہ مشکل نظر آتا ہے۔ ہم چند نوجوان تھے، مگر مراقبہ کرتے کرتے نہیں تھکتے تھے۔ ہمارے ایک دوست غوث صاحب تھے۔ پہلے جماعتِ اسلامی میں رہے پھر سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے، حتیٰ کہ چند روز میں دل ''اللہ اللہ'' کے نام کے ساتھ جاری ہو گیا۔ ایک ایک دن میں تین چار گھنٹے مراقبہ کرنا ان کے لیے معمولی بات تھی۔ انہوں نے امیر مجھے بنایا ہوا تھا۔

یونیورسٹی کے راستے میں ایک مسجد تھی، اس میں وہ آتے جاتے دو گھنٹہ مراقبہ کر لیتے تھے۔ یہ غوث صاحب باتھ روم میں جاتے تو کپڑے دھونے میں چار چار گھنٹے لگا دیتے تھے۔ ایک دن بٹھا کر پوچھا تو کہنے لگے کہ ایک گھنٹے میں تو کپڑے دھو لیتا ہوں باقی تین گھنٹے مراقبہ کرتا رہتا ہوں۔ سو جب مراقبے کا چسکا پڑ جاتا ہے تو انسان یوں چھپ چھپ کر مراقبہ کرتا ہے، مگر یادِ الٰہی سے اس کا دل نہیں بھرتا۔ جب وہ دور یاد آتا ہے تو دل میں ایک ہوک سی اٹھتی ہے کہ کتنا وقت مل جاتا تھا یادِ الٰہی کے لیے، مگر اب مصروفیت بڑھ گئی ہے کہ انہی مراقبوں کے لیے دل ترستا ہے۔

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
کہ بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے!

یادِ الٰہی کا ماحول:

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں یونیورسٹی جیسے آزاد ماحول میں بھی رہ کر تقویٰ و طہارت کی توفیق عطا فرمائی۔ ہم یونیورسٹی میں ایک کمرے میں کئی لڑکے رہتے تھے۔ 30,30 دن ساتھ رہتے تھے، مگر خاموش رہتے تھے، کیونکہ ہر کوئی یادِ الٰہی میں مگن رہتا تھا۔ کمرے میں ایسا ماحول بنایا ہوا تھا کہ ہر وقت یادِ الٰہی میں لگے رہتے اور کام بھی کرتے رہتے تھے۔

مجاہدہ اور کیفیات:

ارشاد فرمایا: جوانی کی زندگی بڑی نازک ہوتی ہے، خصوصاً کالج و یونیورسٹی میں بھٹکنے کے بہت مواقع ہوتے ہیں۔ شادی سے پہلے صوم داؤدی رکھتے تھے۔ اگر نفس پھر بھی نہ دبتا تو صومِ وصال رکھتے تھے۔ کھانا بھی اتنا تھوڑا ہوتا کہ تین لقمے ہی کھاتے تھے۔ آج تو یہ حال ہے کہ تین تین وقت کھاتے ہیں اور کھاتے بھی بڑا جم کر ہیں اور پھر کہتے ہیں: کیفیات نصیب نہیں ہوتیں۔ بھئی! پیٹ میں اتنا کچرا بھر لیں گے تو پھر وضو قائم رکھنا ہی مشکل ہو جائے گا۔ کیفیات بھلا کہاں نصیب ہوں گی اور سلوک بھلا کیسے طے ہوگا؟

سنتِ نبوی ﷺ اور مجاہدہ:

ارشاد فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی سنت پر مرمٹنا بہت بڑا مجاہدہ ہے۔ نفس کو دبانے کے لیے بہت کم کھاتے تھے، پھر اتباعِ سنت میں پیٹ پر دو دو پتھر بھی باندھ لیتے تھے، تاکہ سنت کے ساتھ مناسبت نصیب ہو جائے۔ سنتِ نبوی ﷺ میں ایسی فنائیت ہوگئی

تھی کہ مراقبہ کرتے پھر سو جاتے تو نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی۔ پھر جاگ آتی اور مراقبہ کرتے پھر سو جاتے، پھر حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی، حتیٰ کہ ایک ایک رات میں تین تین دفعہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی۔

ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ

سنتِ نبوی ﷺ کا عشق:

ارشاد فرمایا: آج سنتِ نبوی ﷺ سے عشق نہیں رہا ہے۔ وہ مجاہدہ لوگ نہیں کرتے تو بھلا وہ کیفیات کیسے نصیب ہوں گی؟ جتنا گڑ ڈالیں گے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ بیعت ہوئے کئی کئی سال گزر جاتے ہیں، مگر حرام اور مشتبہ کھانوں سے ہی پرہیز نہیں کرتے پھر کیفیات کہاں سے نصیب ہوں گی؟ آنکھ کی حفاظت نہیں ہے، زبان کی حفاظت نہیں ہے، حضور اکرم ﷺ کی سنتوں سے عشق نہیں ہے تو پھر بھلا زیارت کہاں سے نصیب ہوگی؟ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں اتباعِ سنت میں کمال پیدا کرنے سے سلوک طے ہوتا ہے۔ اس لیے ہر ممکن طریقہ سے سنت میں کمال پیدا کرنے کی کوشش کریں، تاکہ زوال سے نکل کر کمال کی طرف سفر شروع کریں۔

؎ تا شعار مصطفیٰ از دست رفت
قوم را رمزِ بقا از دست رفت

نوجوانوں کا سلسلہ:

ارشاد فرمایا: آج کے نوجوانوں کا بڑا مسئلہ آنکھ کا پرہیز ہے۔ اگر وہ اس پر عمل کریں تو ان کا بہت سا سلوک آسانی سے طے ہو جائے گا۔ آنکھ کی حفاظت کرنا بھی

سنت ہے۔ کئی نوجوان تو اتنے کم حوصلے والے ہیں کہ کچے گھڑے کی طرح ٹپکتے رہتے ہیں۔

حضرت خواجہ پیر غلام حبیبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے لوہے کا لنگوٹ باندھا ہوا ہے۔ وہ نفس کو اس طرح دبا کر رکھتے تھے کہ وہ تکلے کی طرح سیدھا رہتا تھا۔ آج نوجوان نفس پرست بنے ہوئے ہیں، اس لیے دل و دماغ بھی قابو میں نہیں ہیں۔ ہر وقت ہی برے برے خیالات آتے رہتے ہیں۔ نوجوانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی اللہ والے کی صحبت میں کچھ عرصہ رہیں، تاکہ آنکھ کا پرہیز سمجھ میں آسکے اور پھر وہ ذاتِ الٰہی جو کہ اصل منزل ہے اس کی طرف رواں دواں ہوسکیں۔

اللہ کے نام کی تسکین:

ارشاد فرمایا: اللہ والوں کا راستہ کہنے کو فقیری ہے، مگر حقیقت میں ایسا سکون ملتا ہے کہ بادشاہوں کے دلوں میں بھی ایسا سکون نہیں ہوگا۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ والوں کے دلوں میں ایسا سکون ہوتا ہے کہ اگر بادشاہوں کو پتہ چل جائے تو فوجیں لے کر حملہ کر دیں کہ ہمیں بھی اس سکون میں سے حصہ دیں۔

؎ کتنی تسکین وابستہ ہے تیرے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آ جاتی ہے آرام کے ساتھ

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

بیعت کی برکات

خصوصی مجلس:

معہد الفقیر میں نماز جمعہ کے بعد کئی لوگ بیعت ہوئے۔ حضرت جی دامت برکاتہم نے انہیں سلسلہ میں داخل فرمایا اور ساتھ ہی بیعت کے بڑے بڑے مقاصد سے آگاہ کیا اور معمولات کی تفصیل بھی بتائی۔

بیعت کے فوائد:

ارشاد فرمایا: بیعت کے چار بڑے بڑے فوائد ہیں:

۱۔ بیعت توبہ کی برکت سے ایک تو پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور دل میں گناہوں پر ندامت و شرمندگی پیدا ہوتی ہے جو کہ بذات خود بہت بڑی نعمت ہے کہ گناہوں پر افسوس ہونے لگ جائے۔

۲۔ ایک دفعہ مومنات صحابیات تشریف لائیں اور بیعت توبہ کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ قرآن حکیم ان مومنات کے متعلق فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الممتحنة: ١٢)

''اے نبی! جب آئیں آپ کے پاس مومن عورتیں آپ سے بیعت کرنے، اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا

نہیں کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی اور اللہ کے حکموں کی نافرمانی نہیں کریں گی، پس آپ ان کو بیعت کر لیجیے اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے، بے شک اللہ بڑا غفور اور رحیم ہے۔''

''مومنات'' کا لفظ بتا رہا ہے کہ وہ مشرکات اور کافرات نہیں تھیں۔ مسلمات بھی نہیں فرمایا، بلکہ مومنات فرمایا ہے۔اب یہ مومنات بیعت کے لیے آ رہی ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بیعت اسلام لانے کے لیے نہیں تھی، بلکہ توبہ کرنے کی تھی۔ گویا کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی عمل ایسا ہوتا ہے جو کرنا پڑتا ہے۔ فرمایا: اگر یہ ان گناہوں سے بیعت کرنے آئی ہیں تو بیعت کر لیں۔ وہ بھی استغفار کریں اور آپ بھی ان کے لیے استغفار کریں تو رب رحمٰن ان کو معاف کر دے گا۔

نکتہ:

اگر مومنات کو بیعت کی ضرورت ہے تو کیا مومنین کو اس کی ضرورت نہیں ہے؟ یقیناً ضرورت ہے۔ چنانچہ جس طرح نبی اکرم ﷺ کے دور میں مومنین اور مومنات حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر کے گناہوں سے توبہ کیا کرتے تھے، آپ ﷺ کے بعد مشائخ وقت ان کے نائب ہیں، لہٰذا عام مومنین کو ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ ان کے مشورے سے بہترین طریقہ سے زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر ان واضح احکام کے باوجود بھی بیعت کے بارے میں طبیعت میں کوئی رکاوٹ ہے تو کسی اللہ والے کو اپنا مشیر ہی بنا لو، تاکہ اس سے

مشورہ کر کے شریعت کے مطابق زندگی گزارنا آجائے۔

پکی چیز:

ارشاد فرمایا: دو آدمیوں نے ایک ہی کمپنی سے ٹکٹ خریدے۔ ٹکٹ بظاہر ایک جیسے ہیں، مگر ایک کو انتظار میں کھڑا کر دیا گیا کہ ٹکٹ چانس پر ہے اور ایک کو بورڈنگ کارڈ مل گیا۔ جس کو بورڈنگ کارڈ مل گیا اس کی مثال اجتماعی توبہ والے کی سی ہے کہ اسے معافی کا پروانہ مل گیا۔ یہ اجتماعی توبہ سنت ہے۔ گویا یہ پکی چیز ہے جو کہ قبول ہو جاتی ہے۔ یقینی چیز چانس والی چیز سے بہتر ہوتی ہے، لہٰذا اجتماعی توبہ انفرادی توبہ سے زیادہ بہتر چیز ہے۔

۲۔ توبہ کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ توبہ کی برکت سے نئے نئے کاموں کی توفیق ملتی ہے۔ شیخ کے ذکر تلقین کرنے سے مرید کو نئی نئی نیکیوں کی توفیق مل جاتی ہے۔

فرض کریں! آپ کے والد کا دوست بڑا افسر ہے جس نے کل نوکریوں کے لیے لوگوں سے انٹرویو لینا ہے۔ باپ فون کر دے گا کہ ذرا میرے لڑکے کا بھی خیال رکھنا تو وہ ضرور خیال رکھے گا۔ صرف سمجھانے کے لیے عرض ہے کہ پروردگار بھی توبہ کرنے والے بندے کو شیخ کامل کی دعاؤں کی برکت سے نہ صرف معاف کر دیتا ہے، بلکہ نئی نئی نیکیوں کی توفیق بھی دیتا ہے۔ تم مصیبتوں میں خدا کو یاد رکھو گے تو وہ تمہیں آسانی کے ساتھ یاد رکھے گا۔ تم پروردگار کو معذرت سے یاد رکھو تو وہ تمہیں معافی سے یاد رکھے گا۔

نیکی کی توفیق:

ارشاد فرمایا: اگر نیت کر لی جائے اور وقت مقرر کر لیا جائے تو درود شریف،

استغفار، مراقبہ اور دوسری نیکیاں کرنا آسان ہو جاتی ہیں۔ اس بیعت کی برکت سے نفل نمازیں بھی آسان ہو جاتی ہیں۔ سچے دل سے توبہ تائب ہونے والے تو نوافل بھی استقامت کے ساتھ پڑھنے لگتے ہیں۔

ایک بزرگ 70 سال کی عمر میں بھی 70 طواف کیا کرتے تھے، 490 چکر بن جاتے ہیں اور دو نفل ہر طواف کے اگر شمار کیے جائیں تو 140 رکعات بھی روزانہ ہوں گی۔ یہ توفیق بیعت اور تربیت کے بغیر بہت ہی مشکل ہے۔

کلمہ کی توفیق:

۳۔ بیعت کی تیسری بڑی برکت یہ ہے کہ کلمہ پر موت آ جاتی ہے اور پوری زندگی با برکت ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ ذکر کی مجلس میں رحمت کے فرشتے آسمانوں تک اوپر تلے جمع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود پوچھتے ہیں کہ وہ لوگ کیا چاہتے تھے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ جنت کا سوال کرتے تھے اور دوزخ سے خلاصی چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ میں نے ان سب کو معاف کر دیا ہے۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہاں ایک آدمی یونہی آیا تھا ذکر کی مجلس میں شامل ہونے کی نیت نہیں تھی، بلکہ وہ کسی کو وہاں ملنا چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مجلس ایسی بابرکت ہے لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ "ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا۔" (بخاری، رقم: ۶۴۰۸ باب فضل ذکر اللہ)

اگر ان کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہتا، بلکہ نیک بخت ہو جاتا ہے تو پھر ذکر کرنے والوں اور توبہ تائب ہونے والوں کا کیا مقام ہوگا، ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف

سے کیا کیا نعمتیں نصیب ہوں گی؟

نیکوں کی معیت:

۴۔ بیعت کا چوتھا فائدہ یہ ارشاد فرمایا کہ انسان نیکوں سے محبت کرنے لگتا ہے تو پھر انہی کے ساتھ اٹھے گا۔ حدیث شریف ہے:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (بخاری، رقم:۶۱۶۸)

''انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہوگی۔''

اس حدیث سے یہ اصول بن گیا کہ محبت کرنے والا جس سے محبت کر رہا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ جنت میں جائیں گے تو حضرت ابو بکرؓ بھی ان کے ساتھ محبت کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جائیں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی وجہ سے محبت کرنے والا ہر مرید اپنے شیخ کے ساتھ ہوگا۔ یہ پکی بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرنے والوں کو ان کے مشائخ کے ساتھ رکھا جائے گا۔

قرآن حکیم کا فیصلہ ہے کہ اگر جسمانی اولاد نیک ہوگی تو اسے ماں باپ کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ پھر روحانی اولاد کو تو بدرجۂ اولیٰ اپنے روحانی باپ کے ساتھ ملا دیا جائے گا، کیونکہ روحانی باپ کا تعلق تو تقویٰ اور نیکیوں کی وجہ سے روحانی اولاد کے ساتھ ہے:

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

بدنظری کا علاج

تین قسم کے دِل:

ارشاد فرمایا: انسان کا دل تین طرح کا ہوتا ہے:

۱۔ جس دل پر گناہوں کے اثرات ہوں، مگر پھر بھی غافل بنا پھرے اور اس کی صفائی کی کوئی فکر اور سوچ نہ ہو، اسے ''قلبِ سقیم'' کہتے ہیں۔

۲۔ وہ صاف و شفاف دل کہ ذرا سا بھی گناہ ہو جائے تو اتنا پریشان ہو جائے جیسے کوئی کبیرہ گناہ ہو گیا ہو، یہ ''قلبِ سلیم'' کہلاتا ہے۔

۳۔ وہ دل جس پر گناہوں کے اثرات ہوں، مگر اسے ندامت ہو اور توبہ و معافی کی فکر ہو۔ گناہوں کی وجہ سے دل پر جو زخم لگے ہوں اسے انسان محسوس کرتا ہو۔

مصحفی ہم تو سمجھے تھے ہوگا کوئی زخم
مگر تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا

انسان کو ہر حال میں اپنے دل کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ کہاں کہاں مخلوق کی محبت کے گہرے زخم لگے ہوئے ہیں۔ ان زخموں کی مرہم پٹی توبہ و استغفار اور ندامت کے آنسوؤں کے ساتھ کرتے رہنا چاہیے۔

وساوس کا علاج:

ارشاد فرمایا: آج کل نوجوانوں کے دلوں پر جو وساوس کا بخار ہوتا ہے وہ گندی

سوچوں کا نتیجہ ہے اور یہ گندی سوچیں بدنظری سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے ہر ممکن کوشش کی جائے کہ قطعاً بدنظری نہ ہو، ورنہ وساوس کے غبار پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا، حتیٰ کہ نماز کے اندر بھی وساوس جان نہیں چھوڑیں گے۔ وساوس کا تعلق شادی کے ساتھ نہیں ہے کہ شادی کر لی جائے تو ان سے جان چھوٹ جائے گی، نہیں ان وساوس کا علاج اور ان کی اصلاح کا تعلق تزکیۂ نفس کے ساتھ ہے۔

عبرت انگیز واقعہ:

میرے پاس ایک آدمی آیا جو کہ بظاہر نیکوکار بھی تھا، نمازی بھی تھا۔ عمر کافی زیادہ تھی، حتیٰ کہ بھنوؤں کے بال بھی سفید تھے۔ باتیں کرتے کرتے رو پڑے کہ حضرت! میرے لیے بھی دعا کریں کہ بدنظری کے گناہ سے بچ جاؤں۔

وبائی مرض:

ارشاد فرمایا: بدنظری کا گناہ وبائی مرض کی طرح ایسا عام ہوتا جارہا ہے کہ اس میں نمازی، حاجی، علما، صوفی، حتیٰ کہ ہر طبقہ کے لوگ ملوث ہو رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جب کسی بیماری کی وبا عام ہو جائے تو اس سے کوئی کوئی مضبوط اعصاب والا انسان ہی بچتا ہے۔ اسی طرح بدنظری کی وبا پھیل رہی ہے۔ اس سے متقی اور خوفِ خدا رکھنے والے لوگ ہی بچ سکتے ہیں۔

میرے پاس ایک گدی نشین آئے۔ ہزاروں لوگوں کے پیر ہیں۔ عجیب وغریب حالت تھی۔ اپنی اندر کی حالت خود بیان کرنے لگے۔ نظر کی بد پرہیزی خود بتانے لگے۔ جسے سن کر الامان الحفیظ ہی کہہ سکتے ہیں۔ اس کی حالت دیکھ کر بہت ڈر لگا کہ

انسان اتنا بھی گر جاتا ہے اور اس کی حالت اتنی بھی خراب ہو جاتی ہے۔

خفیہ گناہ:

ارشاد فرمایا: لوگ جھوٹ، چوری وغیرہ کو تو گناہ سمجھتے ہیں۔ ان گناہوں سے ڈریں گے کہ اگر ثابت ہو گیا تو بدنامی ہو گی، مگر بدنظری کے گناہ پر بدنامی کا خطرہ بھی نہیں ہوتا، کیونکہ یہ خفیہ گناہ ہے۔ جس میں انسان بڑی چالاکی کر جاتا ہے، مگر اس دور میں بھی ایسی ایسی مثالیں ہیں جنہیں سن کر رشک آتا ہے۔

ہمارا ایک دوست ہے جو کہ نگاہ کو بہت زیادہ نیچے رکھنے کا عادی ہے۔ پاس سے گزرنے والے مردوں عورتوں کو بھی نہیں دیکھتا، حتیٰ کہ اگر پہچاننا پڑے تو ان کے پاؤں سے اندازہ کرتے ہیں کہ مرد ہے یا عورت ہے۔

کوئی غرض مرض نہ رکھے:

ارشاد فرمایا: آنکھ کو بدنظری سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ دل میں پکا ارادہ کر لے کہ یہ میری بیوی ہے، میں نے اس کے ساتھ رہنا ہے، دوسری عورتوں سے بے طمع ہو جائے اور ان کے متعلق سوچنا ہی چھوڑ دے۔ حتیٰ کہ دوسری شادی کے خیالات بھی ذہن میں لانے سے بچتا رہے۔ یہ خیال رکھے کہ مجھے کسی سے کوئی غرض نہیں ہے۔ کوئی نیلی ہے، پیلی ہے، موٹی ہے، چھوٹی ہے جیسی بھی ہے مجھے اس سے کوئی غرض مرض نہیں ہے۔ یہ سوچے کہ میرے لیے وہی کافی ہے جو میری قسمت میں ہے۔

ہر نظر پر دیدارِ الٰہی:

ارشاد فرمایا: اہل اللہ کے دل میں جوانی کے جذبات ہوتے ہیں، مگر ان کے منہ

سے لوگوں کی طرح رال نہیں ٹپکتی پھرتی کہ کبھی ادھر منہ مار رہے ہیں، کبھی ادھر منہ مار رہے ہیں۔ ایک بزرگ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ انہوں نے لکھا تھا کہ جس کو بدنظری کے مواقع بھی میسر ہوں، مگر اس نے نظر کو بچایا اور دل میں خوف خدا رکھا تو اسے ہر ہر نظر پر اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

ارشاد فرمایا: کتابوں میں لکھا ہے کہ جو مادرزاد اندھا ہوگا، متقی اور نیک بھی ہوگا تو اسے جنت میں ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے دیدار کی اجازت ہوگی۔ اس لیے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے غیر کو دیکھا ہی نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے کیسے مزے ہوں گے!

سوچیں! اگر کوئی آنکھ رکھتے ہوئے بھی خوفِ خدا کی وجہ سے نظر کو بچائے اور بدنظری نہ کرے تو اس کا کیا مقام ہوگا۔

بدنظری کا آسان علاج:

ارشاد فرمایا: بدنظری سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ شروع ہی سے دل میں ارادہ رکھے کہ میں بھول کر بھی نظر نہیں ڈالنی۔ اس طرح جب کسی بیماری کو شروع ہی سے روک لیا جائے تو اس کا روکنا بہت آسان ہوتا ہے۔

Nip the evil in the bud. ''برائی کو شروع سے ہی دبا دو۔''

ایک اور آسان طریقہ یہ ہے کہ عورتوں کے کپڑوں پر بھی نظر نہ پڑے۔ نفس پہلے کپڑے دیکھتا ہے پھر ان کپڑوں کے رنگ اچھے لگتے ہیں پھر جو کپڑے کے اندر ہے اس پر نظر جاتی ہے۔ پھر دیکھیں گے موٹی ہے یا چھوٹی ہے، نیلی ہے یا پیلی ہے پھر قد کاٹھ دیکھنے کی کوشش کریں گے، پھر خوبصورت یا بدصورت کا تجزیہ کرنے لگیں گے۔ امام غزالیؒ نے بہت خوبصورت بات لکھی ہے، فرمایا: اگر کسی عورت کو دیکھا اور وہ اچھی

لگ بھی گئی، تو ہر عورت تو مل نہیں سکتی تو پھر دل میں خواہ مخواہ حسرت ہوگی۔ اگر ذرا بدصورت ہوئی تو دل خراب ہوگا۔ سوچیں! دونوں صورتوں میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔ اس لیے نظر ڈالنے سے بچیں اور بچنے کے لیے کثرت سے دعائیں مانگیں۔

تیری دعا ہے کہ ہو تیری آرزو پوری
میری دعا ہے کہ تیری آرزو بدل جائے

اقوالِ شیخ دامت برکاتہم

زندگی میں ہجرت ضرور کریں......

گناہوں سے نیکی کی طرف ہجرت کریں۔

فسق سے عشق کی طرف ہجرت کریں۔

سستی غفلت سے ذکر کی طرف ہجرت کریں۔

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

اللہ کے نام کا اثر

اللہ کے نام کی برکت:

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نام میں ایسی برکت ہے کہ اگر یقین سے اللہ کا نام لیا جائے تو بڑے بڑے کافروں کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ ایک دفعہ آرام فرما رہے تھے۔ تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔ ایک کافر نے موقع پا کر تلوار اٹھالی اور کہنے لگا: اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے نہایت اعتماد سے جواب دیا: ''اللہ''۔ تو کافر کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ حضور ﷺ نے تلوار اٹھالی اور فرمایا کہ اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ وہ کافر منتیں کرنے لگا اور معافی مانگنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا معاف کر دیا۔ (بخاری، رقم: ۴۱۳۵، صحیح ابن حبان، رقم: ۲۸۸۳) دیکھا کہ یقین کی قوت سے نکلے ہوئے لفظ ''اللہ'' نے ایک کافر کو لرزہ براندام کر دیا۔

اللہ کے نام کا اثر:

ارشاد فرمایا: ایک عام سی بات ہے کہ کھٹاس یا مٹھاس کا نام لیا جائے تو منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اگر کھٹاس مٹھاس میں اتنا اثر ہے کہ نام لیتے ہیں اور منہ میں پانی بھر آتا ہے تو سوچیں! ان کے بنانے والے کے نام میں کتنا اثر ہوگا۔

اثرات:

ارشاد فرمایا: ایک بات سوچنے کی ہے، وہ یہ کہ سوال پیدا ہوتا ہے آخر ہم بھی

''اللہ اللہ'' کہتے ہیں، لیکن اتنا زیادہ اثر ظاہر نہیں ہوتا، مگر اللہ والے ''اللہ'' کہتے ہیں تو بہت اثر ہوتا ہے۔ علمائے کرام نے فرق لکھے ہیں۔

زبان زبان میں فرق ہے، دل دل میں فرق ہے۔ اگر دل کے درد کے ساتھ کہیں گے تو زبان پر بھی اثر ہوگا اور درد کے ساتھ نہیں کہیں گے تو اثر بھی نہیں ہوگا۔ سوچنے کی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہنے سے مردے زندہ ہو جاتے تھے ہمارے کہنے سے سویا ہوا آدمی بھی نہیں جاگتا۔ اگر ہم بھی اپنے اندر نیکی، تقویٰ اور ذکر کرتے کرتے ایک معیار پیدا کر لیتے ہیں، خصوصاً غیر اللہ کی محبت اپنے دل سے نکال دیتے ہیں تو پھر ایک دفعہ ''اللہ'' کہنے سے دوسروں پر اثر ہو جاتا ہے۔

بے طمع ہو جانا:

ارشاد فرمایا: سالک ہمیشہ کے لیے اپنے دل سے بے طمع ہو جائے۔ خواہشات، شہوات اور تمناؤں سے بے تعلق ہو جائے اور غیر سے اتنا بے طمع ہو جائے کہ غیر کو دیکھنے کا ارادہ بھی نہ کرے، حتیٰ کہ اپنے اندر سے دوسری بیوی کی طمع بھی نکال دے۔ یہی سوچے کہ بس اسی سے گزارہ کرنا ہے۔ ادھر ادھر کے منصوبے بنانا اور سوچنا بھی چھوڑ دے، اور دوسری شادی کے منصوبوں اور خیالوں کو بھی اس وقت تک دل سے نکالے رکھنا ضروری ہے جب تک دل اللہ کی محبت میں فنا نہیں ہو جاتا۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ادھر ادھر کے خیالات سے جان چھوٹ جائے گی اور عبادات میں حضوری کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔

زبان کی تاثیر:

اللہ کے نام میں اتنی برکت ہے کہ اس کا بیان بھی مشکل ہے، مگر شرط یہ ہے کہ صاف پاک زبان سے "اللہ" کے لفظ کو نکالیں تب بات بنے گی۔ جس کی اپنی زبان میں غیبت، چغلی، لایعنی اور فضول باتیں ہوں اس زبان میں کہاں اثر ہوگا؟ آپ نے دیکھا ہوگا فوجی روز بیٹھے اپنی بندوقوں کو صاف کررہے ہوتے ہیں، کیونکہ اگر میل یا زنگ لگ جائے تو فائر Miss (خطا) ہو جاتا ہے اسی طرح اگر زبان کو بھی گناہوں کا زنگ لگ جائے اور فضول اور لایعنی باتیں کرنے کی عادت ہو جائے تو زبان کا اثر ختم ہو جائے گا۔ زبان کے اثر کو بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ زبان کو بھی زبان کے ریگ مال یعنی ذکر کی کثرت سے صاف کرتے رہیں، معمولات کو کثرت سے کرتے رہیں، تاکہ زبان کی تاثیر اور بڑھ جائے۔

انگلی کی تاثیر:

ہمارے مشائخ قلوب پر انگلی رکھ کر ضرب کے ساتھ "اللہ اللہ اللہ" بتاتے ہیں۔ اس سے دلوں کا زنگ اترتا ہے۔ حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ فرمایا کرتے تھے: جس کے دل پر یہ انگلی لگ گئی اسے انشاء اللہ کلمے کے بغیر موت نہیں آئے گی۔ اللہ والوں کے ہاتھ کو معمولی ہاتھ نہ سمجھیں، کیونکہ ذکر کی کثرت کی برکت سے اللہ والوں کے پورے بدن میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لیے علامہ اقبال نے فرمایا:

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز

خاکی و نوری نہاد بندہ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دلِ بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب اس کی نگاہ دل نواز

اقوالِ شیخ دامت برکاتہم

جو معمولات کرے گا اس پر واردات ہوں گی اور وہ واردات کو بتائے بغیر نہیں رہ سکتا اس لئے شیخ فوراً پہچان جاتا ہے کہ کون معمولات کر رہا ہے اور کون نہیں کر رہا ہے۔

اگر ہم اپنے پروردگار کے حکم کو اپنے وقت پر پورا کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی بندے کا کام کر دیں گے۔ کسی کو کوئی شک ہے۔ تجربہ کر کے دیکھے۔

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

قبولیت کی فکر

شانِ بلند:

ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت کی شان وعظمت بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پورے کمالات کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے جلال کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کا جمال ختم نہیں ہوتا۔ جب شیطان مردود کر دیا گیا تو اس نے قیامت تک زندہ رہنے کی دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے عین جلال کے اندر بھی جمال کا مظاہرہ فرما دیا اور اس کی دعا قبول کر لی۔ اللہ تعالیٰ کی شانیں اتنی ہیں کہ ہم جیسوں کے لیے تو اس کا تصور کرنا بھی مشکل ہے:

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ (رحمن: ۲۹)

''وہ (ہر) روز (نئی) شان میں جلوہ گر ہوتا ہے۔''

قبولیت کی فکر کریں:

اصل بات قبولیت سے بنتی ہے۔ اگر قبولیت نہ ہو تو انسان کی قابلیت کچھ نہیں کرتی۔ بڑی بڑی حکومتیں بھی اسلام اور دین کی خدمت کے لیے کچھ نہیں کر سکتیں، بلکہ تاریخ بتاتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت نہ ہو اور مردودیت ہو جائے تو بڑے بڑے لوگ اور حکومتیں بھی عبرت کا نشانہ بن جاتی ہیں۔ فرعون کتنا جابر بادشاہ تھا، مگر قابلیت سے عجب وتکبر بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ قبولیت سے عاجزی اور بندگی پیدا ہو گی۔

ابو جہل جو ابو الحکم کہلاتا تھا، بڑا قابل تھا۔ بڑے بڑے جھگڑے حل کر دیتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے تکبر اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے قبولیت نہ ہوئی اور پھٹکار پڑ گئی۔

مردود ہو گیا:

ارشاد فرمایا: ولید پلید جو کہ فردِ فرید بنتا تھا، وحید الزماں بنتا تھا، مگر اس کی اکڑ کی وجہ سے قبولیت نہ ہوئی اور عبرت کا نشانہ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مذمت کے لیے اتنے الفاظ استعمال کیے شاید کسی اور کے لیے اتنے الفاظ ایک جگہ استعمال نہیں کیے۔ اسے مال بہت دے دیا، مگر قبولیت نہ کروا سکا، مال اور بیٹوں سے اپنے اندر اکڑ پیدا کر لی جس کی وجہ سے مردود ہو گیا۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ

قبولیت کی شان:

قبولیت بڑی سعادت ہے۔ قبولیت ہو جائے تو ظاہری خامیاں بھی چھپ جاتی ہیں۔ نام کے بلالؓ رنگ کے کالے ہیں، مگر قبولیت ایسی ہے کہ چلتے فرش پر ہیں، مگر قدموں کی آواز نبی کریم ﷺ کو جنت میں آتی ہے۔ قبولیت ضرور مانگیں تب بات بنے گی۔

قبولیت ضرور مانگیں:

ارشاد فرمایا: تمام عارفین کا یہ غم ہوتا ہے کہ وہ سوچتے رہتے ہیں کہ کاش! ہم قیامت کے دن رب تعالیٰ کو پسند آ جائیں۔ یہ عارفین کی عمر بھر کی بے قراری ہے کہ کاش! رب تعالیٰ کے ہاں مرتے دم تک قبولیت رہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ سے دنیا جہاں

کی چیزیں مانگتے ہیں وہاں قبولیت بھی ضرور مانگیں۔ یہی بار بار مانگنے کی چیز ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور پھر عاجزی وانکساری کے ساتھ اس کی قبولیت کے لیے دعائیں کیں۔ دعا مانگنے والے ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور آمین کہنے والے ذبیح اللہ ہیں اور کھڑے اللہ کے گھر بیت اللہ میں ہیں اور مانگ رہے ہیں یا اللہ! قبول فرمالیں۔ قبولیت ایسی چیز ہے اس کو انبیا بھی بار بار مانگتے ہیں:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (البقرۃ:۱۲۷)

ہر نیک کام اللہ کی طرف سے سمجھیں:

ارشاد فرمایا: بلڈنگ پر پتھر لگا کر خوش ہونا یہ کام کا آغاز ہے، اختتام نہیں ہے۔ یہ تو ابتدا ہے۔ قبولیت تو محنت مجاہدہ کرنے اور ساتھ ساتھ عاجزی کرنے سے ہوگی۔ قبولیت کے لیے تو بار بار دعائیں مانگنی پڑیں گی۔ اللہ والے عمل سے زیادہ اس کی قبولیت کے لیے دعا مانگتے ہیں۔ جب کسی کام کی قبولیت ہو جاتی ہے تو پھر عمل کی بھی زیادہ سے زیادہ توفیق مل جاتی ہے۔ اس لیے ہر کام کی توفیق مانگنی چاہیے۔ توفیق سے ہی کام آسان ہوتا ہے۔ یہ دعا کرتے رہنا چاہیے، تاکہ عاجزی پیدا ہو جائے۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْہِ اُنِیْبُ

مری طلب بھی ان کے کرم کا صدقہ ہے

یہ قدم اٹھتے نہیں اٹھوائے جاتے ہیں

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

قرآن مجید سے تعلق

قرآن مجید اور علاج:

ارشاد فرمایا: قرآن مجید کے اندر تمام بیماریوں کا علاج ہے:

شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ (یونس:۵۷)

”دلوں کی بیماریوں کی شفاء ہے۔“

دل کی بیماریاں خواہ ظاہری ہوں یا باطنی ہوں دونوں خطرناک ہوتی ہیں، اس لیے ان کا علاج انتہائی ضروری ہے۔ حسد، تکبر، عجب، ریا اور دنیا کی محبت ایسی روحانی بیماریاں ہیں کہ جو انسان کو جہنم کے دہانے تک پہنچا دیتی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں ان بیماریوں کو محسوس نہیں کرتے، لیکن کسی بیماری کے محسوس نہ کرنے سے وہ بیماری ٹل نہیں جاتی، بلکہ بڑھ جاتی ہے اور انسان کو اس وقت پتہ چلتا ہے جب موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔

توفیق کیسے ملتی ہے؟

ارشاد فرمایا: ان بیماریوں کے علاج کے لیے شیخ کے پاس بار بار جانے کی ضرورت ہے، اس کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی تلاوت اور استغفار کی کثرت بھی کرتے رہنا چاہیے۔ قرآن حکیم کی تلاوت کا تعلق توفیق سے ہے اور توفیق کثرت سے مانگنے سے ملتی ہے۔

قرآن مجید سے لگاؤ:

ارشاد فرمایا: قرآن پاک کی تلاوت کو روزانہ کا معمول بنالیں۔ رات کو اس وقت تک نہ سونا چاہیے جب تک معمول پورا نہ کرلیا جائے۔ قرآن مجید کی تلاوت کی پابندی کرکے ہر کسی کو قرآن مجید کے ساتھ تعلق کو مضبوط سے اضبط کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

قرآن مجید کے لیے پندرہ منٹ:

ارشاد فرمایا: جو لوگ مصروفیت کا بہانہ کرتے ہیں اور تلاوت قرآن کے معمول کو قضا کرتے رہتے ہیں ان سے پوچھیں کہ ناشتہ اور گپ شپ کو کبھی قضا نہیں کرتے۔ کبھی گلی میں کھڑے کھڑے پندرہ منٹ ضائع کردیتے ہیں۔ سوچو کہ قرآن مجید کے لیے پندرہ منٹ نہیں نکال سکتے؟

حق کی طلب:

ارشاد فرمایا: ایک بزرگ نے بڑے پتے کی بات لکھی ہے۔ بندہ نے حق کے سوا دوسری (جس چیز) کے ساتھ جس قدر آرام وسکون اختیار کیا حق سے اسی قدر دوری ہوگئی۔ ایک بزرگ نے عجیب بات لکھی ہے: جس شخص نے حق سے حق کے سوا کچھ طلب کیا اس کے لیے مقام ولایت نہیں ہے۔

؎ تجھ سے تجھی کو مانگ کر سب کچھ مانگ لیا
سو سوالوں سے یہی اک سوال اچھا ہے

فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی

بچیوں کو تین نصیحتیں

پہلی نصیحت:

ارشاد فرمایا: پڑھ لینے سے بات نہیں بنتی، بلکہ رسوخ فی العلم بھی پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس لیے یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ ساری زندگی پڑھنے پڑھانے میں لگی رہیں۔ تب کہیں جا کر علم میں رسوخ حاصل ہوگا۔ علم میں رسوخ کے ساتھ ساتھ عمل بھی پیدا کرنا ضروری ہے۔ جتنا عمل اور اخلاص پیدا ہوگا اتنا ہی انسان کی زندگی میں سکون پیدا ہوگا۔

دوسری نصیحت:

ارشاد فرمایا: ایمان کی بنیاد پر جنت میں داخلہ ہوگا اور عمل کی وجہ سے جنت میں درجات نصیب ہوں گے۔ اس لیے دوسری اہم نصیحت یہ کی جاتی ہے کہ ہر حال میں اپنے علم پر عمل کریں۔ کسی بزرگ نے فرمایا کہ علم، عمل کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اگر عمل کر لیا تو علم بھی قائم رہتا ہے، ورنہ علم کی برکات ختم ہو جاتی ہیں اور آخرکار بھول جاتا ہے۔ قیامت کے دن یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ علم کتنا ہے۔

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

علم پر عمل کیسے کریں؟

ارشاد فرمایا: تیسری نصیحت یہ ہے کہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ عمل بھی کرتی جائیں۔

شیطان طالبات کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ پہلے اچھی طرح پڑھ لو تو پھر اکٹھا عمل کر لینا، یاد رکھنا پھر کبھی عمل نہیں ہوگا۔ اگر روز کے پڑھے ہوئے پر روز عمل کرنا مشکل ہے تو پھر پورے سال کے پڑھے پر ایک دن میں عمل کرنا کیسے ممکن ہوگا؟

اس لیے انتہائی ضروری ہے کہ پابندی سے کچھ نہ کچھ ذکر کرتی رہیں، تاکہ عمل کرنے کی قوت پیدا ہو۔ علم سے صرف معلومات اکٹھی کرنا مقصد نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اخلاص کے ساتھ عمل کرنا مقصد ہونا چاہیے، ورنہ تو معلومات بعض انگریزوں کو ہم سے بھی زیادہ ہیں، لیکن ان کی معلومات نے انہیں کوئی فائدہ نہیں دیا، کیونکہ انہیں تو پہلا قدم اٹھانے اور ایمان لانے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔

حضرت مفتی محمد شفیعؒ نے فرمایا: علم اس کو کہتے ہیں کہ جس کے کرنے کے بعد انسان کو عمل کیے بغیر چین نہ آئے۔ اس لیے ضروری ہے کہ علم کے ساتھ ساتھ عشق و محبت بھی بڑھتا جائے، تاکہ عمل کی توفیق نصیب ہو۔ اگر خالی علم ہے تو اس کی مثال کسی شاعر نے بڑی خوبصورت دی ہے:

ے عشق کی تیغِ جگر دار اڑا لی کس نے
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام اے ساقی

حفظِ قرآن کو مضبوط کرنے کے طریقے

ا۔ نفلوں میں پڑھے:

آپ کی صحبت میں کچھ حافظ بیٹھے ہوئے تھے، ان کی طرف سے پوچھا گیا کہ حفظ قرآن مجید کو پکا کرنے کے کیا طریقے ہو سکتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: سب سے آسان اور مؤثر طریقہ تو یہ ہے کہ قرآن مجید کو زیادہ سے زیادہ نفلوں میں پڑھا جائے۔ خصوصاً تہجد اور اوابین کے نفلوں میں پڑھنے سے قرآن حکیم بہت زیادہ پکا ہوتا ہے۔

۲۔ قرآن مجید سے مناسبت پیدا کریں:

ارشاد فرمایا: دیکھ کر پڑھتے رہنے سے بھی قرآن پاک نہیں بھولتا ہے۔ بالکل نہ پڑھنے سے تو بہتر ہے کہ دیکھ کر کثرت سے پڑھتا رہے۔ کثرت سے پڑھنے کی وجہ سے مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ اس لیے بزرگانِ دین کثرت سے قرآن مجید پڑھتے تھے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ کا واقعہ لکھا ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت مولانا یحییٰؒ فرمایا کرتے تھے کہ بس سبق کو 100 دفعہ پڑھ لو تو چھٹی مل جائے گی۔ سبق یاد ہو یا نہ ہو بس سو دفعہ پڑھ لو۔ اس بات میں ان کا مقصد یہ تھا کہ کثرت تلاوت سے بے ساختہ قرآن مجید کے ساتھ والہانہ تعلق پیدا ہو جائے گا۔ بس پھر آسانیاں ہی آسانیاں ہیں۔

۳۔ دعائیں مانگیں:

ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعائیں بھی مانگتے رہیں کہ اے اللہ! مجھے

پکا حافظ اور باعمل بنادے۔ انشاء اللہ اس سے بھی قرآن مجید کو پکا کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ نفل پڑھ کر بھی دعائیں مانگیں تو آسانی ہوتی ہے۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ وظیفوں سے بھی بہتر اور مؤثر وظیفہ، کثرت سے دعائیں مانگنا ہے۔

۴۔ ماہر استاد کے پاس پکا کیا جائے:

اس کے علاوہ کسی ماہر استاد کے پاس بھی پکا کیا جائے تو جلدی اور آسانی سے یاد ہو جاتا ہے۔

۵۔ حلال رزق اور لایعنی باتوں سے پرہیز:

اگر حلال رزق کا اہتمام کیا جائے اور لایعنی باتوں سے بچا جائے تو اس سے بھی قرآن مجید کو پکا کرنے میں بہت مدد ملتی ہے۔

قولِ شیخ دامت برکاتہم

یہ تجربہ سے ثابت ہے کہ جو عاشق قرآن ہوتا ہے اس میں عشق الٰہی عشق رسول ﷺ اور اخلاص بلکہ ہر ہر خوبی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

معارف السلوک

تصوف وسلوک کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایک بے مثال کتاب

ازافادات حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

جس میں سلوک نقشبندیہ کے معارف کو امام ربانی مجدد الف ثانیؒ رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ محمد معصومؒ کے مکتوبات کی روشنی میں انتہائی عام فہم انداز میں بیان کیا

گیا ہے

- سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں؟
- سالک کی زندگی میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کیا اہمیت رکھتی ہے؟
- شیخ کی صحبت مرید کو کیونکر فائدہ دیتی ہے؟
- سالک اسباق کے ذریعے مقامات ولایت کیسے طے کرتا ہے؟
- نماز مومن کی معراج کب بنتی ہے؟
- میدان تصوف میں حسن خلق کی اہمیت کیا ہے؟

یہ سب جاننے کے لئے یہ کتاب ہر سالک طریقت کے مطالعہ میں ضرور رہنی چاہیے

علم نافع

حضرت اقدس مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ
کا علما اور طلبا کی تربیت کے لیے ایک مفصل بیان

- حصول علم کی اہمیت
- حقیقی علم کونسا ہے؟
- علم حاصل کرنے کا مقصد؟
- عالم کا دل جاہل ۔۔۔۔۔ مگر کیسے؟
- علم کیسے محفوظ ہوتا ہے؟
- علم نافع کی علامات
- انبیاء کے اصلی وارث کون؟

علم کی اہمیت اور مقصد کو سمجھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بہت نافع ہے

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-41-2618003
+92-300-9652292

مکتبہ الفقیر کی کتب ملنے کے مراکز

معہد الفقیر الاسلامی ٹوبہ روڈ، بائی پاس جھنگ 0315-2402102

مکتبہ الفقیر بالمقابل رنگون ہال، بہادر آباد کراچی 0345-2331357 (اعجاز)

دارالمطالعہ، نزد پرانی ٹینکی، حاصل پور 0300-7853059

ادارہ اسلامیات، 190 انارکلی لاہور 7353255

مکتبہ مجددیہ، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7231492

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور 042-7224228

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان 061-544965

مکتبہ دارالاخلاص قصہ خوانی بازار پشاور 091-2567539

دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی 021-2213768

علمی کتاب گھر اوجا روڈ، اردو بازار، کراچی 021-32634097

حضرت مولانا گل رئیس صاحب، حضرت قاری سلیمان صاحب (مدظلہم) دارالہدیٰ بنوں

حضرت مولانا قاسم منصور صاحب ٹیپو مارکیٹ، مسجد اسامہ بن زید، اسلام آباد 051-2262956

جامعۃ الصالحات، محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ، پیرودھائی موڑ پشاور روڈ، راولپنڈی
0300-834893,051-5462347

ادارہ تالیفات اشرفیہ فوارہ چوک ملتان 061-4540513

ناشر
مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-41-2618003
+92-300-9652292

اندازِ تربیت

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، میرے حضرت مرشد عالمؒ نے اپنے بیٹے مولانا عبدالرؤف شہیدؒ سے پوچھا کہ سالک بننا ہے یا صاحبزادہ؟ تو انہوں فرمایا، کہ سالک بننا ہے۔ پھر مرشد عالمؒ نے فرمایا، جو صاحبزادے بنتے ہیں وہ بدبخت بنتے ہیں۔ یہی اصلاحی تربیتی واقعہ ہے جو کئی دفعہ ذہن میں آتا رہتا ہے۔

کسی بڑے سے بڑے جرم کو بھی ناصحانہ انداز میں سمجھا کر شرمندہ کیے بغیر اصلاح وتربیت فرما دینا یہ عادت بڑی متاثر کن ہے اور ایسا کرنا کسی بلند حوصلہ اور عالی ظرف والے کو نصیب ہوتا ہے۔

ایک صاحب سے سوال کیا گیا کہ آپ کو حضرت جی دامت برکاتہم کی کس ادا نے بہت متاثر کیا؟

تو جواب فرمایا، ہمارے شیخ شمس وقمر کی مانند ہیں جو دیکھتا ہے وہ سمجھتا ہے حضرت جی دامت برکاتہم کی محبت اور توجہ میری طرف ہی زیادہ ہے۔ واقعی اللہ کی خاطر محبت بندے کو ایسا ہی محسوس کرواتی ہے۔

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ، فیصل آباد
+92-041-2618003
Cell: 0300-9652292, Email: alfaqeerfsd@yahoo.com
MAKTABA-TUL-FAQEER